U0348 2-12-09

Title - Bahar Danish Urdu

Creator - Mirza Jaan Tapish

Publisher - Matba Nabvi (calcutta).

Date - 1271 H

Pages - 237.

Subjects - Urdu Shayari - Majmua Kalaam.
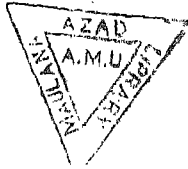
* ستایش و نیایش جهانداری که بفضل و *

* احسان بی پایان او *

* کتاب *

* بهار دانش اردو *

* که از تصنیفات میرزا جان طپش است *

* در مطبع نبوی *

* واقع محلهٔ تالتلا من محلات شهر کلکته *

* حلیهٔ طبع پوشید *

بیان کیا کرون حمد پروردگار — کہ عجز بیان سے ہون بس شرمسار

طاقت کہان اسقدر نطق کو — جو تحمید اُسکی سرانجام ہو

زبان کو تکلم کا یارا نہین — تعقل کو یہان کچھ گذارا نہین

خرد کنہ مین اُسکے معذور ہی — کہ اس درک قاصر سے وہ دور ہی

زہے جلوۂ قدرت کردگار — کہ ہر ایک پنہا نہین ہی آشکارا

ہر اک آشکارا مین پھر ہی نہان — زہے وہ نہان و زہے وہ عیان

بیان کس سے ہووے ثنائین تمام — رکھے ہی کہان اتنی وسعت کلام

ملک اُسکی طاعت مین تسبیح خوان — اُسیکے ہین سجدونمین قدسیان

سدا یاد مین اُسکی مرغ سحر — موظف ہی ہر نخل و ہر شاخ پر

نسیم و صبا کو وہی جست و جو — ہر اک غنچہ و گل مین ہی اُسکی بو

فلک بے رضا اُسکی کب پھر سکے — اجازت اُسیکی ہو تب پھر سکے

آ ھیکا یہہ سب فیض ہی عام کو — نباتات کو اور اجرام کو
اُسی نے کیا حسن و عشق آشکار — ہو اکوئی دلدار کوئی دل فگار
رخ مہر و مہ اُسنے تابان کیا — کہان اور ذرے کو نگران کیا
شرر کو چھپایا ہر اِک سنگ مین — نہان بوے گل کی ہر یک رنگ مین
گل و شمع کو اُسنے بخشی نمود — دیا مرغ و پروانے کو بھی وجود
جہان دیکھیے وہان وہ موجود ہی — وہی شاہد اور وہی مشہود ہی
ادا حمد اُسکی کہان کرسکون — کب اِس منہہ سے اُسکا بیان کرسکون
قدم بڑھ سکے آگے حد سے کہان — نہین میری اتنی زبان و بیان
عنان ادب کا ہی بہتر لحاظ — مؤدب کو لازم ہی یکسر لحاظ
شفیع امم کا لون دامان اَب — کہ عذر معاصی مرا ہووے سب

* در نعت رسول خدا خیرالورا ﷺ *

محمد وہ سر دفتر انبیا — کہ قرآن ہی جسکو نازل ہوا
سر مرسلین سرور جزو کل — شفیع اُمم سرو باغ سبل
رسول معظم حبیب اله — گنہگار کا حشر مین دادخواہ
رسالت کی اُسکو کتابت ملی — شرافت کی مہر نبوت ملی
خدا کا وہ مقبول و محبوب ہی — خدا طالب اُسکا وہ مطلوب ہی
کیا ماہ انگشت سے جسنے شق — ہوا سابقین پر یہہ اُسکو سبق
شریعتکی دکھلائی سیدھی وہ راہ — کہ بھٹکے نہ ہرگز کسیکی نگاہ

اگرچہ ہوا آخر اُسکا ظہور   و لیکن مقدم ہی سب پر وہ نور

کہان شان اُسکی ہو مجھسے بیان   کہ لولاک جس شان مین ہی عیان

* منقبت *

وصی ہی پھر اُسکا علی ولی   زہے وہ نبی اور زہے وہ وصی

مناقب کی اُسکے کہان مجھکو حد   کہ ہی ذات پاک اُسکی شیر صمد

امامت کرامت اُسی سے ہوئی   ولایت اُسی پر ہوئی منتہی

کہون آل پر اُسکی ہر صبح و شام   ہزارون درود اور ہزارون سلام

دعا مغفرت مین کرون اپنی جب   پڑھون بیت یہہ شیخ سعدیکی تب

الٰہی بحق بنی فاطمہ   کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

* مناجات *

الٰہی طپش کی مناجات سن   سن اِس ملتجی عبد کی بات سن

مین الکن ہون اور سخت عاجز بیان   تکلم مین اُلجھے ہی میری زبان

روانی مرے نطق کو کر عطا   سلاست طلاقت سے کر آشنا

سخن کو مرے بخش حسن قبول   قبول طبایع ہو مجھکو حصول

رکھ آلودۂ درد میرا نفس   بسان فغان اسیر قفس

عطا کر مرے قول کو وہ اثر   کہ ہر مستمع جس سے ہو چشم تر

بندھے مجھسے وہ معنیٔ دردمند   کہ ارباب معنی کے ہووین پسند

تلفظ مین جو لائے میرا کلام   وہ اِکبارگی ہووے دل خون تمام

ہم آغوش تاثیر ہو میری نظم   فصاحت کی تصویر ہو میری نظم
قلم جب مرا کچھ نگارش کرے   تو خون دل اُس سے تراوش کرے
کرون جب تخیل مین اندیشہ صرف   تو ہو سب نمک سود منظوم حرف
جو کچھ تجسے کوئی مانگے دیتا ہی تو   بھلا کیون نہ مین تجسے ہون چارہ جو
نرکھہ مجھکو حرمان سے اندوہ گین   ترا نام ہی معطی السائلین

* سبب تالیف کتاب *

طبیعت کو تھا ایکشب اضطراب   جگر تفتہ تھا اور آنکھین پر آب
دل و سینہ بھی متصل تھے تپان   الم سے تھی ہراک مژہ خون چکان
تھا ہرایک نالے مین شور نشور   کہ جان حزین سخت تھی ناصبور
اسی بیکلی مین یہہ گذرا خیال   کہ کبتک رہے یو نہین آشفتہ حال
مناسب ہی بہلاؤن جیکے تئین   بھلاؤن اس آشفتگی کے تئین
کرون طبع مصروف شعر و سخن   کہ ہی نالہ ہی شغل مرغ چمن
مگر ہو سخن قسم افسانہ سے   کہ جسمین دل مضطرب کچھ لگے
کرون عشق موزون جہاندار کا   جو طوطی کی ترغیب سے ہو گیا
کہ ہی قصہ یہہ فارسی مین بیان   بھلا ہی اگر ہو یہہ ہندی زبان
سخن وہ کہ ہووے مفید انام   کرین جسکو ادراک سب خاص و عام
فوائد کے اسمین ہاین کتنے نکات   ہراک بات مین اک نکلتی ہی بات
بس اسکی ہی تنظیم کچھ خوب ہی   کہ ارباب دانش کا مرغوب ہی

افادات کے رسم و آئین تمام — مروج ہیں اسدور مین صبح و شام

* در تعریف عہد صاحبان عالیشان *

رہے عہد حکام گو ہر شناس — تصانیف جسمین ہوئین بیقیاس
حکایات و افسانہ ہاے کہن — مقالات و تبیان ہر علم و فن
نقول و تواریخ دیرین زمان — قصص اور اقوال اور داستان
نکات لطیف و کلام ظریف — کرین فہم جسکو وضیع و شریف
بخوبی ہوے ترجمے سربسر — میسر ہوے سبکو ایدھر اودھر
عجب عصر ہی اور عجب دور ہی — بعینہ سلف کا سا بس طور ہی
ہر اک سمت ہی گرم بازار علم — بہر طرف ہی قدر و مقدار علم
ہی ہر فرد کو کسب فضل و ہنر — عیان درس تدبیر ہی گھر بگھر
رہے یارب اسدور کو بھی دوام — فلک یونہیں پھرتا رہے صبح و شام
یونہیں کمپنی کی حکومت رہے — یونہین اسکا عہد ریاست رہے

* تعریف گورنر بہادر *

گورنر بہادر معلی جناب — کہ جسکا ہوا لارڈ منٹو خطاب
افادات جسکے ہیں شام و سحر — بہر اہل معنی ادھر اور اودھر
اس اقلیم کا نت ہو فرمان روا — تسلط رہے اسکا یونہیں سدا
زمین بوس ہون اسکے گردن کشان — ہون مغلوب نت اسکے روئین تنان
چمکتا رہے اسکا نت پیش طاق — ہو رفعت مین محسود نیلی رواق

رہے اُسکے طالع سے خورشید داغ   منور ہو دولت کا اُسکے چراغ

ہر اہلِ ہنر کا ہی وہ قدرداں   مناقب ہوں کب اِسکے مجھسے بیاں

رہے اُسسے سیراب ہر تشنہ لب   پناہ ضعیفاں ہی وہ روز و شب

* در تعریف صاحبان کونسل صدر *

زہے اہلِ کونسل حقیقت پژوہ   ارسطو منش اور فلاطون شکوہ

تعقل تفرس ترحم کی شان   عیاں اُنکی سیما پہ ہی ہر زماں

بآسائش بندگان خدا   ہیں سرگرم رہتے صباح و مسا

جز اُسکے نہیں فکر کچھ صبح و شام   اِسی میں ہی صرف اُنکی ہمت تمام

اِسی حسن نیت میں ہیں متصل   کہ پژمردہ ہووے کسیکا نہ دل

الٰہی یہہ مجمع رہے برقرار   رہے حشر تک یونہیں لیل و نہار

* تعریف ہارنگٹن صاحب *

خصوصاً فلک قدر ہارنگٹن   کہوں جسکو نقاد ہر علم و فن

عیاں جسمیں کی حق نے کسریٰ کی شان   جسے درد مظلوم ہی ہر زماں

ہنر کا ہی معیار اور صیرفی   خدا اُسکے گھر کا ہی وہ مشتری

بتائید روح القدس سر بسر   غموض سخن اُسپہ ہیں جلوہ گر

گراں قدر ہی اور عالی جناب   فلک رتبہ ہی اور گردوں قباب

محامد کہاں اِسکی سب کہہ سکوں   بس اب عجز سے آگے خامش رہوں

* در تعریف افادات کالج *

چل اے خامہ کالج کی توصیف کر — ہوئے مجتمع جسمین اہل ہنر
فصاحت بلاغت کا ہی جو مقام — جو ہی تربیت گاہ خاص و عوام
رہے تا ابد اکثر ہنر اُسمین سدا — ہر اک اہل حاجت کا حاجت روا
علو و شرف اور مجد و وقار — ہیں اطوار مین جسکے لیل و نہار
تعمد تمکن ترحم کرم — عیان اُسکی سیما پہ ہیں دم بدم
ہی وابستہ اُس سے ہر اہل سخن — کہان ایسے ہوتے ہیں آگاہ فن
شرف اُسنے ہندی زبان کو دیا — دیا نظم اُردو کو یہہ مرتبا
ترقی سب اسکی اُسی سے ہوئی — ہوئی قدر اس سے تصانیف کی

* در تعریف مدرس عالیشان کپتان تیلر صاحب *

پھر آگے کہان وہ زبان و بیان — ادا ہو جو کپتان تیلر کی شان
شریف النسب اور گرامی شکوہ — حکیم و خردمند و دانش پژوہ
امارت مین شوکت مین عالی طریق — بہ تدبیر دلہا شفیق و خلیق
ہنر سنج و دقاق معنی شناس — سخن کی سخندانی ہی جسکو پاس
شرف جس سے تدریسکو ہی ملا — دیا جس نے تعلیم کو مرتبا
عیان اُسکی سیما پہ ہی شان درس — کھلا سب اُسی پر ہی پایان درس
زبس ہی سب آگاہ علم و کلام — دقایق مین ہی ریختے کے تمام
کہین کیون نہ ہم اُسکو طوطی مقال — کہ ہندی زبانکا ہی صاحب کمال
حق اُسکے تئین نت سلامت رکھے — سلامت رکھے باکرامت رکھے

سنو اب جہاندار کی داستان ۔۔۔ ہوئی جسطرح فارسی مین بیان

* آغاز داستان *

سلف مین کہین کوئی تھا پادشاہ ۔۔۔ برآرندۂ تخت تاج و کلاہ
شہ عادل و خسرو دادگر ۔۔۔ معین ستمدیدگان ہر سحر
سدا قیصر روم و خاقان چین ۔۔۔ رہا کرتے اُسکے اطاعت گزین
لگا شرقسے غرب تک صبح و شام ۔۔۔ سلاطین تھے فرمان بر اُسکے تمام
حریف و عدو کا نتھا اُسکو فکر ۔۔۔ نہ تشویش کا پاس تھا اُسکے ذکر
میسر تھا عالم کا عیش و نشاط ۔۔۔ سدا تھی خوشی خورمی انبساط
مگر تھا اِسی غم سے غمگین سدا ۔۔۔ کہ فرزند دلبند رکھتا نہ تھا
بلا کر وزیرون کو وہ ایک روز ۔۔۔ لگا کہنے با حسرت و درد و سوز
کہ پوچھو تو آج اہل تنجیم سے ۔۔۔ ذرا غور سے دیکھین طالع مرے
کہ ہی بھی نصیبو نہین میرے ولد ۔۔۔ ویا ہی عبث یو نہین یہہ جد و کد
اگر ہووے مقسوم یہہ آرزو ۔۔۔ تو زیبا ہی دولت کی سب ہاو ہو
نہین تو یہہ ہی سلطنت کیا ضرور ۔۔۔ فقیری ہی ناچار لونگا ضرور
نکل جاؤنگا دیس پردیس مین ۔۔۔ اتیت اور جوگی کے ہو بھیس مین
لٹاؤنگا جو کچھ ہی اموال و زر ۔۔۔ پھرونگا جہان مین نگر در نگر
وزیرونںے سنکر دیا یہہ جواب ۔۔۔ کہ ای شاہ شاہان مالک رقاب
نہ مایوس ہون آپ فرزند سے ۔۔۔ ہی اُمید فضل خداوند سے

نہیں لطف کی اُسکی ہر گز کمی   نہ مایوس اُس سے رہے آدمی
صلاح اب یہی ہی در قصر پر   معین ہو خیرات کا ایک گھر
ہون سیاح عالم فروکش جہان   مسافر غریب الوطن اُترین وہان
کہ اِس مین کوئی مرد صاحب اثر   کرے شاید آ ناگہانی گذر
دعا سے ہو اُسکی تمھاری کشود   جو مقصود ہی سو وہ پاوے نمود
کہا شہ نے پھر اِس سے بہتر ہی کیا   کرو اِسکا سامان جو کچھ کہا
وزیرون نے فی الفور تدبیر کی   در بارگہ پر وہ تعمیر کی
لگا آنے عالم جہاندیدہ وہان   لگا رہنے مجمع سر آستان
سر شام سے صبح تک بادشاہ   بصد انکسار و بصد عجز و آہ
بیان سب سے کرتا تھا حاجت کتین   سناتا تھا اپنی سماجت کتین
گیا اِسمین یونہین گذر ایکسال   کہ پیہم رہا یہہ ہی قال و مقال
ہوا بعد ازین دوستو ناگہان   گذر ایک درویش کامل کا وہان
نظر کر کے افتادگی شاہ کی   وہ حالات اُس نالہ وآہ کی
دیا اپنی کچکول سے ایک پھل   کہا ای شہ کامران بے بدل
یہہ پھل ہی تری نخل اُمید کا   کھلا شاہزادی کو اور آپ کھا
لیا شاہ نے پھل کو کر کر سلام   محل مین گیا لیکے خوش ہو تمام
زن و شو نے کھایا بہم ایک بار   ہوئی تب سے شہزادی اُمیدوار
گئے نو مہینے گذر جس گھڑی   نمایان ہوا آکے وقت خوشی

تولد ہوا ایک صاحب جمال — قوی بخت و فیروز و فرخندہ فال

جبین پر عیان جلوۂ مہتری — درخشندہ سیما پہ طالع وری

علامات اقبال منہہ پر عیان — سعادت کی دولت کے یکسر نشان

یہہ سنکر خبر شاہ نے ایکبار — کیا سجدۂ شکر پروردگار

رہا دیر تک خاک پر جبہہ سا — پھر اُس عجز سے جبکہ فارغ ہوا

دیا حکم ارکان دولت کتین — کہ ہواوین شادی کی نوبت کتین

کرین شہر مین عیش و عشرت تمام — کسی گھر مین غم کا نہ ہرگز ہو نام

غنی اور تونگر کا دل شاد ہو — ہر اک نوع سے اُنکی امداد ہو

خزینونکے یکبارگی منہہ کھلے — زر و اشرفی ہر کسیکو ملے

ہوا ہر طرف شہر آئینہ بند — خوشی نے کیا جلوہ ہرسو دوچند

ہوئے شہر کے سارے سایل غنی — جہان تک تھے محتاج سبکی بنی

ہوا طے یہہ ہنگامۂ جشن جب — کیا حکم پھر شہ نے یکبار تب

کہ جتنے منجم ہین آوین حضور — بعیش و خوشی اور نشاط و سرور

ولی عہد کے زایچے کو لکھین — خبر سعد اور نحس کی اُسکے دین

نجومی و رمال تھے جس قدر — ہوئے آکے حاضر وہان سربسر

لگے کھینچنے زایچے کے تئین — کواکب پہ نگران ہوئے ہر کہین

جو دریافت کرنا تھا جب کرچکے — تو پھر شاہ سے ملکے کہنے لگے

کہ ای خسرو نامدار کہن — سنو گوش دل سے ہمارا سخن

یہہ شہزادہ رکھتا ہی بخت بلند　　ہی خیلے قوی طالع و ارجمند

جہان اُسکے ہونا ہی زیر نگین　　نہ روکش کوئی اُسکا ہوگا کہین

سلاطین سب اُسکو دینگے باج　　خطا و ختن سے یہہ لیگا خراج

پہ جب اُسکا بارہ برسکا ہو سن　　طلوع اُسکے ہو وین جوانیکے دن

تو مغموم ہو کچھہ غم عشق کا　　یہی ہی خلل زایچے مین ذرا

اُسیکی حفاظت سدا شرط ہی　　اُسیکی حفاظت ذرا شرط ہی

ہوا سننکے شاہ اِس سخن کو غمین　　رہا اِک ذرہ دلمین اندوہگین

کہا پھر جو ہو مرضیٔ کردگار　　مرا اِس مین چلتا ہی کیا اختیار

غرض کر توکل بفضل اله　　رکھا نام اُسکا جہاندار شاہ

لگا مہد دولت مین پلنے سدا　　بصد ناز و نعمت صباح و مسا

ہر اِک وقت معتاد و معمول پر　　ہوئی رسم و مرسوم او اسربسر

کہ پہلے چھٹا دودھہ اور بعد ازین　　ہوا آخر خوبی سے مکتب نشین

اتالیق اُستاد کے فیض سے　　علوم اور ادب اُسپہ یکسر کھلے

ہوئے جبکہ بارہ برس منقضی　　تو درپیش آکر ہوئی وہ گھڑی

گیا باغ مین ایک دن سیر کو　　بصد شادمانی و فرخندہ رو

لگا پھرنے ہرسو خیابان مین　　کہ دیکھے ہی کیا کیا گلستان مین

کدھر نہر ہی اور کدھر آبشار　　کدھر سبزہ ہی اور کدھر لالہ زار

کہان بلبلین ہین کہان قمریان　　کہان باغبان ہین کہان آشیان

کہ اِتنے میں یک سو نظر جو گئی   تو دکھلائی دی زور صحبت نئی

بجاتا ہی بیٹھا جوان اِک ستار   صدا جسکی کرتی ہی دلکو فگار

اور اِک طوطیکا ہی قفس شاخ پر   کہ چھلتا ہی جسکی نواسے جگر

پر اُسکی صدا سے ملے ہی ستار   قیامت ہی دونون کی باہم بہار

گیا شاہزادے کا اِک بار دل   لگا سننے ہو کر کھڑا متصل

کیا پھر سلام اُس جوانکے تئین   کہ تا راغب اُسکا وہ ہووے کہین

ولیکن جوان تھا جو بیخود تمام   دیا کچھ نہ اُسنے جواب سلام

ہوا شاہزادے کا جی بے مزا   وے راگ سنتا تھا چپکا کھڑا

نظر جو ہمین طوطی کی اُسپر پڑی   تو اُس نوجوان سے یہہ کہنے لگی

کہ افسوس کتنے ہو تم بے خبر   نہین کچھ کسی پر تمھاری نظر

کھڑا ہی یہہ شہزادہ عالی مقام   دیا کیون نہ اِسکا جواب سلام

نہین اِتنی بے اِعتنائی ضرور   نہایت ہی شرط مروت سے دور

سنی شاہزادے نے جو ناگہان   یہہ طوطی کی طرز بیان و زبان

وہ گانے بجانے کا جو لطف تھا   فراموش اِک بارگی ہو گیا

دل و جان سے طوطی کا مایل ہوا   اُسیکا طلبگار کامل ہوا

بندھے تھے جو بازو پہ لعل و گہر   وہین جلد جلد اُس جگہہ کھول کر

کفِ دست پر رکھ بصد اضطراب   گیا اُس جوان پاس لیکر شتاب

لگا کہنے ہو کر اُسے ملتجی   کہ ای نوجوان دیکھون ہمت تری

طلب تجھسے کرتا ہوں مین ایک چیز نہ رکھہ اُسکو زنہار مجھسے عزیز
یہہ طوطی بالطف و کرم مجھکو دے عوض مین یہہ لعل و گہر مجھسے لے
ہی ہر لعل کئی مملکت کا خراج سلاطین کا ہی ہر اک زیب تاج
جوان نے دیا سنکے ناخوش جواب کہ ای شاہ شاہان عالی جناب
یہہ طوطی ہی برسونکی ہمدم مری جدا مین نہ اُسکو کیا ہی کبھی
دل آتش زدہ ہی جگر تفتہ ہی طبیعت مری اُسپہ وارفتہ ہی
کرون اپنے مونس کو کیونکر جدا نہین دور ہوگی یہہ مجھسے ذرا
ملک زادہ سنکر یہہ طرز جواب ہوا خشمگین دلمین کھا پیچ و تاب
لگا کہنے سنتا ہی او بے خبر گئی ہی تری عقل و دانش کدھر
نہین جانتا تو کہ مین کون ہون ابھی چاہون جو کچھہ سو تجھکو کرون
مین والی ہون اِس کشور و ملک کا ملک زادہ ہون اور فرمان روا
کہان طوطی لیجائیگا مجھسے تو نہ ہرگز ہوا یہہ نہ ہوگا کبھو
جوان سنکے تہدید کا یہہ کلام ہوا تب تو لاچار دل مین تمام
لئے لعل دی طوطی مجبور ہو چلا وہان سے شہزادہ مسرور ہو
محل مین خوشی سے شتاب آنکے رکھا اک جڑاؤ قفس مین اُسے
مرصع کے موزون کئی پیالیان رکھین آب و دانہ سے بھرکر وہان
اُترھایا قفس پر غلاف زری معین جگہہ اُسکی پاس اپنے کی
شب و روز رہتا قفس روبرو نہ آنکھون سے اوجھل وہ ہوتا کبھو

* شنیدن جہاندار شاہ نام بہرور بانو *
* از زبان طوطی و غایبانہ عاشق شدن *

پلا ساقیا وہ مئے لعل فام — کروں جس سے طوطی نمط میں کلام

پر افسانے اِس مرغ دل کے لکھوں — مقدر کے اسباب موزوں کروں

سنو اب یہاں سے بیان عجیب — غریب و عجیب عجیب و غریب

محل میں تھی ایک مہر بانو خواص — تعلق تھا شہزادی کو اُس سے خاص

صباح و مسا اُس سے پہ میلان تھا — بہم ربط دل کو ہر ایک آن تھا

دھرا تھا جو آئینہ اِک سامنے — لگی مہر بانو اُسے دیکھنے

نشے میں وہ چمکا ہوا رنگ رو — خوش آیا جو اُس کے تئیں مو بمو

لگی کہنے سن تو جہاندار شاہ — کر انصاف سے خوب مجھ پر نگاہ

جہاں میں ہزاروں ہیں گو نازنیں — و لے کوئی مجھ سی بھی ہو گی کہیں

نہ ہو گی نہ ہو گی نہ ہو گی کوئی — نہ ہو گی یہ ناز و ادا کی کوئی

قفس میں جو طوطی تھی بیٹھی ہوئی — وہ سنتے ہی یکبار گی ہنس پڑی

منغص ہوئی مہر بانو وہیں — مکدر ہوئی اور ہوئی خشمگیں

لگی کہنے ہیں ہیں ہنسا تو نے کیوں — سبب تیرے ہنسنے کا میں بھی سنوں

بتا کون سی بات پر تو ہنسی — کہ تیری ہنسی زہر مجھ کو لگی

کیا پھر جہاندار شہ کو خطاب — بصد خشم و قہر و بصد پیچ و تاب

کہ گر زندگی ہو مری چاہتے — تو اِتنا اِسیوقت پوچھو اِسے

کہ سچ کہہ تو کسواسطے ہنس پڑی ۔ وہ کیا تھا تجھے جسپر آئی ہنسی

نہیں آپ کو میں کرونگی تمام ۔ اور اِسکا بھی آخر کرونگی میں کام

کہا شہ نے سن ای بدیع الجمال ۔ گیا ہی ترا کسطرف کو خیال

یہہ حیوان ہی بلکہ یک مشت پر ۔ ہنسی پر ہی کیا اِس کی رکھنا نظر

خدا جانئے اِسکے تھا دل مین کیا ۔ پی اب جام مے اور مجھے بھی پلا

کہا مہر بانو نے بس پی چکی ۔ جھما تبتک کہ جینا تھا سو جی چکی

سنون تا نہ ہنسنے کے باعث کتین ۔ تعلق مجھے جام و مے سے نہین

یہہ کرتی ہی تھی مہر بانو کلام ۔ کلام اُسکا تھا ہی ابھی نا تمام

کہ طوطی لگی کہنے چپکی رہو ۔ زیادہ نہ بس مجھکو گویا کرو

ابھی چونچ کھولون تو آفت اُٹھے ۔ خرابی اُٹھے اور قیامت اُٹھے

یہہ صورت پہ اپنی تو نازان نہو ۔ نہ دیکھا ہو کچھ جسنے اُس کو کہو

خدا کی خدائی مین اِک ایک سے ۔ وجاہت مین افضل ہین لاکھون پڑے

ہر اِک گل کی ہیگی جدا رنگ و بو ۔ نظارہ اگر کیجئے سو بسو

ہی اِکطرف کو شہر میتو سواد ۔ ہی فرمان روا جسکا باعدل و داد

نظر آئی اِکد ختر اُسکی مجھے ۔ نہین شکل ابتک وہ بھولی مجھے

زبس حسن سے بہرہ ور ہی تمام ۔ پدر نے رکھا بہرہ ور بانو نام

بیا نسے ہی برتر وہ حسن وجمال ۔ کہ ہی مظہر قدرت ذوالجلال

کھنچی دست ایزد کی تصویر ہی ۔ نگہ کے لئے طرفہ تاثیر ہی

پری بھی جو دیکھے تو شرمندہ ہو — فرشتہ بھی فورا اسرافکندہ ہو
نہ اُس منہہ کا سا شمع ہی بیچ ہی نور — نہ گل ہی بیچ اُس رنگ کا ہی ظہور
کہان ہووے شکل ایسی انسانکی — نہ جبتک عنایت ہو یزدان کی
کیا جب یہہ طوطی نے قال و مقال — تغیر ہوا شاہزادے کا حال
وہین عاشق غایبانہ ہوا — طبیعت کو گویا بہانہ ہوا
پڑی وہین مینا سے دل پر شکست — مثل ہی کہ دیوانہ را ہو بس است
زمین پر گرا کھاکے غش ایکبار — نگار وتے آنکھونسے خون زار زار

* رفتن بے نظیر نام وزیرے بہ تجسس بہرو ربانو *

پلا ساقیا وہ می لعل گون — کہ ہو سینہ و دل مرا جس سے خون
تجسس کرون جلد مطلوب کا — تفحص کرون اپنے محبوب کا
جہاندار شہ کو لگا جب یہہ غم — دل و جان پھر کہنے لگے دم بدم
بلایا وزیرون کو اپنے حضور — کیا منتخب اُنسے یک ذی شعور
جسے فن تصویر بیچ دخل تھا — جو تھا رشک مانی و بہزاد کا
وزیرون بیچ نام اُسکا تھا بے نظیر — نہایت ہی تھا عاقل و مرد پیر
کہا اُس سے اے مونس و غمگسار — تجھی سے یہہ پاویگا انجام کار
ہی اِکطرف کو شہر مینو سواد — کہ فرمان دہ اُسکا ہی عالی نژاد
ہی دخت اُسکی اِک بہرو ربانو نام — سپہر وجاہت کی ماہ تمام
بنا کر تو سودا اگر اپنے تئین — دیار اُسکے پہنچا شتابی کہین

پھر اُسکی بھر شکل تصویر لا | اور اِس چشم جویا کو میری دکھا

تو شاید ہو یہان زندگانی مری | وگرنہ کہان زندگانی مری

کہا اُسنے جو حکم ہو شاہ کا | ہوا مین ابھی عازم اُس راہ کا

یہہ کہہ اور تجار تکا اسباب لے | اور اِک شہہ کی تصویر بھی کھینچ کے

مرخص ہوا وو وہین تسلیم کر | چلا ڈھوندتا پوچھتا وہ نگر

اُٹھا کر سفر کی بہت زحمتین | منازل کی اور راہ کی محنتین

صعوبات طی کرکے حد سے زیاد | ہوا داخل شہر مینو سواد

رکھا جو قدم اُسمین اِکبارگی | فراموش ہوا رنج آوارگی

عجب شہر و بازار آیا نظر | عجب کشور اِک بار آیا نظر

کہ آب و ہوا جسکی صحت فزا | فضا و صبا ہر طرف دل کشا

درو بام یکسر جواہر نگار | مرصع دوکانون کی ہر سو قطار

عمارات رنگین ہر ایک سو | صفائی و پاکیزگی کو بکو

زمرد کے اور لعل کے سنگ و خشت | زمین کا ہر اِک قطع رشک بہشت

خوشی ہر طرف راگ اور رنگ کی | مچی تھی صدا بربط و چنگ کی

ریاحین و گل کا ہر اِک جا وفور | دماغونکو نکہت سے حاصل سرور

محبت سے خالی نہ کوئی آدمی | کسی مین نہ اُلفت کی ہرگز کمی

جسے دیکھو خوش وضع اور خوش لباس | خلیق اور رنگین و آدم شناس

مسافر نواز اور مہمان پرست | مروت کی صہبا مین ہر ایک مست

کئی دن تلک سیر کر کے تمام	کیا جا کے اِک باغ مین پھر قیام
اُتارا تجارت کا اسباب وہان	تحایف کی یکجا رکھولی دوکان
لگا یا قرینے سے ہر ایک مال	چنی جنس تختو نسے ہر اِک نکال
برابر برابر اِدھر اور اُدھر	نمایان کئے تحفے تھے جسقدر
قضارا یہہ جس باغ مین جا رہا	وہ تھا باغ اُسی بہرو ربانو کا
ہوا بعد چند اُس مین اُسکا گذار	کہ تھا اُن دنون جوش فصل بہار
لگا ہونے ہر اِک طرف اہتمام	خواصون کا ہر سو ہوا اژدہام
مقید ہوئے ہر طرف عہدہ دار	ہوا گرم ہنگامۂ گیر و دار
کہ اِتنے مین دیکھا کسینے اُسے	لگے پوچھنے دفعتا آن کے
کہ بتلا تو ہی کون ای مرد پیر	کیون اِس باغ مین ہی سکونت پذیر
کہا اُسنے تاجر ہون مین دور کا	یہہ مال تجارت ہی دیکھو بھرا
خریدار کی انتظاری مین ہون	کہ بیچ اِسکو ہاتھی وطن کو پھرون
وسیلہ مگر کوئی رکھتا نہین	جو تقریب میری کرے جا کہین
غریبانہ اِس باغ مین ہون پڑا	کہ بے خانمانون کی ہی یہہ جگا
کنیزو نِنے سنکر یہہ اُسکا جواب	کہا بہرو ربانو سے جا شتاب
کہ وارد ہی اِک یہان عجب مرد پیر	مسافر ہی تاجر ہی اور گوشہ گیر
تحایف ہین ہر ملک کے اُسکے پاس	و لیکن کسی سے نہین روشناس
ہی درماندہ سخت اپنے احوال کا	کہ کیا ہو گا انجام اِس مال کا

سنا شاہزادی نے جون یہہ کلام | کہا جا کے لے آوہ تحایف تمام
اور اُسکو بھی اسبابکے ساتھہ لا | جو معلوم قیمت کی ہو انتہا
خواص آئی تب جانب بے نظیر | کہا کے مبارک ہو اے مرد پیر
کھلے یک بیک آج طالع ترے | چل اجناس کو ساتھہ لیکر مرے
کہ شہزادی اب ہوئی خریدار ہی | ترے بخت کا آج بازار ہی
ہوا بے نظیر اُسکے فی الفور ساتھہ | اُٹھا مال و اسبابکو ہاتھون ہاتھہ
پس پردہ پہنچا شتاب آنکر | زبان کی دعا و ثناؤن سے تر
لگا کرنے ہر اِک نمونے جدا | دکھانے لگا جنس سر تا بپا
جہان تک کے تحفے تھے اقسام کے | بتدریج ہر ایک حاضر کیئے
کیئے ہر وز بانو نے سب پسند | عنایت کیا مول سے بھی دو چند
جب اسباب و اجناس سب لے چکی | خواصونسے پوچھا کہ ہی اور بھی
اُنھونے کہا بس جو تھا ہو چکا | مگر ایک صندوقچہ رہ گیا
ولیکن اُسے ساتھہ لایا نہین | دوکان ہی مین چھوڑا ہی اُسکے تئین
تمامی و زربفت سے ہی مڑھا | اور اِک قفل سیمین ہی اُسپر لگا
نہین جانتے اِسمین کیا کچھ ہی چیز | کہ رکھتا ہی یون اُسکو کر کر عزیز
ہوا شاہزادیکو بس اضطراب | کہا جاکے لاؤ اُسے بھی شتاب
خواصین یہہ سنتے ہی دوڑی گئین | اُٹھا لائین جلدی اُسے بھی وہین
کہا کھول اے مرد پیر اِسکے تئین | کہ معلوم جنس اِسکی بھی ہو کہین

لگا کہنے سوداگر اُس سے بے نظیر   کہ مین تو ہون ہر طرح فرمان پذیر
پر اِسمین کسیکی امانت ہی چیز   ہی اِسواسطے مجھکو اتنی عزیز
نہین اِسطرح کھول سکتا اِسے   مگر روبرو ہون خریدار کے
سنا شاہزادی نے جب یہہ سخن   کہا ہی فروشندہ پیر کہن
بزرگ اور مقدس ہی آتا نظر   دکھاوے کہو روبرو آن کر
اجازت ہوئی تب اُٹھا بے نظیر   زبس تھا ضعیف اور نہایت حقیر
خواصون نے تائید کر سو بسو   لے آئین اُسے تھامتی روبرو
کیا شاہزادی کو جھککر سلام   ولے دیکھتے ہی وہ ماہ تمام
زمین پر گرا کھا کے غش ایکبار   رہا دیر تک یون ہی بے اختیار
پس از چند ساعت جو آیا بہوش   تو پھر بھی تھا حیرت زدہ اور خموش
کہا شاہزادی نے کیون کس لئے   یہہ طاری ہوا دفعتاً غش تجھے
کہا بسکہ ہون ناتوان و ضعیف   اور اِس کبر سن نے کیا ہی نحیف
یہہ احوال ہوتا ہی اکثر مرا   کہ گرتا ہون رفتار مین تھرتھرا
یہہ سب کر بیان اپنی لاچارگی   وہ صندوقچہ کھولا یکبارگی
نکالا ورق شہ کی تصویر کا   بھرا جسمین تھا رنگ تاثیر کا
دیا بہرور بانو کے جلد ہاتھ   ہوئی بیخودی اُسکے لینے کے ساتھ
لگی دیکھکر کہنے فوراً اُسے   یہہ تصویر کیسی دکھائی مجھے
کہ آگئی محبت کی اِسمین سے بو   کیا اُس نے درہم مرے حال کو

دل و جان کو میرے مفتون کیا   اگرچہ مین لیلی تھی مجنون کیا
تعلق ہوا اُس سے پیدا مجھے   ندونگی یہہ تصویر مین اب تجھے
جو کچھ اُسکی قیمت مین چاہے تو لے   ولیکن اِسے ہر طرح مجھکو دے
لگا کہنے یہہ بات سن بے نظیر   کہ ای برج خوبی کی بدر منیر
امانت کو پھون مین کیونکر بھلا   امانت مین کب ہی خیانت روا
کہا شاہزادی نے ای پیر مرد   زیادہ نہ دے بس مرے دلکو درد
بس آگے مجھے اب دوانا نکر   امانت کا مجھسے بہانا نکر
غرض ہوکے لاچار تب بے نظیر   لگا کہنے اچھا ہون فرمان پذیر
جو ارشاد فرمائے ہی قبول   کہان کرسکون حکم عالی عدول
یہہ سنتے ہی شہزادی مین آئی جان   دئے مول مین کتنے لعل گران
مرخص ہوا بعد ازین بے نظیر   دوکان بیچ پھر اپنی ہو گوشہ گیر
تصور مین لا بہرہ وربانو کو   شبیہ اُسکی تیار کی مو بمو
ہوا فارغ اُسکام سے جس گھڑی   وطن کی شتابی سے پھر راہ لی

* مراجعت بے نظیر از مینو سواد *

پلا ساقیا اِک شتابی سے جام   کہ جسمین سفر کی ہو زحمت تمام
ملون اپنے جا منتظر سے شتاب   کرون آپ سا اُسکو بھی کامیاب
پھرا کام کر اپنا جب بے نظیر   ہو فضل الہی سے مقصد پذیر
اُٹھا کر سفر کے بہت رنج و تاب   وطن مین ہوا داخل آکر شتاب

جہاندار شہ کے گیا پھر حضور — کھڑا ہو کے آدا گہہ بیچ دور

کیا قاید ے سے نہر کر سلام — بجا لا کے آداب شاہی تمام

نکالی وہ تصویر زرین نگار — جو تھی بہرہ ور بانو کی یادگار

شتابی سے دی ہاتھ میں شاہ کے — زبانی بھی حالات سارے کہے

وہیں دیکھتے ہی جہاندار شاہ — لگا کھینچنے متصل سرد آہ

سرشک گلابی بہانے لگا — تڑپنے لگا تلملانے لگا

کبھی اپنی آنکھوں میں رکھتا اُسے — کبھی سینہ و دل پہ ملتا اُسے

کبھی نقش و پرواز کو دیکھتا — کبھی ناز و انداز کو دیکھتا

کبھی سر کے بالونکی لیتا بلا — مخاطب کبھی ہو کے دیتا دعا

وہی ہمنشین اور وہی تھی انیس — وہی اُسکی ہمدم انیس و جلیس

اُسی سے تکلم اُسی سے خطاب — سوا اُسکے مطلق نہ آرام و خواب

ہوئی جب کہ ماباپ کو یہہ خبر — نہایت مشوش ہوئے سربسر

پدر نے بلائے تمامی وزیر — جو ہوتے تھے دشواریوں میں مشیر

سنایا غم اُن کو جہاندار کا — قلق اُسکے جان و دل زار کا

وزیر اُسکو سنکر رہے سب خموش — پھر آخر کو از روے تدبیر و ہوش

یہی سب نے باہم مقرر کیا — کہ ہر شب وزیر ایک پاس اُسکے جا

کہانی کہے کوئی اِس طرح کی — مذمت زنونکی ہو جسمیں بھری

یقین ہی کہ سنکر ہو نفرت تمام — نہ پھر بہرہ ور بانو کا لیوے نام

ہوئی اسطرح جب مقرر یہہ بات   تو آکروزیرونسے اک پہلی ذات
کہانی لگا کہنے یہہ بیٹھ کر   کہ ہی جسمین مکر زنان سر بسر

* حکایت وزیر اول *

سنو قبلہ عالم کہین اک جوان   حسین و طرحدار سرو روان
محبت مین جورو کی اپنی سدا   دل آشفتہ رہتا تھا صبح و مسا
نہ بن دیکھے اک لحظہ آرام تھا   ہر اک آن ہردم یہی کام تھا
نہین وہ بھی عاشق تھی اسکی ہمیش   جگر تفتہ رہتی تھی اور سینہ ریش
موافق تھے آپسمین دونون تمام   گرفتار الفت بہم صبح و شام
وفا مین تھے طرفین ضرب المثل   مجالس مین ذکر انکا تھا ہر محل
قضارا جوان کا تھا اک آشنا   انیس و جلیس و یگانہ نما
نہ تھا اسپہ زنہار وہم دوئی   نہوتی تھی معلوم بیگانگی
نہ لغزش کا تھا اسپہ مطلق گمان   نہ ہرگز خطا کے تھے اسمین نشان
شب و روز تھے ہمدگر یار غار   رفیقونکے ہوتے ہاین جیسے شعار
سلوک عزیزانہ آپس مین تھا   محبت سے بھی تھا پرے مرتبا
ولے آگے سنئیے تعجب کی بات   کہ اکدن کہین وہ رذیل الصفات
سحرگاہ آیا بہ نزد جوان   اور اک رخنۂ در مین سے ناگہان
نظر اسکی زن پر پڑی ایکبار   وہین دفعتا ہو گیا بے قرار
بھلا یا حق ربط و الفت کتئین   کیا دل مین جایز خیانت کتئین

جتانے لگا دن بدن اپنی چاہ ۔ کبھی اشک گرم و کبھی سرد آہ
لگا بھیجنے تحفے ہر صبح و شام ۔ تکلف سے تیار کر کر تمام
کبھی لوز بادام کے خوانچے ۔ کبھی پستے نمکین بھونے ہوئے
کبھی چوگھرے اور کبھی ڈلمیان ۔ کبھی عطر دان اور کبھی پاندان
کبھی مہکے مہکائے پھولوں کے ہار ۔ کبھی قول کے پھلے مینا نگار
کبھی سرخ تنبول کی شیشیان ۔ گندھی ہوئی کبھی عطر مین مہندیان
کبھی پنکھے گوٹونکے چمکے ہوئے ۔ بانت بادلے بیچ جھمکے ہوئے
غرض یونہین اک تحفہ ہر دن نیا ۔ لگا بھیجنے جانب دلربا
نکرتی تھی زن گرچہ پہلے قبول ۔ پر آخر گئی ایسی باتون پہ بھول
ہوئی آپ بھی رفتہ رفتہ یونہین ۔ تعشق مین اُسکے محبت گزین
لگی دیکھنے بام و در سے اُسے ۔ لگی بیٹھنے پردے پاس آن کے
کبھی جھانکتی تو تر چلمن کتین ۔ دکھاتی کبھی کفش و دامن کتین
کبھی فندقین اُنگلیون کی نکال ۔ دکھاتی شگافون سے تھی لال لال
سناتی کبھی اپنی آواز کو ۔ جتاتی خفی ناز و انداز کو
کبھی پیک دہلیز پر پھینکتی ۔ کہ پڑجائے نظر و نہین آسکی کبھی
غرض آخر اک پیرزن کو بلا ۔ یہہ پیغام اپنی طرف سے دیا
کہ جتنے ہو تم مجھہ لئے بے قرار ۔ مرا بھی دل اُتنا ہی تم پر نثار
ولیکن ہون شوہر سے معذور مین ۔ اسی سے ہون ناچار و مجبور مین

زمین سخت ہی آسمان دور ہی | وگرنہ مجھے بھی یہہ منظور ہی
قضارا کہین ایک دن وہ جوان | گیا صید آہو کتین ناگہان
ملا شام کے ہوتے اُسکو شکار | ہوا خستگی سے نہایت فگار
بیابان سے بیوقت از بس پھرا | کسی طرح شب کو نہ گھر آسکا
مگر وہانسے نزدیک تھا اِک مقام | کہ زن کے پدر کا تھا اُسجا قیام
رہا رات اُسکو وہان ہی سسرال مین | اُسی ماندگی مین اُسی حال مین
لگی ہونے ضیافتکی وہان دھوم دھام | جو معمول دنیا ہی اور رسم عام
پر اُسکو ضیافت سے کیا کام تھا | کہ آپ اپنی حالت مین ناکام تھا
جدائی تھی گھرکی نپٹ اُسپہ شاق | قیامت تھا اُس روز شب کا فراق
کہا اِسمین سسرے نے ہرچند اُسے | کہ تیار ہی ما حضر کھا سکے
کیا اُسنے ہرگز نہ آلودہ ہاتھ | گذاری اُسی رونے دھونے مین رات
اب آگے سنو تم یہان کا بیان | کہ جب شام ہوئی اور نہ آیا جوان
سنی مار زن نے یہہ جوہین خبر | چلا گھر سے گھوڑے کو تیار کر
اور آتے ہی زن سے یہہ کہنے لگا | کہ لے وقت فرصت اب بیٹھی ہی کیا
بس اب گھر کتین چھوڑ چل میرے ساتھ | کہ تا زندگانی ہون مین تیرے ساتھ
سنا جبکہ عورت نے یہہ ناگہان | گیا وہمین اُسدم یہہ مکر زنان
لگا آگ دی گھر کے چارو نطرف | کیا مال و زر اپنا سارا تلف
اُسی شور و ہنگامہ مین ایکبار | ہوئی گھوڑے پر ساتھ اُسکے سوار

نکل وہان سے کئی روز کی راہ پر — مقرر کیا جا کے رہنے کا گھر
ہوئے دونون مشغول فسق و فجور — کیا اپنی مینا سے عصمت کو چور
جوان صبح آیا جو سسرال سے — تو دیکھا عجب گھر کو احوال سے
چھپر کھٹ ہی اکطرف کو جال رہا — اد قچہ ہی اک سو بھڑکتا رہا
حویلی کی ہی شکل بازار سی — کہین خوانچہ ہی کہین آرسی
مقابہ کہین ہی صندقچہ کہین — ہی جوڑا کہین اور بقچہ کہین
پھرا تنے مین اکطرف سے آکے ساس — لگی کہنے وحشن سی ہو بے حواس
کہ واری تیری شمع رو جل گئی — مری کوکھ بھی کرکے بیکل گئی
دیا مجھکو اس آگ نے سخت داغ — کہ تو را اجالا یا مرا خانہ باغ
بڑھاپے مین اب مین کدھر جاؤنگی — وہ اندھے کی لاٹھی کہان پاؤنگی
نہو گی کوئی مجھسی قسمت جلی — کہ اک عمر کی میری محنت جلی
جوان نے یہہ سنتے ہی اُسکا کلام — لیا پیٹ یکبار منھہ کو تمام
تڑپنے لگا خاک پر متصل — لگا کہنے ہی ہی مری جان و دل
جلی اور رہی جی کی جی ہی مین بات — پھڑکتا ہوا گر کا یہہ کیسا سنگات
ہوا گھر کا گھر آہ بے انتظام — بس ابسے ہوئی خانہ داری تمام
غرض دیر تک تھا یونہین کہہ رہا — پھر آیا جو کچھ آپ مین اک ذرا
تو پہنا غریبی فقیری لباس — تجا گھر کو یکبار گی ہو نراس
لگا پھرنے بے خان مانونکی طرح — بنایا سراپا دوانون کی طرح

کبھی جا خرابون مین کرتا مقام — کبھی رات جنگل مین کرتا تمام
درختون مین کرتا بسیرا کبھی — کبھی شہر مین کرتا پھیرا کبھی
کبھی یو نہین گر رہتا میدان مین — کبھی کاتتا دن بیابان مین
ہر اِک صبح منزل نئی تھی اُسے — ہر اِک شام محفل نئی تھی اُسے
یونہین پھرتے پھرتے نٹ اندوہگین — اِک آئی نظر اُس کو بستی کہین
حویلی سی اُس مین پڑی اِک نظر — گیا وہان فقیرانہ دروازے پر
یونہین بسکہ جیسا ہین جو کچھ آگیا — صدا کرنے لاگا بشکل گدا
پھر اِتنے مین اُسکی پڑی جو نگاہ — تو دیکھا وہی ہی زن رو سیاہ
نظر اُسکی بھی وہین اُسپر پڑی — اچنبھے مین رہ گئی کھڑی کی کھڑی
حویلی مین پھر جا کے پنہان ہوئی — ہراسان ہوئی اور لرزان ہوئی
شتابی سے کہنے لگی یار کو — کہ بیٹھے ہو کیا چیتو ہشیار ہو
وہ دروازے پر آن پہنچا حریف — بحال نحیف و بشکل ضعیف
وہ مردود گھوڑے پہ ہوکر سوار — لگا بھاگنے لیکے بے اختیار
صدا اُسکے گھوڑے کی اُسکے تئین — پڑی کان مین جو یکایک وہین
تیقن ہوا اُسکے دل مین تمام — کہ ہی وہی تھا آشنا جسکا نام
حویلی مین پھر بیٹھ کر بیدریغ — شتابی کیا اُسنے اِک وار تیغ
وہ نامرد بھاگا بچا وار کو — نہ لیجا سکا ساتھ دلدار کو
جوان نے پکڑ کر وہین زن کا ہاتھ — لیا ہر طرح سے شتاب اپنے ساتھ

چلا شہر کو اپنے گھر کی طرف   وطن کی طرف اور نگر کی طرف

وہلے آگے سنئے قصا کا بیان   مزے کی جگہہ ہی نہایت یہان

کہ آیا نظر راہ مین ایک باغ   جوان دیکھہ کر اُسکو جاے فراغ

لگا کرنے قار اِستراحت کتین   کہ تشویش آخر تو اب کچھہ نہین

شب اِس باغ مین کاٹنے اور سحر   نکل چائے زن کے تئین مار کر

یہہ ٹھہرا کے تدبیر دلمین تمام   کیا باغ مین اِک طرف کو مقام

زبس تھی نہایت اِسے خستگی   کئی دن کی تھی متصل ماندگی

لگی ٹھنڈھی ٹھنڈھی جو چلنے ہوا   منڈی آنکھہ اِکبارگی سو گیا

اور اِسمین وہی بیو قاو لعین   تجسس کنان آن پہنچا کہین

نظر کرکے غافل اُسے ایکبار   لگا کرنے تلوار کا اُسپہ وار

لیا زن نے اِکبارگی ہاتھہ تھام   لگی کہنے کیا مارنے سے ہی کام

ہو اِس مارنے سے کب اُسکی سزا   نہ جبتک جلا لیجئے خوب سا

یہی ہی صلاح اِسکو بے بس کرو   پھر اِسکو دکھا کرکے رنگرس کرو

وہ سب کچھہ جب آنکھوں سے یہہ دیکھلے   تو بعد اُسکے بھیجو جہنم اِسے

سن اُس بیحیا نے یہہ زن کا کلام   وہین نیند مین اُسکو جکڑا تمام

جو انکی کھلی آنکھہ اِکبارگی   نظر آئی یون اپنی لاچارگی

پھر اُسکتین باندھہ اِک شاخ سے   بہم جام مے دونون پینے لگے

ہوا جبکہ مستی کا ہر اِک کو جوش   تو موقوف کر صحبت ناو نوش

لگے کرنے دونون بہم روسیاہ — چمکنے لگے ہمدگر آفتاہ

بدن کا وہ دلنا مسلنا بہم — وہ گالون سے گالونکا ملنا بہم

وہ کولے کی اور رانونکی کشمکش — وہ آنکھونکا مندنا وہ لذت کا غش

وہ ہلنے مین ہردم کھسرر انکے — جو ان کے ہوئے مدعی جان کے

کہے شاکر ہی یون تھے میرے نصیب — کہ دکھلاوے یون مجھکو عالم رقیب

ولیکن مونگ چھاتی پر اسطرح سے — اور اسطرح کچھ بس نہ میرا چلے

پھر اسمین ہوئے جب وے دونو جدا — تو ہرایک کو غش تھا اور ضعف تھا

نقاہت جو یکبار طاری ہوئی — وہین آنکھ ہرایک کی لگ گئی

قضا و قدر کا سنو آگے کام — کہ ہوتا ہی کیا غیب سے انتقام

یہہ بیچارہ جس شاخ سے تھا بندھا — خموش اور غربیا نہ تکتا ہوا

اُسی مین سے اک افعی زہردار — اُتر کر زمین پر گیا ایک بار

دھری تھی گلابی جو میںا کی وہان — پڑے سوتے تھے بیخبر وہ جہان

شراب اُسکی پی اور کیا پھر یہہ کام — کہ زہر اپنا بھی اُسمین اُگلا تمام

یہہ دونون عمل کرکے جاتا رہا — کسی گھاس مین لہر کھاتا رہا

پھر آنکھ اُس شقیکی جو کھل گئی ذرا — اُٹھا کر گلابی کو وہ پی گیا

کیا زہر نے طرفۃ العین اثر — نکل گئی وہین روح پرواز کر

اُٹھی وہ جو مردار پھر نید سے — تو سوتا ہوا اُسکتین دیکھ کے

اُٹھانے لگی اور ہلانے لگی — بلانے لگی اور جگانے لگی

ولیکن وہ اِسطرح سویا نہ تھا | کہ اِس کے جگانے سے جاگے ذرا
ہوا پھر تو اُسکے تئین بھی یقین | کہ جاگے گا اب حشر کو یہہ لعین
پس اُسکو سمجھہ تیش مین آن کے | اُٹھی لیکے تلوار کو میان سے
کہ شوہر کو جا کر دو ٹکڑے کرے | موا جسطرح یار یہہ بھی مرے
وگرنہ یہہ چھوڑے گا جیتا کہان | علاج اُس کا کر لیجئے اب یہان
جوان نے سمجھہ کر یہہ سب اُسکی بات | کہا پہلے سن لے تو اِک میری بات
نہ مرتا جو یہہ شخص تقدیر سے | تو تھا میرے مرنے سے حاصل تجھے
پر اب وہ بھی جب اِسطرح مر گیا | تو مرنے سے میرے تجھے نفع کیا
تو آخر وہی ہی گی بی بی مری | وہی گھر کی مالک ہی اِک عمر کی
اور آگے سے بھی ہوگی مجھکو عزیز | دیوانہ نہین ہون مین ہون باتمیز
قضا و قدر سے ہوا سو ہوا | خیال اِسکا ہی اب مرے دل مین کیا
نہ مار اب مجھے بلکہ دے مجھکو کھول | وہی گفتگو پیار کی مجھہ سے بول
نہین کچھہ مرے دل مین تجھسے غبار | یہی قول ہی اور میرا قرار
جب اُس ناقصہ نے یہہ باتین سنین | ہوئی بارے تسکین اُسکے تئین
لگی کہنے یون ہی تو درگذری مین | اور اب جان ہون بخشتی تیری مین
ولے دیکھون کرتا ہی تو کیا سلوک | مرا تو بہر طرح دیکھا سلوک
یہہ کہکر رسی کھولدی ہاتھہ سے | بچا وہ جوان اپنی اِس گھات سے
کئے سجدۂ شکر چندین ہزار | کہ دیکھی یہہ تائید پروردگار

غرض لاکے چھوڑا اُسے شہر مین — دیا سونپ قہہار کے قہر مین
اُتارا نہ ہرگز فقیری لباس — رہا جیسے کا تیسا وو ہی اُداس
لیا زن کا پھر عمر بھر بھی نہ نام — یونہین زندگی کاٹی اپنی تمام
پس اُسکو ہی سن لو ای عالم پناہ — کہ فرقہ کا فرقہ یہہ ہی رو سیاہ
نہین کچھ مروت اُنھونکے لیئے — نہین کچھ محبت اُنھون کے لیئے
تعلق بزن دست و پا بستن است — تجرد ازان بند وارستن است
یہہ سب کہہ چکا جب کہانی وزیر — تو بولا جہاندار شہ ای امیر
نہین تیری باتو نسے کچھ مجھکو کام — کسی اور کو جا سنا یہہ کلام
مجھے چھوڑ دے بس اُسی یاد مین — کہان صبر ہی جان ناشاد مین
ہوا گھر کو رخصت بچارہ وزیر — جراحت ہوئے کچھ نہ مرہم پذیر

* حکایت وزیر دوم *

سنو دوسری رات کا تم بیان — کہ آیا وزیر دوم خوش زبان
بجا لا کے چندین دعا و ثنا — یہہ افسانہ خدمت مین کہنے لگا
کہ بیٹھے تھے اِک باغ مین کُئی رفیق — بہم یکدل و یک سخن یک طریق
ہم اطوار و ہم درد اور ہم زبان — محبت کی باتون مین ہم داستان
بقالب جدا اور بجان ایک تھے — عیان مختلف اور نہان ایک تھے
مہیا کئے ساز و سامان عیش — تھے کرتے تماشاے بستان عیش
وہ گلشن وہ دہکا ہوا لالہ زار — وہ چھٹی ہوئی چادر آبشار

وہ بلبل کا ہر شاخ پر بولنا   وہ غنچون کا رہ رہ کے منہہ کھولنا
وہ نکہت گلون کی وہ موج صبا   درختونکی وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
فزایندۂ کیفیت تھی تمام   کہ پیتے تھے پیہم وہ بھر بھر کے جام
نشے مین عجب گفتگو تھی بہم   کہ تھا ایک سے ایک ہرگز نہ کم
کوئی شعر پڑھتا معما کوئی   ظرافت کوئی اور لطیفہ کوئی
رباعی کوئی اور کوئی غزل   پہیلی ہی کہتا کوئی بر محل
کہ اتنے مین بیگانہ اور اک جوان   ہوا آن کر وارد اُن مین وہان
یہہ چاہا کہ مین بھی اُنھون مین ملون   کسیطرح دل اپنا خالی کرون
طبیعت کا ہو زنگ دور ایکبار   نکل جاے فی الجملہ جیکا بخار
ولیکن کسی نے نکی اعتنا   نہ اُسکی طرف کوئی مایل ہوا
ہوئے دفعتاً بلکہ یکسر خموش   ہر اکدل کا جاتا رہا وہ نہین جوش
ہوا اور ہی دم مین مجلس کا رنگ   اُتر گئی یکایک نشونکی ترنگ
تفرس کر اسکے تئین وہ جوان   لگا کرنے خدمت مین اُنکی بیان
کہ ای صاحبان محبت شعار   ظرافت شعار و لطافت شعار
مخل اپنا مت سمجھو میرے تئین   مرا بھی ہی اوضاع و مشرب یو ہین
پھر اجھے یہین بھی ہی یہی سب مواد   مرے دلکی بھی ہی یہی کچھ مراد
انھین اختلاطو نکا جویا ہو نمین   اسی واسطے تم مین آیا ہون مین
کہ یکچند صحبت مین مشغول ہون   تمھارا کسیطرح مقبول ہون

نہ بیگانہ اتنا مجھے سمجھئے ‏ نہ نامحرم اپنا مجھے سمجھے

یہہ کہنا ہوا پھر وہ رنگین بیان ‏ ادا کی بیان ہین وہ رنگینیان

کہ سبکا ہوا دور شرم و حجاب ‏ لگے ہونے پھر وہی حرف و خطاب

وہی اختلاط اور وہی ارتباط ‏ ہوئے پھر وہی گرم عیش و نشاط

پھر اسمین جو انکے جو رخسار پر ‏ نشان خط کا سا ایک آیا نظر

لگے پوچھنے ہی یہہ کیسا نشان ‏ سبب اسکا بھی کیجئے کچھ بیان

کہا اُسنے مت پوچھو اِس خط کی بات ‏ یہہ کہنے کے قابل نہین واردات

پھر اسمین جو اصرار حد سے بڑھا ‏ تو ناچار حال اُسکا کہنے لگا

کہ یک شب مین اہلیہ کے اپنی ساتھہ ‏ پڑا سوتا تھا رکھہ کے گردن پہ ہاتھہ

کھلی جو کہین آنکھہ پچھلی پہر ‏ تو خالی بغل مجھکو آئی نظر

مین سمجھا یو نہین شاید اُٹھکر گئی ‏ ویا ہو گی اپنے پلنگ پر گئی

یہی سوچ کر جی مین پھر سو گیا ‏ وہی نیند مین جیسا تھا ہو گیا

مگر دوسری تیسری رات بھی ‏ کھلی آنکھہ اِسطرحسے جب مری

تو ہر شب نپایا پلنگ پر اُسے ‏ ہوا فکر تب تو نہایت مجھے

پس اِسطرحسے آئی جب چوتھی رات ‏ تو ناچار ٹھہرائی مینے یہہ گھات

کہ لی موند آنکھہ اور پڑا رہا ‏ جو معلوم کرنا تھا کرتا رہا

بجی دو پہر رات جب آن کر ‏ تو اُتری پلنگ پر سے وہ بدگہر

گئی در تلک تو با آہستگی ‏ نکل در سے پھر جلد جانے لگی

چلا میں بھی لے طمنچہ وو ہیں سنا تھا ۔ ولے دور ہو جیسی چوری کی لگا تھا

جو دیکھوں تو اُس سمت کی راہ لی ۔ کہ دیکھی نہ تھی رہ وہ میں نے کبھی

اور اُسمیں نظر آیا وہاں ایک گھر ۔ اُسی گھر کے پہنچی یہہ دروازے پر

قلندر اِک اُس گھر سے نکلا وہیں ۔ خفا بے مزا اور بہت خشمگین

پکڑ سر کے بال اُسکے اور ایکبار ۔ لگا دست و پا کرنے اُسکے فگار

کہ ہیں ایسی تیسی بھی اب تک کہاں ۔ ہوں کب سے ترا منتظر میں یہاں

لگی کہنے تقصیر مجھسے ہوئی ۔ میں حاضر تو ہوتی کبھی وقت کی

ولے جاگتا تھا مرا شوہر آج ۔ نہایت تھی آتے میں میں لاعلاج

کسیطرح آنکھ اب جو اُسکی لگی ۔ تو فرصت کو پا کر میں حاضر ہوئی

قلندر سن اِس معذرت کو تمام ۔ لگا کرنے فی الفور بس اپنا کام

ہوا جبکہ مفروغ وہ نابکار ۔ اُٹھا بول کے واسطے ایکبار

اُسی وقت میں طمنچہ کھینچ کر ۔ کیا وار پیچھے سے اِک کارگر

وہیں تن سے ایکبار سر کٹ گیا ۔ نہ تسمہ بھی باقی رہا کوئی لگا

چھپا میں درختوں میں جا کر وہیں ۔ نہ دیکھے کوئی تا کہ میرے تئیں

گھڑی دو کے پیچھے وہ عصمت بھری ۔ ہوئی گھر سے باہر اُسے ڈھونڈھتی

یہاں دیکھے تو یہہ ہوا ماجرا ۔ لگی کہنے ہی ہی قلندر مرا

خدا جانے کسنے کیا اُسکا کام ۔ کیا کسنے دلبر کو میرے تمام

اگر اُسکے قاتل کو گر پاؤں میں ۔ تو کچا ہی اُسکے تئیں کھاؤں میں

یہہ کہتی تھی اور روتی تھی زار زار ۔۔۔ پھر اُسکے کئیے ٹکرے دو تین چار
سبھوں سے لیکے تھیلے میں اکبار گی ۔۔۔ اُٹھا سر پہ دریا کی جانب گئی
کہ پانی میں تا پھینک دیوے اُسے ۔۔۔ یہہ واقعہ نہ معلوم کوئی کرے
یہہ سب دیکھہ کر میں تماشا وہان ۔۔۔ چلا آیا آگے ہی گھر میں یہان
اور آتے ہی سر رکھہ کے بس سو گیا ۔۔۔ چپل کر وہیں بے خبر ہو گیا
پھر اِسمیں جو آئی وہ خانہ خراب ۔۔۔ گئی ساتھہ سو میرے ہو مست خواب
غرض صبح کو میں وضو کے سبب ۔۔۔ کیا آفتابے کو اُس سے طلب
لگی کہنے اِک بار ہو کر خفا ۔۔۔ کہ بھاری ہی مجھسے اُٹھیگا وہ کیا
ہوا تب تو دلکو مرے پیچ تاب ۔۔۔ یہہ نکلا مرے منہہ سے اُسدم جواب
کہ کیون جو چلے کرتی ہی اِسقدر ۔۔۔ قلندر سے بھی ہی یہہ بھاری کمر
قلندر کا سنتے ہی نام ایک بار ۔۔۔ وہیں تیش سا کھاکے بے اختیار
لے آئی مرا کھینچ کر نیمچا ۔۔۔ اور آتے ہی اِک وار مجھپر کیا
لپٹ کر وہیں مینے پکڑا اُسے ۔۔۔ پھر ا نیمچا لیکے جکڑا اُسے
بلائے پھر اُسکے تمام اقربا ۔۔۔ حقیقت کو سب آنپہ واضح کیا
اُنھون نے بھی ملکر بہم ایکبار ۔۔۔ کیا ٹکڑے ٹکڑے اُسے جون خیار
غرض ہی یہہ خط کا جو منہہ پر نشان ۔۔۔ اُسی وار کا نقش ہی یہہ عیان
اور اُسدن سے ہی گھر ہی مین لیٹا ۔۔۔ تبھی سے ہون پھرتا مین وحشت زدا
ہی بالمرہ تب سے مین کھائی قسم ۔۔۔ کہ جبتک ہی باقی مرا دم مین دم

نہ زنہار عورت کا پھر نام لون — اُنھونکی نہ اُلفت کا پھر نام لون
اگر نیک بودی سر انجام زن — زنان را مزن نام بودی نہ زن
وزیر دوم جب یہہ سب کہہ چکا — جہاندار شہ سنکے کہنے لگا
کہ مین ایسی باتون کو سنتا نہین — کہان دل ہی چھٹتا مرا اب کہین
نصیحت ہی کرتا عبث تو مجھے — جواب اس نصیحت کا دون کیا تجھے

* حکایت وزیر سیوم *

وزیر سوم تیسری رات کو — ہوا آنکر اِسطرح قصہ گو
کہ تھا اِک جوان کوئی میرا رفیق — رفیق و مطیع و ارادت طریق
رہ فدویت بیچ ثابت قدم — وفاداریون مین نہ زنہار کم
سدا بادۂ جانفشانی مین مست — ہر اِک آن و ہر لحظہ آقا پرست
شب و روز اُسکی مراعات حال — تھی منظور مجھکو علی الاتصال
عزیز الوجود اُسکو تھا جانتا — عزیزون مین اُسکو سدا جانتا
یہی مجھکو منظور تھا دم بدم — کہ لاحق نہ کچھ اُسکو ہو فکر و غم
و لیکن رہا کرتا غمگین سدا — نہ مشغوف دیکھا کبھی اِک ذرا
نظر جب نہ تب آیا حسرت زدہ — ملول و الم ناک و وحشت زدہ
یہہ حالات دیکھ اُسکے مین ایکروز — ہوا سائل اُسسے بصد درد و سوز
کہ آخر سبب کیا ہی ای نوجوان — جو رہتا ہی تو منقبض ہر زمان
بتا کچھ وجہ اُسکی میرے تئین — کرون تا کہ فارغ مین تیرے تئین

لگا کہنے بعد از دعا و ثنا　　کہ ای خواجۂ اہل جود و عطا
نہ فکر معیشت سے ہون مین ملول　　کہ دولت سے تیری ہی سب کچھ حصول
نہین ہی کسی چیز کی احتیاج　　مگر اور ہی درد ہی لا علاج
کہ حاصل نہین اُسکے اظہار سے　　نہ تم سے نہ در سے نہ دیوار سے
کیا مین نے اصرار جب بیشتر　　تو کہنے لگا رو کے اِک آہ بھر
کہ لاچار کرتا ہون مین اب بیان　　جو کچھ میرے دل مین ہی درد نہان
سنو اب فسانے کو میرے ذرا　　کہ تھا سمت صحرا مین اِک دن گیا
تلاشی تھا ہر طرف بہر شکار　　ہرن اِسمین آیا نظر ایک بار
تعاقب ہوا کرنا اُسکا مجھے　　کہ جسطرح ہو اُسطرح لون اُسے
جدھر وہ چلا مین بھی اودھر چلا　　پھر اِسمین وہ نظرونسے غایب ہوا
اور اِک باغ ناگاہ آیا نظر　　نہایت ہی خندان و سرسبز و تر
مین اُس باغ مین سیر کرنے لگا　　اِدھر اور اُدھر سو بسو جا بجا
نظر آئی اِتنے مین اِک پیرزن　　ضعیف و نحیف اور پژمردہ تن
رگین صورت خط مسطر عیان　　فقط پوست ہی باقی اور اُستخوان
سر و دست و پا مرتعش سب ہر آن　　خمیدہ کمر جیسے ہووے کمان
سفیدی ہر موئے سر جا بجا　　عیان جسطرح ہووے صبح فنا
عصا ہاتھ مین اِک طرف کتئین　　پڑی پھرتی ہی زار و اندوہ گین
کہا مین نے ای مادر مہربان　　مین ہون رہ غلط کر کے آیا یہان

نہایت ہون لب تشنہ پانی پلا ۔ کسیطرح مجھہ نیم جان کو جلا
یہہ سنتے ہی اُس پیرزنے شتاب ۔ دیا پانی اور مجھہ پہ چھڑکا گلاب
مری جان مین جان آئی وہین ۔ دعائین لگا دینے اُس کے تئین
پھرا تنے مین دیکھون تو ایکماہ رو ۔ ہوئی آن کر ناگہان روبرو
ستم کیش و طناز و جادو نین ۔ ادا سے تمامی بھرا تن بدن
کرشمے سے لیجاے یکبار دل ۔ پری کو کرے ایک دم مین خجل
وہین جاکے صحرا سے اِک لائی گاے ۔ جسے دیکھ آہو بھی خجلت مین آے
پھر اِکطرف مین دودھ اُسکا بھرا ۔ اور آداب سے پیرزن کو دیا
سہ حصہ کیا پیرزن نے اُسے ۔ ہم آپسمین تین آدمی کے لئے
دیا ایک اُسمین سے میرے تئین ۔ اور اِک اپنی اُس ماہرو کے تئین
گئی تیسرا حصہ پھر آپ پی ۔ محامد لگی کرنے رزاق کی
پھر اتنے مین آیا جو وقت نماز ۔ مصلے پہ بیٹھی بحال گداز
ادا کی نماز اور وظایف تمام ۔ رہی دیر تک لیتی خالق کا نام
ہوئی اِس عبادت سے مفروغ جب ۔ پھر اُس ماہرو کو لگی کہنے تب
کہ بیٹھی ہو کیا شب کو آرام کر ۔ ولیکن بدستور وقت سحر
چرانے کو لیجائیو گاے کو ۔ جو قوت اِسے دودھ دینے کی ہو
یہہ کہکر لگی کہنے میرے تئین ۔ کہ بیٹا کر آرام تو بھی کہین
دم صبح تجھکو بتا دونگی راہ ۔ تو جا پہنچے گا گھر بفضل اِلہ

کہا مین نے ای مادر نیک راے　　یہہ گاروہی کون اور یہہ کیسی ہی گاے

پھر اِس گلستان مین سکونت ہی کیون　　بیابان مین آتی اِقامت ہی کیون

لگی کہنے بابا نہ پوچھ اب اِسے　　کہون سرگذشت اپنی مین کیا تجھے

نظر کر زمانے کو تین بے وفا　　کہ ہی بے حقیقت یہہ سر تا بپا

علایق کئے ترک سب ایک بار　　تجے منزل و جاہ و شہر و دیار

اِسی باغ مین آ کیا ہی مقام　　کہ کٹ جاے باقی جو ہی صبح و شام

یہہ لڑکی نواسی ہی میری عزیز　　دیا ہی اِسے حق نے شرم و تمیز

مجھے اور اِسے پالتی ہی یہہ گاے　　ولیکن خدا مجھکو وہ دن دکھاے

کہ سہرا بندھے اُسکے سر پر شتاب　　مین اُسدن کی بھی دیکھون آب و تاب

ہون آخر کنارے لگی گور کے　　بھلا یہہ بھی حسرت نہ جی مین رہے

کیا تب تو مین نے یہہ اُس سے بیان　　کہ ای مادر مشفق و مہربان

مجھے کو دے فرزندی کا امتیاز　　مجھے کو غلامی مین کر سرفراز

رہونگا ترا بندہ تا زندگی　　کرونگا تری خدمت و بندگی

نسب سے ہین آگاہ میرے تمام　　حسب مین بھی فی الجملہ رکھتا ہون نام

نہ فاسق ہون اور کچھ نہ بدکار ہون　　معایب سے دنیا کے بیزار ہون

کیا پیرزن نے یہہ سن کر قبول　　ہوئی آرزو میری یکسر حصول

بندھایا مرا عقد اُس ماہ سے　　لگا رہنے خوش یار دلخواہ سے

وہ بھی مجھ پہ مایل مین اُس پر فدا　　گذرتی تھی عیش و طرب مین سدا

ہوئی چند مدت یونہین منقضی — مصیبت پھر آ کر یہہ ناگہہ پڑی
کہ اُس پیرزن نے کیا انتقال — رہے دونون ہم پیچھے آشفتہ حال
سکونت سے ویرانے کے ہو خفا — اُسے لیکے مین شہر مین آ رہا
شب و روز خوشنود تھے ہمدگر — تعیش مین کٹتی تھی شام و سحر
محبت سے باہم یہی تھا گمان — کہ قالب ہین دو اور ہی ایک جان
تلاش معیشت کے تئین بار ہا — نکل گھر سے جاتا تھا مین جا بجا
ولیکن جب آ دیکھتا اُسکے تئین — تو محزون ہی آتی نظر اور غمین
بیان کرتی سو سو جفاے فراق — جفاے فراق و بلاے فراق
رولاتی مجھے کر کر اظہار درد — بصد اشک گرم و بصد آہ سرد
تایقن تھا یہہ میرے دل کے تئین — کہ عصمت مین کوئی ایسی ہوگی نہین
پر آ گئے قضا کا یہہ سنئے بیان — سفر مجھکو داعی ہوا ناگہان
تھی ماما جو اِک گھر مین خدمت گذار — کہن سال و فرتوت و آگاہ کار
لگی کہنے دامن پکڑ میرے تئین — کہ تم تو چلے ہو سفر کے تئین
ولیکن ہہین بی بی کے اطوار بد — نظر آتے ہین اُسکے رفتار بد
مجھے کر کے رخصت کرو تم سفر — پھر آگو کو تم بجانو اور اپنا گھر
یہہ سنتے ہی میرے گئے عقل و ہوش — نہایت کیا دل مین غیرت نے جوش
ولیکن بظاہر نہ مین کچھ کہا — یہی کہکے ماما کو رخصت کیا
کہ ہر طرح گھر مین تم ہشیار رہو — نہ لاؤ زبان پر یہہ مذکور کو

سفر کر کے مین بھی شتابی سے آ — کرونگا یہہ تحقیق سب ماجرا

کیا جفنگے ماما نے بارے قبول — و لیکن مکدر رہی اور ملول

یہہ کہہ سنکے گھر مین سے باہر ہوا — کہ گویا بظاہر سفر کو چلا

کیا بیٹھہ کر پھر کہین دن تمام — ہوئی رات جسوقت اور گذری شام

تو کر کر تغیر بدن کا لباس — ہوا آ کھڑا گھر کے دیوار پاس

عیاں نصف شبکا ہوا جس گھڑی — تو حکمت یہہ جن نے وہان خرچ کی

کہ دیوار پر چڑھکے اِکطرف کو — رہا دم بخود یو ہین خاموش ہو

لگا دیکھنے گھر کے اِیدھر اُدھر — کہ اِتنے مین آیا تماشا نظر

مطہر اِک طرف دالان ہی — سراپا تکلف کا سامان ہی

مہیا ہی اسباب عشرت تمام — دھرا اِک طرف کو ہی مینا و جام

بچھی ایک مسند چھپر کھٹ کے پاس — جوان اُسپہ بیٹھا ہی اِک بے ہراس

وہی بی بی اُسکی ہم آغوش ہی — محبت کا باہم عجب جوش ہی

زبا نسے زبان لڑ رہی ہی بہم — ملے جاتے ہاین منہہ سے منہہ دمبدم

گلابی ہی می کی بہم ڈھل رہی — عروسانہ ہرلات ہی چل رہی

کرون اور بھی کیا مفصل بیان — کہ کہتے ہوئے شرمگین ہی زبان

جو کچھہ ایسی باتون کا ہی منتہا — بتدریج محسوس وہ بھی ہوا

جب اِس سب سے مفروغ ہو وہ جوان — گیا پھر بول ایک گوشے مین وہان

کہ تھی صحن کی طرف سے اُسکی راہ — وہین مین غلط کر گئے اُسکی نگاہ

اُتر بام پر سے ہوا اُسکے قضا گیا وار تلوار کا بے خطا
زمین پر گرا کٹ کے سر ایک بار ہوا صحن میں خون کا نقش و نگار
شتابی سے میں گھر کے باہر ہوا پھر اک تھا درخت اُسپہ جا کر چڑھا
لگا دیکھنے باقی انجام کار کہ اتنے میں آیا نظر ایک بار
کہ نکلی وہ گھر میں سے بدکار زن نظر کرتے ہی اُسکا وہ کشتہ تن
تڑپنے لگی مثل مچھلی کے تب لگی کہنے ہی ہی ہوا کیا غضب
یہہ دلدار جانی موا کس طرح یہہ ناگاہ واقعہ ہوا کس طرح
ابھی بیٹھا پیتا تھا جام شراب ابھی چشم مست اُسکی تھی نیم خواب
ابھی تھا یہہ سرگرم بوس و کنار ابھی پہنے بیٹھا تھا پھولونکے ہار
ہوئی دفعتا کیا مصیبت ابھی کہ یکدم میں شکل اِسکی یون بنگئی
یہہ کہکر کیے بین اور روزار زار بلایا کنیزک کو پھر ایک بار
کہا ہان شتابی سے لے آ ایک خم کرون نعش تا اِسکی اِکطرف گم
کنیزک وہین خم لے آئی شتاب لگی بھرنے اُسمین وہ خانہ خراب
پھر اِک جا زمین کیتئین کھود کر کیا دفن خم کے تئین سربسر
یہہ سب دیکھ مین واقعہ ماجرا اُتر شاخ پر سے زمین پر ہوا
جدھر سے تھا آیا گیا پھر اُدھر کر اِک ہفتہ دو ہفتہ یونہین بسر
پھر آن کر گھر مین داخل ہوا جو دیکھون تو بیٹھی ہی وہ بےحیا
ولیکن نہایت ہی بیٹھی ملول سر و سینہ پر ہی ملے خاک دھول

کہا مین نے کیون کسلئے ہی یہہ حال ‎ ‎ لگی کہنے اُس کا نہ کیجے سوال
کہون تا کہ مین اپنے غم کا سبب ‎ ‎ چلے جاتے ہو گھر سے تم جبکہ تب
مین ڈر ڈر کے ہر رات دیتی ہون جان ‎ ‎ کہ لگتا ہی کھانے یہہ ہو کا مکان
نظر آتے ہین خواب موحش سدا ‎ ‎ نت اُٹھتی ہون یکبارگی ہول کھا
کہون نقل کیا آج کے خواب کی ‎ ‎ کہ دیکھی عجب شکل وحشت زدی
کنارے پہ دریا کے ہو تم کہین ‎ ‎ اور یکدیو ہی وہان بہت خشمگین
تم اُس دیو سے بھاگ کر کر شتاب ‎ ‎ گرے ہو گے پانی مین کھا پیچ و تاب
پھر اُس دیو نے وہان کیا تم کو زیر ‎ ‎ بہم کشمکش مین ہوئی سخت دیر
اِسی مین کھلی میری آنکھہ ایکبار ‎ ‎ تبھی سے ہون روتی پڑی زار زار
بتا دو مجھے اِس کی تعبیر کو ‎ ‎ ذرا جس مین تسکین مرے دل کو ہو
کہا مین نے تب یون کہ ای دلربا ‎ ‎ کسیطرح کا غم نہ کچھہ دل مین لا
کہ یہہ تو بہت ہی مبارک ہی خواب ‎ ‎ نہین ہی ضرور اِسمین کچھہ پیچ تاب
وہ دریا ہی ذات خدا ے کریم ‎ ‎ عدو ہی مرا پھر وہ دیو لئیم
ہی گر نیکی دریا مین میری یہہ بات ‎ ‎ کہ چاہی مین اپنے خدا سے نجات
کیا دیو نے بھی جو پھر مجھکو زیر ‎ ‎ سو اِسکی بھی تعبیر کا ہی یہہ پھیر
کہ فضل الہی سے مین گھر مین آ ‎ ‎ کیا زیر اُسے اپنے قابو مین لا
کیا ٹکڑے ٹکڑے مین اُسکے تئین ‎ ‎ کیا خیمہ مین پھر دفن زیر زمین
پس اُس خوابکی یہہ ہی تعبیر ہی ‎ ‎ یہہ تعبیر ہی یہہ ہی تقریر ہی

سنا خسم کے جون نام کو ایکبار — اُٹھی تیش مین ہو کے بے اختیار
سمجھ گئی حقیقت کو دلہین تمام — کہ شوہر پہ روشن ہوئے سارے کام
لگا دی وہین گھر کو اِکبار آگ — اِسی غلغلے مین گئی گھر سے بھاگ
جلا مال و اسباب گھر کا تمام — رہا ایک شی کا بھی باقی نہ نام
تبھی سے مین پھرتا ہون بے خانمان — وہانسے یہان اور یہان سے وہان
خوش آتا نہین عیش اور زندگی — کہ اِس زندگی سے ہی شرمندگی
شب و روز کاہش مرے دلکو ہی — فنا کی ہی خواہش مرے دلکو ہی
یہہ سب کہہ چکا داستان جب وزیر — تو بولا وہ شہزادہ غم کا اسیر
کہ حاصل نہین اِس حکایات سے — نکر مغز خالی ہر اِک بات سے
نچھوڑونگا دامن مین دلدار کا — ہون کب معتقد تیری گفتار کا

* حکایت وزیر چہارم *

وزیر چہارم نے آچوتھی رات — جہاندار شہ پاس چھیڑی یہہ بات
کہ تھا اِک سراندیپ مین بادشاہ — شہ زینت افزاے تخت و کلاہ
چڑھا ایک سال اُسکے اُوپر غنیم — خلایق کو سنکر ہوا خوف و بیم
تخلل ہوا شہر مین ناگہان — تزلزل مین آیا سب امن و امان
وزیرونکو اُسنے بلاکر تمام — کیا مشورت مین یہہ کلمہ کلام
کہ آیا عدو فوج لے متصل — کرے تار عیت کو وہ مضمحل
ہوا کرنا دفعیہ اُسکا ضرور — یہہ آفت کسطرح ہو سر سے دور

پھر اُسنے کیا منتخب ایک کو — وزیروں میں تھا جو کہ سنجیدہ خو
پہنہا خلعت اُسکو رخصت کیا — جو اسباب پیکار تھا سب دیا
گیا فوج و لشکر کو لیکر وزیر — کرے تا مخالف کو جا کر اسیر
زن اُسکی ہوئی غمسے زار و نزار — جدائی نے اُسکو کیا بے قرار
نہ کھاتی نہ پیتی نہ سوتی تھی وہ — پڑی اشک حسرت ہی روتی تھی وہ
کہا اُسکی دائی نے یہہ دیکھ حال — کہ مغموم کیوں ہی اے صاحب جمال
ابھی درد غم کا ترے سن نہیں — ابھی اسطرح کے ترے دن نہیں
ابھی پھول سا ہی ترا رنگ رو — ابھی دل ہی تیرا پر از آرزو
عبث بیٹھی گھلتی ہی تو شمع سان — عبث ہی ہر اک وقت گریہ کنان
ذرا دلکو بہلا اِدھر اور اُدھر — نہ اتنی بھی آشفتہ رہ سر بسر
نہ دے ہاتھ سے بس سنبھال اپنے تئین — خبر کچھ بھی ہوتی کسی سے اب کہیں
خدا نے دیا ہی یہہ حسن و جمال — ہو جسطرح سے چاؤ دلکی نکال
ہی زرگر پسر شہر میں اک جوان — نہایت طرحدار و سرو روان
جھلکتا ہی کندن انمط جسکا رنگ — ہر اک دیکھکر جسکو رہتا ہی دنگ
وہ جوش جوانی و عہد شباب — خجل جسکو ہی دیکھکر ماہتاب
سراپا سے اُسکے یہی ہی عیان — کہ تیرے ہی لایق ہی وہ نوجوان
نہا دھو کے زینت دے اپنے تئین — کہ لیجاؤں شبکو میں تیرے تئین
تو دیکھے اُسے اور وہ دیکھے تجھے — ذرا درد غم دلکا بھولے تجھے

زن ناقص العقل یکبار گی | یہہ سنتے ہی دائی کی غم خوار گی
وہین دم مین نادیدہ عاشق ہوئی | نہایت ہی مشتاق و شایق ہوئی
لگا عشق کا دل مین اِکبار تیر | ہوئی قید الفت مین اُسکی اسیر
بہر شکل جون تون کتا دن تمام | پھر آخر ہو بیتاب نزدیک شام
کیا سب عروسانہ اپنا سنگار | خجل جس سے ہو شاخ گل کی بہار
پری دیکھکر جسکو بیہوش ہو | فرشتہ بھی یکبار مدہوش ہو
بہ ترتیب دی زینت اپنی تمام | ہوئی دائی کے ساتھ مست خرام
گئی دائی لے آن کے آن مین | اُسی شوخ زرگر کی دوکان مین
جو دیکھے تو بیٹھا ہی وہ عشوہ ساز | کو تھالی مین کرتا ہی دلکو گداز
نظر کرتے ہی دفعتاً اُسکے تئین | گئی بانکو دیسے کہین کی کہین
پھر آئی بخود تب ہوئی بےحجاب | اُٹھا منہہ سے یکبار اپنا نقاب
دکھایا اُسے اپنا حسن وجمال | کیا آپ سا اُسنے اُسکو نڈھال
عیان کرکے شکل اپنی گلنار سی | مرصع کی دی اِک اُسے آرسی
کہ ایسی ہی اور اِک بنادے مجھے | ہنرمندی اپنی دکھاوے مجھے
کئی اشرفی اور جواہر نکال | اجور ہمین اُسکے دے حال حال
وہ زرگر پسر سنکے یہہ زرگری | ہوا دفعتاً کشتۂ بےخودی
ٹھٹھک رہ گیا وہین تصویر سا | پھر آکر بخود وہ ہنس کے کہنے لگا
[illegible] حالاک ہو واہ جی

کہو نام کیا ہی کہاں ہی مکان　　کدھر سے ہو آنکلے اِسوقت یہاں

مکان کا تو اپنے پتا دیجئے　　نشانی تک اُسکی بتا دیجئے

سنا اُسنے زرگر کا جب یہہ سوال　　اُٹھا وہانسے آئینہ اِک حال حال

سیاہی ملی اُسکے مُنہہ پر تمام　　کیا اور بھی پھر چاتر کا کام

کہ منگوا کے دو چار برگ انار　　دیئے پھینک پانی میں بے اختیار

یہہ عیارگی کر کے لی گھر کی راہ　　ہوا چشم زرگر میں عالم سیاہ

گرا خاک پر بیخود انہ وہیں　　ملول و الم ناک و اندوہ گین

ہوا بے خبر دل سے اور جان سے　　تعلق رہا کچھ نہ دوکان سے

پڑا جا کے گھر بیچ وحشت زدہ　　مصیبت زدہ اور قیامت زدہ

کیا خواب و خور ترک یکبارگی　　طبیعت پر آئی اِک آوارگی

زن اُسکی فہیم اور ہشیار تھی　　نہایت چتر اور عیار تھی

نظر کر تمام اُسکے اطوار کو　　تکلم کو اور وضع گفتار کو

سمجھ کر وہ سب باعث اضطراب　　لگی مسکرا کہنے ہو بے حجاب

کہ بارے کہو کسکے بسمل ہوئے　　وہ تھی کون سی جسکے گھایل ہوئے

دوانہ کیا کس پری نے تمھیں　　بتا دیجئے بھید سارا ہمیں

کہ تا ہم تمھارا کریں کچھ علاج　　بحال آئے جس سے تمھارا مزاج

کروگے بھلا تم بھی کیا دلمیں یاد　　کسیطرح جیوڑا تمھارا ہو شاد

چلو اب کہو کیا ہوئی بات چیت　　لگی کس ستمگر سے بارے یہہ پیت

تھکانا کہان اُسنے اپنا کہا | دیا تمکو کیا اپنے گھر کا پتا
سنی جو نہین زرگر نے اکبارگی | یہہ زن کی تمام اپنی غمخوارگی
وہین ہوشیاین آکے تک ہنس پڑا | محبت کی اُلفت سے کہنے لگا
کہ جانی کدھر یہہ گیا تیرا دل | یہہ طنز و کنائے نکر متصل
وہی چار دن کی تو ہوگی سدا | اُسے تیرے رتبے سے نسبت ہی کیا
ولے کیا کہون ہو گیا کیا مجھے | کہ خوش کچھہ نہین آج لگتا مجھے
کچھہ ایسا وہ آسیب کرکر گئی | کہ جان اپنی یکبار اُسپر گئی
کیا جب مین گھر کے پتے کا سوال | تو سنتے ہی اُسنے وہین حال حال
سیا ہی اک آئینہ اوپر ملی | پھر اُسّے بھی اور آگے حکمت یہہ کی
کہ منگوا کے دو چار برگ انار | دیئے پھینک پانی مین بے اختیار
یہی کرکے بس گھر کو جاتی رہی | مری جان یہان تلملا تی رہی
نہین بھید پاتا مین اس بات کا | کہ ان سب پتونکے معانی ہین کیا
سنا جو ہین زرگر کی زن نے تمام | ہنسی کھلکھلا پاکے رمز کلام
لگی کہنے واللہ مورکھہ ہو تم | بس اتنے ہی مین ہو گئی عقل گم
اِسی منہہ سے کرتے ہو تم عاشقی | نہ اتنی کنہہ پاسکے بات کی
وہ جو آرسی پر سیا ہی ملی | سواس پردے ہی مین وہ یہہ کہہ گئی
کہ دن کے تئین پہلے گھر ڈھونڈھیو | سیاہی مین پھر شب کی وہان جائیو
اور آگے جو پانی مین برگ انار | دکھا کر وہ گئی پھینک بے اختیار

سر ہی اُس جگہہ اِک درخت انار ۔۔۔ تلے جسکے تالاب ہی جو ضدار
کہ برگ اُسکے گرتے ہیں اُس آبمین ۔۔۔ نشانی یہہ ہی اُسکے تالاب مین
نہ سمجھے تم اِتنے اِشارونکے تین ۔۔۔ عبث آپکو کر دیا ہی حزین
اُٹھو ہاتھہ منھہ دھو خبر جاکے لو ۔۔۔ اِنہین سب پتون سے تفحص کرو
یہہ سنتے ہی زرگر کے آے حواس ۔۔۔ خوشی اُسکو حاصل ہوئی بیقیاس
گیا صبح کے ہوتے گھر سے نکل ۔۔۔ پھرا ڈھونڈھتا ہر مکان و محل
ملا بارے کھوج اُس مکان کا اُسے ۔۔۔ مکان اور نام و نشان کا اُسے
کہ ہی وہ وزیر معظم کا گھر ۔۔۔ ہی دشوار بیگانے کا وہان گذر
یہہ معلوم کرتے ہوا پھر اُداس ۔۔۔ لگا آن کر کہنے پھر زن کے پاس
کہ پیدا تو بارے ہوا ہی مکان ۔۔۔ ولیکن رسائی ہی مشکل وہان
وزیر معظم کا ہیگا وہ گھر ۔۔۔ کہان ہو سکیگا مرا وہان گذر
کہا زن نے مت کر تو ایسا خیال ۔۔۔ نہین ہی یہہ کچھ بات اِتنی محال
دوانا تو جیسا ہی اُس ماہ پر ۔۔۔ دوانی وہ تجھپر بھی ہی سر بسر
اگر تجھسے وہ دل لگاتی نہین ۔۔۔ تو دوکان مین تیری آتی نہین
کشش عشق کی ہی قیامت بلا ۔۔۔ ہر اِک طرح تجھہ پاس پہنچیگی آ
نہا دھو کے پوشاک اپنی بدل ۔۔۔ سر شام پھر اپنے گھر سے نکل
پہنچ وہان تلک نصف شبکے قریب ۔۔۔ بہر طرح یاری کرینگے نصیب
کشش سے محبت کی گھبرائیگی ۔۔۔ مقرر وہ گھر سے نکل آئیگی

ہوا سنکے خاموش زرگر اسے ۔ بھروسا ہوا بارے دل پر اُسے
گیا دن گذر اور ہوئی جبکہ شام ۔ تو نکلا وہ بن ٹھن کے ماہ تمام
اور آہستہ آہستہ تا نصف شب ۔ گیا وہان تلک با دل پر تعب
رہا دیر تک گوشے مین انتظار ۔ چلی پھر جو ٹھنڈھی ہوا ایکبار
وہین سو گیا آن کی آن مین ۔ رہا کچھ نہ مطلق اُسے دھیان مین
وہ گلرو اُدھر کر کے اپنا سنگار ۔ کھڑی اسکے بالین پہ ہوا ایکبار
جو دیکھے تو سوتا ہی یہہ بے شعور ۔ چمکتا ہی اک سامنے منھہ پہ نور
لگی کہنے سچ مچ ہی مورکھہ کوئی ۔ عبث میری اسپر یہہ حالت ہوئی
بلاکر پھر اک اپنی جلدی خواص ۔ جسے محرمیت مین تھا اختصاص
کہا جاکے دو تین اخروٹ لا ۔ گئی اور وہین امر لائی بجا
پس اخروٹ لے آن کی آن مین ۔ بھرے اُسنے اُسکے گریبان مین
یہہ چترائی کر وہین جاتی رہی ۔ پھر آنکھہ اُسکی وقت سحر جو کھلی
تو آیا گریبان مین یہہ کچھہ نظر ۔ رہا دل مین اپنے بہت غور کر
نہ سمجھا وے رمز کچھہ بات کی ۔ کہ عیار نے مجھہ سے کیا گھات کی
پھرا گھر کو محزون اور غمزدہ ۔ مصیبت زدہ بلکہ ماتم زدہ
پھر اتنے مین بند قبا جو کھلے ۔ وہ اخروٹ اُسمین سے گرنے لگے
بدستور ویسا ہی حیران ہو ۔ لگا پوچھنے زن سے اس وجہ کو
کہ اخروٹ تھے یہہ گریبان مین کیون ۔ نہین کچھ سمجھتا اسے کیا کرون

لگی کہنے زن تو تو ہی بے شعور ہی تجھہ جیسے کو عاشقی کیا ضرور

نہایت ہی مورکھہ ہی اور بے خبر نہیں تجسا بھی نا سمجھہ کوئی بشر

تو شاید وہان سو گیا تھا کہیں اور آئی تھی تجھہ پاس وہ نازنین

سو پا گئی کہ تیرا یہہ عنوان ہی تو بے شبہہ اِک طفل نادان ہی

بس افروختہ سے لگیاں بیٹھا مدام کہ ہی کھیلنا اِس سے لڑکو نکا کام

لگا کہنے زرگر کہ ہان سچ ہی بات مجھے واقعی نیند آئی تھی رات

خبر کچھہ نہ آنے کی اُسکے رہی کہ کب آئی مجھہ پاس اور کب گئی

بہر حال پھر کہئے اب کیا کرون کرو کچھہ تو تدبیر جس سے ملون

کہا زن نے پھر جائیو آج رات وہ ہر طرح پھر آئیگی کر کے گھات

ولے صبح تک سونا ہرگز نہ آج وگرنہ پھر آگے نہین کچھہ علاج

گیا سنکے یہہ بات پھر رات کو رہا منتظر اِک طرف اُسکا ہو

نہ جھپکائی ہرگز پلک سے پلک کہ اِتنے مین دیکھے ہی کیا یک بیک

وہ بے پاؤن ہیگی وہ آتی چلی مہک گئی وہ جیسی اندھیری گلی

وہین آ گئی جان مین اُسکی جان گلے لگ گیا دوڑتے ہی ندان

لگا کہنے پکڑ! ہی مین اپنا چور نہین چلتا کچھہ آپ کا اب تو زور

مین زرگر ہون چوری ہی میرا ہی کام ولے تم تو کچھہ مجھسے بھی ہو تمام

یہہ کیسی دغا دے گئین کل مجھے کہ اب تک ہی آئی نہین کل مجھے

یہہ رمز و کنائے کی باتین ہوئین محبت کی اُلفت کی گھاتین ہوئین

پھر آخر محل میں اسے لے گئی   معین جہاں تھی جگہہ عیش کی

ولیکن خوشی میں تھی از بس دوچند   گئی بھول کرنے کو دروازہ بند

لگے پینے کھانے شراب و کباب   وہیں ہم دگر ہو گئے بے حجاب

پلنگ پر گرے دونوں بے ہوش ہو   لپٹ گئے بہم وو ہیں نہ ہوش ہو

قضا کا اب آگے ذرا سنئے کام   کہ سنتے ہی حیرت ہو دل کو تمام

کہیں پھرتا تھا شہر کا کوتوال   کھلے در کو دیکھ آگیا حال حال

چلا آیا اندر محل کے وہیں   نہایت غضبناک اور خشمگین

لگا کرنے ادھر ادھر سب نظر   پھر اتنے میں دیکھا یہہ کچھ بے خطر

کہ دونوں پلنگ پر ہیں لپٹے بہم   ملے ہیں پڑے لب سے لب دمبدم

کہا سن تو ای شرم وار وزیر   کہینگے یہہ کیا تجھکو برنا و پیر

بجا تونے کیسا یہہ سب ننگ و نام   کیا آپ کو سب میں رسوا تمام

یہہ کیا وضع ہی اور یہہ کیا حال ہی   یہہ کیا شرم ہی اور یہہ کیا چال ہی

اٹھے دونوں گھبرا کے تب ایکبار   سکا نہ باقی رہا اختیار

پھر اتنے میں زرگر کتیں کوتوال   لگا باندھنے دست و پا حال حال

اس احوال کو دیکھ وہ نازنین   نہایت ہوئی دلمیں اندوہ گین

پھر اتنے میں لیکر ہزار اشرفی   بصد عجز و منت یہہ کہنے لگی

کہ ای کوتوال اسکو ابکر قبول   پر اس بات کو دلسے جا اپنے بھول

زیادہ بس اب مجکو رسوا نکر   بس اظہار عالم میں اسکا نکر

نہ زرگر کو باندھہ اور رنالے اپنے ساتھہ   ترے روبرو باندھتی ہون مین ہاتھہ
ولیکن نہ راضی ہوا کوتوال   لیا باندھہ دونونکو وہان حال حال
محل سے نکل کر اُسی آن مین   دیا بھیج دونون کو زندان مین
کیا زن نے اُسدم خیال ایکبار   کہ زرگر کی زن بھی ہی بس ہوشیار
وہ سارے رموز اور ہاتو نکتہین   سمجھتی ہی اور کوئی ویسی نہین
اسیکے تئین دلمین کر کر خیال   کنیزک سے یہہ کہہ گئی حال حال
کہ جس جا مرے یار کا ہی مکان   تو جلدی سے اک طشت لیجا وہان
کسی طرح سے جاکے اُس بام پر   گرا دے زمین پر وہان طشت زر
زن اسکی قیامت ہی عیار ہی   چتر ہی نہایت خبردار ہی
سمجھہ جائیگی دلمین اس کام سے   گرا طشت دونون کا ہی بام سے
کریگی وہی پھر کچھہ آگے جتن   کہ ہی عاشقی کے سب آگاہ فن
کنیزک تھی یہہ حکم لائی بجا   اسی طرح سے جسطرح تھا کہا
زن زرگر اُس طشت کو دیکھہ کر   لگی کہنے دل بیچ افسوس کر
کہ دونون پہ شاید کچھہ آیا خلل   پھنسے ہین کہین بے طرح بے محل
اُٹھی اور حلواے تر کو پکا   رکھا ظرف مین ہر طرف سے بنا
اور آنچل مین باندا اشرفی پھر گئی   بعد ہر قید خانہ تھا اُودھر گئی
لگی کہنے ہر اک نگہبان کو   نگہبان کو اور دربان کو
کہ سنتے ہو ای بندگان خدا   خدا اسنے ترحم ہی تم کو دیا

جو مانی تھی نذر اسکو لائی ہون مین　　مراد اپنی از بسکہ پائی ہون مین

یہہ حلوا ترے لائی ہون نیاز کا　　کہ دون قیدیون بیکسون کو کھلا

ولیکن کھلانا ہی اسکا شتاب　　کہ کھا جائین سب پیش از آفتاب

کرو حکم تو ہو یہہ مقصد حصول　　کئی اشرفی بھی یہہ کیجے قبول

نگہبان لگے کہنے ای نیک بخت　　یہان پر توجو کی نہایت ہی سخت

ولے حکم دیتے ہین یکدم کے دم　　زیادہ نرہیو کہ رسوا ہون ہم

کئی اشرفی دیکے اُنکے تئین　　ہوئی قیدخانے کے اندر وہین

کہا ای زن نامدار و زیر　　کہ رہیو بھلا میری منت پذیر

یہہ لے ہاتھہ مین طشت جلدی نکل　　چلی جا شتاب اپنے سمت محل

وہ لیتے ہی طشت آئی باہر شتاب　　گئی اپنے گھر مین بصد اضطراب

یہان بیٹھی یہہ اپنے زرگر کے پاس　　نہایت ہی بیباک اور بے ہراس

چلا صبح دم گھر سے تب کوتوال　　وزیر دوم پاس جا حال حال

لگا کہنے سب رات کا ماجرا　　کہ یون دونون کو قید ہی مین کیا

وزیر اسکا سنکر یہہ طرز کلام　　مشوش ہوا اپنے دل مین تمام

کہا مین نہ باور کرون زینہار　　وہ ایسی نہین بدروش بدشعار

سدا یاد شوہر مین روتی ہی وہ　　نہ کھاتی نہ پیتی نہ سوتی ہی وہ

خدا جانے تجھسے ہوا کیا غلط　　نمانون ترے کہنے ہی پر فقط

مرے ساتھہ زندان مین چل اور دکھا　　جو تحقیق ہو مجھہ پہ سب ماجرا

وہاں دونوں زندان مین آے چلے — قدم جو وہاں در بیچ رکھنے لگے
زن زرگر اُٹھتے ہی یکبار گی — دکھانے لگی اپنی سب بیچارگی
لگی کہنے سن میرے عادل وزیر — ترے شہر مین ہر صغیر و کبیر
گذارے ہی آرام سے زندگی — مزاحم نہین ہی کسی کا کوئی
مین شوہر کے ساتھہ اپنے سوتی تھی رات — خدا جانئے کتنی باقی تھی رات
یہہ کتوال گھر مین مرے پیٹھکر — مچانے لگا ایک بیک شور و شر
زن و شو کو پھر آن کی آنمین — دیا بھیج یکبار زندان مین
نہین مین سمجھتی یہہ کیا ہی سبب — عدالت ذرا کیجئے میری اب
کیا جیسا مفت اِسنے رسوا مجھے — اِسی طرح رسوا مین دیکھون اِسے
یہہ فریاد سنتے ہی اُس کی وزیر — لگا کہنے شحنہ سے کیون ای شریر
یہہ کیا موزیونکی تو کرتا ہی کام — کہ سبکا تو کھوتا ہی ناموس و نام
رہ اب اِسکے بدلے تو زندان مین — ہو جب تک کہ باقی تری جان مین
اور اُن دونونکو پھر مرخص کیا — گئے اپنے گھر کو مراد اپنی پا
سخن مختصر ای جہاندار شاہ — رہے تیرا قایم یہہ تخت و کلاہ
زنونکے ہین مکر و فسون اِس قدر — خدا مکر سے اِنکے دے ہی خبر
یہی خوب ہی اِنسے باز آئیے — طبیعت نہ ہرگز اِدھر لائیے
کہا شہ نے سن ای چہارم وزیر — نکر مجھکو باتون کا اپنی اسیر
کسی طرح میرا پھر لگا نہ دل — نصیحت نہ کر تو عبث متصل

* حکایت وزیر پنجم *

شب پنجم آئی تو پنجم وزیر — بہ تقریر شایستہ و دل پذیر
لگا کرنے یہہ نقل آکر بیان — کہ ای خسرو و شہریار زمان
کسی شہر مین تھا جوان حسین — نہایت ہی مطبوع اور نازنین
وجیہ اور عیار و رنگین ادا — طرحدار و خوش قامت و خوش لقا
زر و سیم و لعل و گہر بھی تمام — مہیا تھے اُسکے تئین صبح و شام
معیشت کی ہرگز نہ تکلیف تھی — عنایت کیا تھا خدا نے سبھی
وے تھا مجرد ہی رہتا سدا — تعلق زنون سے نہ رکھتا ذرا
کہا آشناؤن نے اِکدن اُسے — کہ یون ہم نہین دیکھ سکتے تجھے
گذرتی ہی تیری جوانی عبث — جوانی عبث زندگانی عبث
مناسب ہی وصلت کہین اپنی کر — کہ عشرت سے یہہ گذرے شام و سحر
جوان نے کہا سنکے ای دوستان — نہین لطف رکھتا یہہ ذکر و بیان
نہین خلقت زن مین مہر و وفا — بھرا ہی تمام اِن مین کذب و دغا
لگاؤن اگر اِن سے اپنا مین دل — تو کاہش ہی پایا کرون متصل
کہا آشناؤن نے کیا بات ہی — نہ ہر ایک ہی اِنمین بدذات ہی
عموما نہین سب پر آتی یہہ بات — کہ واقع ہوئین اِنمین بھی نیکذات
اگر دیکھئے فکرت و غور سے — تو بعضی ہین اِنمین بھی اِس طور سے
کہ دامان پہ جنکے پڑھیے نماز — جنھونکا خدا سے ہی راز و نیاز

جنھوں سے ہی قایم زمین آسمان — نہیں جنکی عصمت میں وہم گمان
اِسیکو سمجھہ دل میں اپنے ذرا — کہ لیلی نے مجنون سے ہی کیا کیا
پھر آگے زلیخا کے احوال پر — تک انصاف سے خوب کر تو نظر
کہ یوسف سے کسطرح تا زندگی — نبھی اُسکی شیدائی اور عاشقی
گمان اِسطرحکا تو اب دور کر — کہیں جو تجھے ہم وہ منظور کر
جوان نے سنی جب یہہ کتنی دلیل — پسند آئی اُسکو یہہ سب قال وقیل
لگا کہنے اچھا کیا اب قبول — زیادہ نہ تکرار کو دیجے طول
شتابی بلائی پھر اِک پیر زن — جسے یاد مشاطگی کا تھا فن
کئے جسنے لاکھونکے وصل و وصال — ہر اِک گھر میں تھا دخل اُسکو کمال
کہا اُسّے میرے لئے کوئی دلھن — نہایت طرحدار و سیمین بدن
کسی گھر میں جلد اُسے تشخیص کر — ولے رکھیو اِسکو بھی مدّ نظر
کہ ہووے حسب اور نسب میں تمام — شرافت نجابت نہو اُسکی خام
سوا اِسکے سن میں بھی ہو خوردسال — اور اِسپر طرحدار بھی ہو کمال
کہا پیرزن نے بہت خوب ہی — وہی دیکھہ لینا جو مطلوب ہی
گئی اور کر کر بہت جستجو — کئی دن میں پیدا کی اِک ماہ رو
کہ تھی جسمین ہر ایک وہی صفات — وہی خوبیان وہی ہر ایک بات
جوان پھر بصد زینت و عز و جاہ — کیا ساعت سعد میں اُس سے بیاہ
ہوئی ایسی دونوں میں اُلفت بہم — کہ ویسی بھی الفت جہان ہو کم

یہہ مزمل شوہر وہ رشک قمر　　نکرتی تھی تصویر پر بھی نظر
شب مہ میں بھی تھی نہ پھرتی وہ ماہ　　کہ پرچھائیں بھی لیے نہ ساتھ اُسکے راہ
گئے جب کئی سال یونہیں گذر　　کیا گھر سے اپنے جوان نے سفر
یہہ در پر ہوئی جاکھڑتی ایک روز　　تمنائے شوہر میں با درد و سوز
کہ اِک نوجوان کا ہوا وہان گذر　　پڑتی اُسکی اِسپر یکایک نظر
وہیں دیکھتے مبتلا ہو گیا　　نجانون کہ یکدم میں کیا ہو گیا
تعشق میں اُسکے ہوا بیقرار　　لگا مارنے آہ بے اختیار
نہ سدھ بدھ رہی دلکی اور جان کی　　لگی تلخ کٹنے اُسے زندگی
بلا ایک کٹنی کٹین حال حال　　کیا اُس سے اپنا یہہ سب عرض حال
پتا بھی مکان کا بتایا اُسے　　جتانا تھا جو کچھ جتایا اُسے
کہا اُسنے واری تو مت فکر کر　　نہ اپنے تئین غم لگا سربسر
میں وہ ہونکہ چرخ برین پر بھی جاون　　پھٹتے آسمان کو بھی تھگلی لگاون
اِسی میں ہوا ہی مرا سر سفید　　کہ لاکھونکی برلائی ہونگی اُمید
ہزارونکی عصمت میں کی ہون خراب　　فقط میں اِسی کام کی ہونگی ناب
کہان رہ سکیگی وہ مجھسے چھپی　　نہ ایسا ہوا ہی نہ ہوگا کبھی
یہہ کہکر وہ رخصت ہوئی جب یا　　گئی یاد کرتی مکان کا پتا
بنا بھیس مالن کا پھر ایک بار　　لئے گجرے اور کتنے پھولونکے ہار
ہوئی داخل اُس گھر میں اِسطرح سے　　بغیر اُسکے جا سکتی کسطرح سے

کئی دن مین آیا جو نہین متصل — لیا تھامنہ مین گھر کی بی بی کا دل

پھر یکروز خوش پا کے اُسکا مزاج — لگی کہنے کچھ عرض رکھتی ہون آج

بتاؤ مجھے واری اِسکا سبب — کہ رہتی ہو مغموم کیون جب نہ تب

خوشی ایکدن بھی نہ دیکھا تمھین — یہہ غم کسطرح کا ہی رہتا تمھین

یہہ حسن و جوانی یہہ کچھ سال و سن — یہہ پھر چونکی راتین یہہ لذتکے دن

نہین ایک پر بھی تمھین کچھ نظر — فسردہ ہی رہتی ہو شام و سحر

رہا مجکو ارمان یہہ ہی سدا — کہ خوش ایکدن بھی تمھین دیکھون آ

نہ دیکھا کبھی کرتے تمکو سنگار — نہ پوشاک کی مینے دیکھی بہار

سبب کیا جو رہتی ہو تم اِسطرح — رہو اِسطرح رہتے ہین جسطرح

کہا اُسنے ماما نپوچھ اِسکی بات — کہون دلکی مین تجسے کیا اپنی بات

گئے ہین وہ جسدن سے گھر سے نکال — خوش آتا نہین مجھکو ہرگز محال

ہمیشہ وہی شکل ہی دھیان مین — رمق سی ہی اِک رہ گئی جانمین

وہی صورت آتی ہی ہر وقت یاد — جدائی مین کہہ کسطرح ہون مین شاد

ہین سب زینتین اُنکے ہی واسطے — نہون پھر وہ تو کسکے جی واسطے

دیا پیرزن نے یہہ سنکر جواب — کرو آپ کو اِتنا بھی مت کباب

وہ ہین مرد کی ذات اور نوجوان — فقط تم ہی پر بیٹھے ہونگے کہان

نیا عیش ہر رات ہوگا اُنہین — سدا ہوگا اِک تازہ چرچا اُنہین

عبث تم یہان رہتی ہو غمزدی — مصیبت زدی اور ماتم زدی

رکھو تم بھی خوش اپنے دلکے تئین   ضرور اِسقدر کیا ہی رہنا غمین
غنیمت ہی دو روز کی زندگی   جوانی نہین رہتی ہی ایک سی
مزا زندگانی کا کچھ تو اُٹھاؤ   عبث آپکو اِسقدر مت گھلاؤ
یہان اِک جوان ہی نہایت حسین   طرحدار و رنگین اور مہ جبین
اگر دیکھو اُسکو تو غش غش کرو   وہ ہین آن کی آن مین غش کرو
جو فرماؤ اُسکو تو لے آؤن مین   وضع اور پھبن اُسکی دکھلاؤن مین
یہہ سنکر بکی اُسنے لا و نعم   رہی یونہین خاموش سی ایکدم
وہ مالن یہہ سب کہکے رخصت ہوئی   اِدھر گھر کی بی بی کو وحشت ہوئی
لگی ہونے عصمت وہ سب چال بچال   اور یکبار نیت مین آیا خلل
ہوا دوسرا دن تو پھر وقت شام   وہی آئی بد بخت مالن بنام
پھر اُسنے فسانہ وہی سر کیا   زیادہ کچھ اول سے بھی کر کہا
بہرحال راضی کر اُسکے تئین   لے آئی وہ کہتی تھی جسکے تئین
ملے دونون مطلوب و طالب بہم   نئی چاہ بڑھتی چلی دم بدم
ہوا عیش و عشرت کا بازار گرم   ہوئے بے حجابی سے اطوار گرم
نرہ سکتے تھے ایکدم بھی ذرا   یہہ اُسکے سوا اور وہ اِسکے سوا
ہوئی چند مدت یونہین منقضی   پھر آکر یہہ ناگاہ آفت پڑی
کہ شوہر سفر سے پھر آگھر کتین   لئیے جان بیتاب و مضطر کتین
کہا دلمین بی بی نے یہہ کیا ہوا   سفر ہی مین یکدن نہ کیون مر گیا

کہاں ہاتھ سے اُسکے اب جاؤں میں ۔ جو آرام ویسا ہی پھر پاؤں میں
غرض یوں نہیں رہتی تھی ہر دم ملول ۔ وہ سب پیار اگلی گئی دلسے بھول
خفا دیکھ شوہر اگر پوچھتا ۔ کہ کیوں جانی کسواسطے ہو خفا
تو کہتی کہ ہی کچھ طبیعت کسل ۔ ہی صحت میں فی الجملہ واقع خلل
کیا کرتی حیلہ یہی جب نہ تب ۔ جدا رہتی کچھ کچھ یہی روز و شب
پھر یکروز دائی کو اپنی بلا ۔ اکیلے بصد عجز اُسسے کہا
کہ ای مادر مہربان و شفیق ۔ مرے وقت طفلی کی ہر دم رفیق
بیان کرتی تجھسے ہوں میں اپنا راز ۔ بشرطیکہ تو میری ہو کارساز
مریض اپنے تئیں کل بناؤنگی میں ۔ پھر اتنے میں تجھکو بلاؤنگی میں
وصیت کرونگی کہ ای میری ماں ۔ نکل جاے جب میرے قالب سے جان
تو نہلا دھلا اور دیکر کفن ۔ مجھے مقبرے بیچ کیجو دفن
سوا تیرے آوے نکوئی میرے پاس ۔ تو ہی رہیو اِک میری حالت شناس
کرونگی پھر اِتنے میں تب بس نفس ۔ کہ ہوگا یقین سبکو مرنیکا بس
پھر آکے تو ہی مجھکو نہلا دھلا ۔ اُٹھائیو شتابی جنازہ مرا
لیجا کر پھر اُس مقبرے میں مجھے ۔ لٹا دیجیو تک زمین کھود کے
یہ سب جاکے کہہ آ مرے یار سے ۔ مرے دلبر و میرے دلدار سے
کہ از بس جدائی ہوئی لاعلاج ۔ یہ لاچار تدبیر کی میں نے آج
ترے واسطے گور کی اختیار ۔ کہ تو آکے ہو وہاں مرا یار غار

اسی رات پھر مجھکو وانسے نکال — لیجا پھر کسی طرف کو حال حال

کہ پھر زندگی تک رہین ایک جا — بچھڑنا نہ آپس مین ہووے ذرا

سنی جب یہہ دائی نے تدبیر عقل — یہہ تدبیر عقل اور یہہ تقریر عقل

لگی کرنے بے اختیار آفرین — کہ تجھہ جیسی ہشیار کوئی نہین

عجب فکر ہی اور عجب ہی صلاح — بھلا ہی ضرورت مین سب کچھ مباح

وگر نہ مرین تیرے دشمن ابھی — ہزارون برس ہو تری زندگی

جو تیرا برا چاہے وہ ہی مرے — خدا اُسکو جینا نہ روزی کرے

کہا تو نے جو کچھ کیا مین قبول — بھلا تیرا مقصد کہین ہو حصول

یہہ سمجھا کے دائی کو تدبیر سب — گئی اپنی جا گھہ بحال عجب

ہوا دوسرا دن تو یکبارگی — اُسیطرح رونے بلکنے لگی

کیا دم مین پھر آپکو وہ نڈھال — کہ مایوسی شوہر کو ہوئی بس کمال

حکیمون طبیبون کو لانے لگا — دکھانے لگا بلبلانے لگا

نہ چھوڑا کوئی عامل و دعوتی — کرین فکر تا شاید آسیب کی

و لیکن نہ ظاہر ہوا فایدا — دوا سے دعا سے جو سب کچھ کیا

پھر اتنے مین ہوئی وہ بخود اسطرح — کہ مردے کا احوال ہو جسطرح

ہوا دل مین ہر ایک کے بھی یقین — کہ ملک عدم کو گئی نازنین

لگے فکر تجہیز کرنے تمام — ہوا اہل ماتم کا یک ازدحام

ولیکن وہی دائی تھی آس پاس — کیا تھا جسے اپنا حالت شناس

اُسی نے پھر شکل نہانا دُھلانا　　دیا خلعت آخری اِک پنہانا

جنازے کو لے نکلی باہر وہین　　شتابی گئی مقبرے کے تئین

کیا دفن پھر اُسکو رو دھو وہان　　گھر آئی بدستور گریہ کنان

ہوئی رات جس وقت تب وو ہی یار　　وہی جان و دل اور وہی یار غار

بموجب اشارے کے وہان آنکر　　گیا لے نکال اُسکے تین بے خبر

کسی شہر مین جا کے ساکن ہوا　　خوشی سے بہم رہنے سہنے لگا

وہی عیش و عشرت وہی راؤ چاؤ　　وہی زیب و زینت وہی سب بناؤ

ہمیشہ میسر تھے اُنکے تئین　　نہ ایک آن رہتے تھے اندوہگین

بچارا یہان شوہر سادہ دل　　رہا جاکے اُس گور کے متصل

لگا لیپنے گور آنسو بہا　　نہ تھا اور کچھ کام اِسکے سوا

مجاور سا رہتا تھا بیٹھا ہمیش　　کئے چشم پر آب اور سینہ ریش

نہ کھاتا نہ پیتا نہ سوتا تھا وہ　　وہین گور کے پاس روتا تھا وہ

قضا کا اب آگے سنو ماجرا　　کہ ہوتی ہی یکبار گی بات کیا

تھی اُس شہر مین چوڑی والی کوئی　　کہ مرنے سے یہانکے وہ آگاہ تھی

سو نکلی وہ اُس شہر سے ناگہان　　کہ بیچے کہین دور جا چوڑیان

اُسی طرف کو اتفاقاً گئی　　کہ وہ رو سیہ جس جگہہ رہتی تھی

لگی گھر بگھر بیچنے چوڑیان　　پھر اُسجا بھی وارد ہوئی ناگہان

جو دیکھے تو بی بی اسا بیٹھی ہوئی　　اچنبھے مین یکبار گی بہہ گئی

لگی کہنے ہیں تم کہاں آئیں یہاں | تمھارے تو دشمن موئے تھے وہاں
یہہ کسطرح کی تمکو آئی تھی موت | کہ پھر جی اُٹھیں اِسطرح بعد فوت
مسیحا نے تمکو جلایا مگر | کہ تم زندگی پاکے آئیں اِدھر
لگی کہنے کیا تو دیوانی ہوئی | جو کرتی ہی باتیں کچھ اِسطرحکی
نہیں جانتی میں کہ ہی کون تو | زیادہ نکر مجھسے یہہ گفت و گو
وگرنہ سزا دونگی تیرے تئین | نہ دے جھوٹی تہمت تو میرے تئین
چل اُٹھہ جا مرے سامنے سے شتاب | نکالونگی ورنہ بحال خراب
یہہ بات اُنکو سنتے ہی چوڑی فروش | دل اپنے میں کھا یکبیک تیش و جوش
پھر آئی اُسی شہر میں اپنے وہان | وہ تھا غمزدہ شوہر اُسکا جہان
جو دیکھے تو وہ گور کے پاس ہی | پڑا نوچتا گور کی گھاس ہی
لگی کہنے تو بھی ہی کیا بے شعور | گیا کسطرف کو تیرا وہ شعور
میں تجھسا بھی مورکھہ تو دیکھا نہیں | نہو دیگا تجھہ سا بھی احمق کہیں
زنون کے چلتر سے غافل ہی تو | نہایت ہی بے ہوش و جاہل ہی تو
ترے گھر کی بی بی تو ہی یار پاس | تو بیٹھا ہی اِسطرح سے یہان اُداس
میں اُس شہر میں بیچتی چوڑیان | گئی تھی سو دونونکو دیکھا وہان
پڑے عیش و عشرت ہیں کرتے بہم | تو ماتم میں یہان اُسکے ہی چشم نم
وہ سنتے ہی یکبار حیران ہوا | لگا کہنے ہیں ہیں تو کہتی ہی کیا
کہیں مر کے بھی ہینگے مردے جیئے | ہیں مردے بھی پھر پھر کے زندے ہوئے

سدھاری کبھی کی وہ جنت کتین | پڑی پھرتی ہو گی بخلد برین
کہا چوڑی والی نے چال اُٹھہ کہین | دکھاؤن مین تجھکو وہ خلد برین
کہ جس خلد کی جا بنی ہی وہ حور | جہان پی رہی ہی شراب طہور
چلا ساتھہ اُسکے وہین پھر شتاب | بحال خراب و بصد اضطراب
ہوا کتنے دن پیچھے داخل وہان | گیا پھر اُسی در پہ تھی وہ جہان
جو دیکھے تو سچ مچ ہی بیٹھی ہوئی | وہین دیکھکر اُسکو چھپنے لگی
کہا اُسنے تم مر کے کیونکر جئے | یہہ کیا معجزے تم نے پیدا کئے
ہوا کیا تمھارا وہ شرم و حجاب | کیا تمنے کیسا مرا گھر خراب
وہ سنکر لگی کرنے شور ایکبار | بلانے لگی لوگ بے اختیار
کہ دوڑو شتابی اے ہمسایگان | گھسا ہی یہہ نامحرم آکر یہان
دوانون کی مانند کرتا ہی بات | اُلجھتا ہی بیفایدہ میرے ساتھہ
ہوا دم مین ہمسایونکا پھر ہجوم | ہوئی اک عجب طرحکی گھر مین دھوم
ہر اک سنکے یہہ بات حیران ہوا | خبر پہنچی اتنے مین حاکم کو جا
کیا اُسنے تحقیق جب ماجرا | تیقن ہوا اُسکو سب ماجرا
سمجھکر پھر اُسکو زن نابکار | کیا آن کی آن مین سنگسار
ہوا شرم کے مارے شوہر فقیر | کہ واقف ہوا ہر صغیر و کبیر
کسیکے تئین منہہ دکھاتا نہ تھا | کہ غیرت سے منہہ اپنا پاتا نہ تھا
بس ایسے ہین کمر زنان تباہ | سنو اسکو تم اے جہاندار شاہ

اگر نیک بودی سرانجام زن — زنان را مزن نام بودی نہ زن
مناسب ہی باز آؤ اس بات سے — کہ حاصل نہین اس خیالات سے
کہا شاہزادے نے سن اے وزیر — نہین تیری باتین مرے دل پذیر
مرے دل مین جو ایسا ہی خیال — سو اُٹھنا ہی اُسکا نہایت محال

حکایت وزیر ششم

چھٹی رات آئی تو چھٹوان وزیر — زبان آور و نامین جو تھا بے نظیر
حضور جہاندار شہ بیٹھکر — حکایت یہہ کہنے لگا سر بسر
کہ اِک بادشہ تھا کسی شہر مین — نہ تھا مثل جسکا کوئی دہر مین
اقالیم کے سب کہین و مہین — رہا کرتے اُسکے سدا تابعین
نہ تھا حشمت و جاہ کا انتہا — کہ تھا ہفت کشور پہ فرمان روا
محل مین جو شہزادی زوج اُسکی تھی — تھی گویا وہ روے زمین کی پری
وجاہت کے عالم مین تھی بے مثال — حیا مین بھی ضرب المثل تھی کمال
ہر اِک اُسکی عصمت کا مداح تھا — ہر اِک اُسکی عفت کا مداح تھا
زن و شو بہم اِسقدر دوست تھے — کہ مغز ایک ظاہر مین دو پوست تھے
محبت تھی آپس مین اس مرتبہ — کہ تھی قیس و لیلی مین جس مرتبہ
مرقع کی بھی وہ نکرتی تھی سیر — کہ آوے نظر تا نہ تصویر غیر
ہوا ناگہان اتفاق ایک شب — کہ سوتے تھے دونون بہم لب بلب
گری بلی اِک بام سے ناگہان — لگی لوٹنے فرش پر یک زمان

پھر اِک بار شکل پری بن گئی — بعینہ اُسی شکل کی بن گئی

اُٹھی شاہزادی پلنگ پر سے تب — گئی متصل کرنے معلوم سب

پھر اِتنے میں بلی وہ گویا ہوئی — کہا لومری کر نشس و بندگی

بہن نے تمھاری کہی ہی دعا — اور اِک ساتھہ پیغام بھی ہی دیا

کہ بیاہ آپکی بھانجی کا ہی آج — عروسانہ آج اُسکا ہی تخت و تاج

یہہ لو نیوتا اور جلدی چلو — توقف نہ چاہیے میں ہرگز کرو

کہ مجلس ہی سب منتظر ہو رہی — اِدھر کو ہی سبکی ہمین آنکھین لگی

کہا شاہزادی نے لا نیوتا — لگاؤن میں آنکھون سے اُسکو ذرا

خدا نے یہہ دن بھی دکھایا مجھے — کہ شادی کو اُسکی سنایا مجھے

مین البتہ جاؤنگی اِس بیاہ مین — کہ ہی آرزو میری جس بیاہ مین

تو جا آگے بھینا سے کہہ بندگی — پہنچتی ہون مین آکے دم مین ابھی

کیا رخصت اُسکو یہہ دیکر پیام — پھر اِتنے مین کی زینت اپنی تمام

بلا اِک شتابی سے محرم خواص — جسے راز داری مین تھا اختصاص

کہا جلد جا پیش زوج وزیر — اور اِتنا کہہ ای میری ہمدم مشیر

شتابی پہنچ میرے پاس آن کر — توقف نہ زنہار ایک آن کر

گئی اور لے آئی اُسکو بلا — پھر اُسکے تئین ساتھہ اپنے لیا

یہہ سب دیکھتا تھا پر آ پادشاہ — بچائے ہوئے اُنسے اپنی نگاہ

ہم ہو کے جب دونون گھر سے چلین — تعاقب کیا پادشہ نے وہین

چلا پیچھے پیچھے اُٹھا تا قدم — کہ احوال دریافت ہو بیش و کم
پھر آگے جو دیکھے لب آب پر — درخت عظیم ایک آیا نظر
یہہ دونو گئین چڑھنے اُسپر شتاب — وہین بادشہ بھی بصد اضطراب
کسی شاخ پر دفعتا جا چڑھا — ہر اِکطرح سے اپنی صورت چھپا
جب اُس نخل پر دونو وہ چڑھ چکین — تو پڑھنے لگین اپنے منتر کتین
زمین سے اُٹھا نخل یکبار گی — ہوا مین کسی طرف کی راہ لی
کنارے کسی شہر کے جا لگا — پھر آگے زمین پر وہ قایم ہوا
شتابی سے اُترا وہین بادشا — وہین اُترین وہ دونو بھی روسیا
پھر اُس شادیخانے مین داخل ہوئین — گیا ہر طرح بادشہ بھی وہین
اُٹھی وہ جو مجلس کی سردار تھی — بہن جسکو کہتی یہہ بدکار تھی
ملین دونون تینون خوشی سے بہم — محبت سے اور دوستی سے بہم
لگین بیٹھ کر پینے باہم شراب — رہا گر کچھہ نہ شرم و حجاب
ہر اِک نے ہر اِک یار اپنا بلا — لیا پاس مجلس مین اپنی بٹھا
لگے اُٹھنے باہم مزے چاہ کے — کہین آہ کے اور کہین واہ کے
یہہ بیٹھا ہی تھا دیکھتا پادشاہ — گئی یکطرف اپنی ناسچے نگاہ
پھر ایک باقی رہی جبکہ رات — تو واقع ہوئی یہہ اچنبھے کی بات
کہ دولہہ تھا مجلس مین بیٹھا جہان — تھا بیٹھا ہوا پادشہ بھی وہان
ہوا جبکہ مجلس مین وقت رسوم — کیا آکے سب گاینون نے ہجوم

اُٹھین بیبیان لیکے پھولونکے ہار — اور اِتنے مین نوشہ کو دیکھ ایکبار
لگین رکھنے نام اُسکی صورت کتین — کہ افسوس اِس زشت طلعت کتین
دلہن ویسی مہ پارہ ہووے نصیب — ہی یہہ بھی کوئی اتفاق عجیب
نظر پادشہ پر جو پھر پڑ گئی — تو ہر ایک منصف ہو کہنے لگی
کہ ہی نوشہ بننے کے لایق یہہ شخص — جو ہی اُس دلہن پر بھی فایق یہہ شخص
یہہ کہکر پنہائی دئے گل کے ہار — دیا باندھ کنگنا بھی بے اختیار
بندھا سر پہ سہرا مقیشی وہین — دیا پان تو تے کا اُس کے تئین
مبارک سلامت کی پھر دھوم دھام — لگے کرنے وہان اہل مجلس تمام
رہی باقی پھر رات جب دو گھڑی — تو اُن دونون نے فکر جانے کی کی
یہہ دریافت کرتے ہی بس پادشاہ — بہانے سے سبکی بچا کر نگاہ
شتابی درخت اوپر آکر چڑھا — وہین آئین وے دونون بھی بیچیا
اُسیطرح پڑھتے ہی منتر کتین — چاہین آئین فی الفور دم مین وہین
اُسی جا پہ قایم ہوا آ درخت — شتابی سے پھر یہہ شہ نیک بخت
اُترنے سے اُن دونونکے پیشتر — اُتر کر چلا آیا فی الفور گھر
چھپرکھٹ مین آتے ہی بس سو گیا — کہے تو کہ تھا وہم نجود ہو گیا
وہ شہزادی بھی آن کر سو گئی — وہ زوج وزیر اپنے گھر کو گئی
پھر اِسمین سحر کی جو نوبت بجی — کھلی آنکھ شہزادی و شاہ کی
لگے کرنے باہم ہر اِک اختلاط — وہی دلکی عشرت وہی انبساط

نظر اُسمین شہزادی کی اِیکبار　　گئی شہ کے کنگنے پہ بے اختیار

لگی کہنے فوراً تعجب مین آ　　یہہ کنگنا تمھارے کہان سے بندھا

مگر تم ہی دولہہ بنے تھے وہان　　گئی تھی مین شب سیر کرنے جہان

کھلا بس مرا بھید تم پر تمام　　کیا خوب تم نے نہ ہرگز یہہ کام

یہہ کہتے ہی اِک کنکری کو اُٹھا　　جو پڑھنا تھا منتر کچھ اُسپر پڑھا

اور اِکبار کی مار اُسشہ پر اُسے　　کہ تاثیر اپنی وہ منتر کرے

وہین پادشہ بن گیا دم مین مور　　لگا ناچنے کو دے کر کے شور

گئے اُسمین دو تین دن جب گذر　　نہ بیٹھا نکل بادشاہ تخت پر

محل مین وزیرون نے بھیجا پیام　　کہ حضرت یہہ کرتے ہین کیا آپکا کام

رہے گر یونہین عیش وعشرت ہمیش　　تو کیا جانئے کل کو کیا آوے پیش

نکالئے خبر ملک کی لیجئے　　تسلی رعیت کو اب دیجئے

یہہ پیغام لیکر جو پیغامبر　　محل مین گیا تاکہے سر بسر

خواصین لگی کہنے بھر اشک و آہ　　ہی قالب مین طاؤس کے پادشاہ

کئی دن ہوئے ہین کہ شام و سحر　　ہین رہتے اُسی تخت طاؤس پر

سنا جب وزیرون نے اُسکے تئین　　نہایت ہوئے دلمین اندوہگین

کہ اب ایسی مشکل کا کیا ہی علاج　　ہر اِکطرح ہی یہہ مرض لاعلاج

وزیرون مین تھا وہ جو اعظم وزیر　　زن اُسکی بھی تھی ساحرہ اور شریر

خفا دیکھ شوہر کو کہنے لگی　　کہ ناخوش تمھارا ہی کیون آج جی

حقیقت کی شوہر نے یکسر بیان — کہ اس فکر سے نے ہی کیا نیم جان
لگی کہنے مت دل میں تشویش کر — خدا پر بہر حال رکھہ تو نظر
وہ طاؤس لے آتی ہون تیرے پاس — پو جاتی ہون دم میں ترے دل کی آس
یہہ کہتے ہی جلدی سواری منگا — محل میں گئی شہ کے وہ بیحیا
لے آئی کسی ڈور سے آن میں — رکھا اپنے اِک خاص دالان میں
وہیں کتنے سرسو نکے دانے منگا — اُتارے کا منتر جو کچھہ یاد تھا
لگی مارنے پڑھہ پڑھہ اُسکے تئیں — بنا مور سے آدمی پھر وہیں
وزیر اِس اچنبھے کو بس دیکھکر — ہوا اِسکی جانب سے بھی پر خطر
کیا سرجدا اُسکا تلوار سے — کہا الحذر ایسی بدکار سے
شہنشہ جو پھر اِسمین ہشیار ہو — لگا پوچھنے اپنے احوال کو
کہ تھا میں کہان اور آیا کہان — کہان ہی مرا وہ محل و مکان
کہا سب حقیقت کو اُسدم وزیر — کہ یون امر پیش آیا تھا نا گزیر
ہوئی مشکل اِسطرح سے پھر یہہ حال — ہوا دفع اِسطرح سے یہہ خیال
کہا بادشہ نے کہ مین بھی ابھی — محل میں ہون جا کام کرتا یہی
نہیں چھوڑتا جیتا اُس کے تئیں — کرون ہون دو ٹکڑے بشمشیر کین
وزیر اِسکو سنکر یہہ کہنے لگا — کہ بس مت کرو فکر اِسکام کا
اگر اپکے جاؤ محل میں کبھی — تو نکلو کبھی پھر نہ تا زندگی
خدا جانئے پھر وہ کیا کچھہ بنا ہے — کہ جسکا اُتار اسکیکو نہ آ ہے

صلاح اب یہی ہی کہ تج دو یہہ گھر / پھرو آج سے بس نگر در نگر

کیا پادشہ نے یہہ سنکر پسند / مسافر ہوا با دل دردمند

وزیر اور شہنشاہ دونون بہم / پڑے دشت غربت مین با حزن وغم

پس از چند مدت بفضل اله / ہوئے پھر کسی ملک کے پادشاہ

بہم پھر ہوئے دونہین ثروت پذیر / وہی پادشہ اور وہی وزیر

قضارا وہان پھر پس از چند سال / ہوا خانہ داری کا شہ کو خیال

نئے سر سے شادیکی پھر اک وہان / لگے کرنے عیش و خوشی ہر زمان

زن و شو مین اُلفت ہوئی بیشتر / جدائی نرہتی تھی شام و سحر

تھا ہم بزم دونونکا ہردم وزیر / ہر اک آن محرم ہر یکدم مشیر

ہوا اک دن اس طرح کا ماجرا / کہ تھے تینون بیٹھے بہم ایک جا

ہوا مین فلک پر کہین ناگہان / لگی چیل منڈلانے اک سرپہ وہان

یہہ شہزادی تھی جو نول بیاہتا / سو دیکھ اُسنے یہہ بادشہ سے کہا

کہ پہچانتے ہو تم اس چیل کو / یہہ پھرتی ہی کیون ایسی حیران ہو

کہا شاہ نے مین نہین جانتا / سوا چیل کے اور کہون اسکو کیا

لگی کہنے یکبارگی کھلکھلا / کہ ہی یہہ قدیمی محل آپ کا

تمھین ڈھونڈھتی نکلی ہی سو بسو / بنا اپنے تئین چیل کا رنگ رو

وے تم نہ دلمین کرو کچھ ہراس / کہ جاتی ہون مین بھی یونہین اُسکے پاس

کرون کیونکر اُسکا نہ کچھ فکر موت / کہ آخر یہہ آگئی ہی اب میری سوت

لپٹ کر جھپٹ کر میں اُسکے تئیں ‏ گرا دونگی فورا بروئے زمیں

بہم دونوں میں ہوگا اتنا ہی بھید ‏ کہ وہ ہی سیہ میں بنونگی سفید

بچا کر مجھے مارنا تم اُسے ‏ کہ مت شبہہ میں چوٹ مجھکو لگے

یہہ کہکر وہیں چیل بنکر اُڑی ‏ اور اکبارگی اُس سے جا گتھگئی

ملا چونچ سے چونچ اور پر سے پر ‏ ہوئیں اسطرح پنجہ زن ہم دگر

کہ فورا زمیں پر بصد اضطراب ‏ گریں دونوں آکر بحال خراب

کہا پادشہ نے بتا تو وزیر ‏ تو عاقل ہی اور ہی سدا کا مشیر

کسے ماروں بتلا مجھے زود تر ‏ ادھر کون اور کون ہیگی اُدھر

کہا اُسنے مت پوچھئے اسکا بھید ‏ نہ کیجے لحاظ سیاہ و سفید

مناسب ہی دونوں ہی کیجے تمام ‏ کسی سے ہی رکھئے نہ پھر آگے کام

کیا پادشہ نے اُسی پر عمل ‏ اُٹھا دل سے اکبار سب کا خلل

قسم کھائی پھر تب سے تا زندگی ‏ کہ ہرگز نہ لے نام عورت کبھی

سنو بس یہی ہی جہاندار شاہ ‏ کہ فرقہ کا فرقہ یہہ ہی روسیاہ

محبت کو انکی کرو دل سے گم ‏ نہ زنہار اسطرف مایل ہو تم

کہا شہ نے بکتا ہی کیا ای وزیر ‏ جراحت نہیں میری مرہم پذیر

نصیحت تری میں یہہ سنتا نہیں ‏ زیادہ نکر بس مجھے خشمگیں

نہ محتاج تیری نصیحت کا ہوں ‏ محبت مری میں محبت کا ہوں

* حکایت وزیر ہفتم *

شب ہفتم آئی تو ہفتم وزیر — یہہ کہنے لگا قصۂ دل پذیر
کہ ای خسرو نامدار زمان — سنو گوش دل سے مری داستان
ہین اسداستان مین بھرے تریابید — کہ ہر بید مین جسکے سوسو ہین بھید
کسی شہر مین تھا کوئی برہمن — طرحدار ورنگین و نازک بدن
تماشوہین اور سیرہی مین مدام — گذرتی تھی اوقات اُسکی تمام
نہ متھرا نہ کاشی مین رہتا تھا وہ — سدا یار باشی مین رہتا تھا وہ
نہ تھی بید سے کچھ اُسے آگہی — نہ کچھ شاستر کی خبر اُسکو تھی
نہ پوتھی سے اپنی خبردار تھا — نہ تنجیم سے کچھ سروکار تھا
زن اُسکی چتر اور عیار تھی — چاتر کے فن سے خبردار تھی
کسی مرد کو دیکھ عاشق ہوئی — ہراک گھات سے اُس سے ملنے لگی
کٹی کتنی مدت اِسیطرح سے — نبھی وضع صحبت اِسی طرح سے
کیا دلمین اپنے پھر اُسنے خیال — کہ بہتر ہی شوہر کو دیجے نکال
فراغت سے پھر عیش کیجے مدام — نہ مطلق رہے باقی کھٹکے کا نام
یہہ تدبیر کو دلمین دے کر قرار — لگی کہنے شوہر سے شب وقت کار
کہ بس بس نہ مجھسے کرو اختلاط — نہین مجھکو بھاتا یہہ عیش و نشاط
گئی تھی مین ہمسایکے گھر مین آج — خدا ہی مراتب سے ابتک مزاج
لگاین کہنے سب عورتین وہان مجھے — کہ کس بات مین ہی بزرگی تجھے
نہین تجھکو ہم سے ذرا ہمسری — نہین تجھکو ہم پر کوئی برتری

خصم تیرا احمق ہی اور بے ہنر　　نہین شاستر سے اُسے کچھ خبر
کوئی برہمن زادہ ویسا نہین　　کوئی پنڈت تون ہیچ ایسا نہین
ہمارے خصم ہینگے قابل تمام　　ہر اک کا ہی مشہور عالم مین نام
خصم کو ترے کون ہی جانتا　　ہنر ہیچ کون اُسکو ہی مانتا
پھر اُسپر تو کرتی ہی اتنا غرور　　غرور اسقدر تجھکو کیا ہی ضرور
یہہ سنتے ہی مین تب سے ہون جا رہی　　نہین بات آتی مجھے خوش کوئی
نہوتا مرا کاشکے تجھسے بیاہ　　کہان سے مین لائی تھی بخت سیاہ
سنا برہمن نے یہہ باتون کو جب　　گیا بھول عیش و خوشی اپنی سب
کہا مت ہو غمگین ای دل ربا　　نکر فکر اس کا تو دل مین ذرا
مجھے بھی ہوئی اب سے غیرت تمام　　ہوا واجب اب سیکھنا اپنا کام
نکلتا ہون گھر سے مین کرنے سفر　　کہ یکچند پھر کر نگر در نگر
کرون علم آئین اپنا حصول　　ہون اقرا انکا پڑھنے جس سے قبول
یہہ کہہ صبح دم پھر مسافر ہوا　　علوم اپنا تحصیل کرنے لگا
فراغت ہوئی اسکی زن کو تمام　　پڑی اپنے عیش و طرب مین مدام
لگی رنگ رلیان منانے ہمیش　　لگی یار گھر مین بلانے ہمیش
ہوئی چند مدت یو نہین منقضی　　کہ دن عید اور رات شبرات تھی
پھر اسکا وہ شوہر سفر سے پھرا　　بدستور آ گھر مین داخل ہوا
بظاہر ہوئی شاد و خوشوقت زن　　لگے ہونے باہم خوشی کے بچن

محبت کی باتین پڑتی درمیان — جدائی کے دکھ سکھ ہوئے سب بیان

کہ اتنے مین اُس یار نے وقت شام — یہہ بھیجا تعشق کا زن کو پیام

کہ جس طرح ہو آج رات آئیے — تڑپتا ہون صورت کو دکھلائیے

وگر آج کی شب نہ آوگی تم — تو مجھکو نہ تا صبح پاوگی تم

یہہ پیغام سنتے ہی زن ایکبار — نہایت ہوئی مضطر و بے قرار

دیا پھر یہہ پیغام چی کو جواب — کہ جانی سے میرے کہو جا شتاب

کہ آیا ہی شوہر مرا آج رات — نہین پا سکونگی مین آنیکی گھات

سنا یار نے جس گھڑی یہہ پیام — ہوئی بے کلی اور اُسکو تمام

کہا پھر یہہ کہہ بھیجا زن سے وہین — کہ گر آج کی رات ای نازنین

نہ آئی تو ہم پاس اگر دم کے دم — تو پھر عمر بھر تک نہ تو اور نہ ہم

یہہ سنتے ہی زن کو ہوئی بےکلی — جو آیا تھا اُسکو یہہ کہنے لگی

کہ اچھا کہو جاکے سستا ہے — شتابی نہ کیجے نہ گھبرائیے

مین آتی ہون ہر طرح تا نصف شب — ذرا کر لون آنیکا کچھ پہلے ڈھب

یہہ دیکر جواب اُسکو رخصت کیا — لگی کہنے شوہر کے پھر پاس آ

کہ بارے کرو علم اپنے بیان — کہان تک ہو سیکھ آئے تم گیانمان

کہا برہمن نے کہ اب طاق ہون — نہایت مین استاد آفاق ہون

زبان پر ہیین ازبر مرے چار بید — نہین کوئی باقی رہا مجھسے بھید

مین سردار سب پنڈتون کا ہون اب — کسی کے نہین مجھسے نسبت ہی کب

کہا زن نے ای وای یہہ کیا کیا　　بھلا بید پانچم نہین کیون پڑھا

برہمن یہہ سنتے ہی حیران ہوا　　کہا پانچوان بید ہوتا ہی کیا

مین اُسکو تو اب تک سنا بھی نہین　　یہی چار ہی بید ہین ہر کہین

لگی کہنے بس بس مین سمجھی تمام　　ابھی تم بدستور سابق ہو خام

پڑھا تم نے جب پانچوان ہی نہ بید　　تو کیا تمکو معلوم ہووینگے بھید

خدا جانے کل بادشاہ کے حضور　　عیان ہوگا کیا تم سے سہو و قصور

کئی روز سے ہی منادی یہی　　کہ حاضر ہون آکر برہمن سبھی

حقیقت کہین پانچوین بید کی　　کرین شرح اُس بید کے بھید کی

وگرنہ کسی کی بچے گی نہ جان　　رہیگا نہ جیتا کوئی پھر ندان

سو ہر برہمن کو یہی فکر ہی　　ہر اک کے تئین اب یہی ذکر ہی

جو آگاہ ہین وہ تو مسرور ہین　　جو جاہل ہین سو بیٹھے مجبور ہین

پس اِسواسطے مین ہون اب بیحواس　　کہ کل تیر سے جینے کی ہوگی نہ آس

برہمن یہہ سنتے ہی گھبرا گیا　　وہین وحشت و خوف مین آگیا

ہوا اُن سے رخصت اُسی آن مین　　کمر باندھ نکلا بیابان مین

مصیبت زدہ اور محنت زدہ　　لگا پھرنے ہر طرف غربت زدہ

سفیدی ہوئی صبح کی جب عیان　　تو آیا نظر ایک تالاب وہان

کنارے پہ اُسکے یہہ وہان دمکے دم　　گیا بیٹھ باصورت فکر و غم

دھرے سر کو زانو پہ حیران تھا　　تفکر کے عالم مین غلطان تھا

کہ جاوے کہاں کسطرف راہ لے   جہاں پانچوان بید حاصل کرے

کہ اِتنے میں پانچ عورتیں نازنین   سر آب آئیں نہانے کتین

نظر کرتے ہی جانب برہمن   کہا ایک نے ایک سے دفعتن

کہ جو روکا ہی یہہ نکالا ہوا   مصیبت میں اُس کا ہی والا ہوا

چلو اے بہن اِسکو لیجا کے آج   کریں درد و غم کا کچھ اِسکے علاج

ہر اِک بار اِک اِک لیجا کر اِسے   سکھاویں چاتر ہر اِک طور سے

کہ تا سیکھہ کر ہم سے یہہ تریا بید   سمجھہ جاوے جورو کا سب اپنے بھید

یہہ کر مشورت آکے پھر اُسکے پاس   لگایں کہنے بیٹھا ہی توکیوں اُداس

حقیقت تری ہم پہ ظاہر ہوئی   مصیبت تری ہم یہ سب کھل گئی

چل اُٹھہ یہاں سے اور ساتھہ ہمسبکے چل   کہ تا دور ہووے ترا سب خلل

یہہ سنکر برہمن ہوا اُنکے ساتھہ   کہ شاید وہ مقصود وہان آوے ہاتھہ

* خلوت اول *

پھر اِک زن نے اُنمیں سے ہوکر جدا   کہا برہمن کو مرے ساتھہ آ

گئی گھر میں لیکر بالطف و خوشی   عزیزوں سے اپنے یہہ کہنے لگی

ہی آیا سفر سے مرا بھائی بجا   خوشی آج ہی مجھکو بے انتہا

ہر اِک چیز پاس اُسکے لانے لگی   کھلانے لگی اور پلانے لگی

جو تھے لازمے سب مدارات کے   سو خرچ اُسنے ایک ایک اُسپے کئے

جب اِن خدمتوں سے فراغت ہوئی   فراغت ہوئی اور فرصت ہوئی

ہوئے لوگ بھی گھر کے ایدھر اُدھر نہ آنے لگا کوئی کدھر و نظر
تو اکبار اُسکو اشارہ کیا کہ لے برہمن اب تو بیٹھا ہی کیا
بس آسن پہ آ اپنی پوجا سنبھال مہادیو کا لنگ جلدی نکال
وہ بولا کہ لو نام بھگوان کا یہہ کاجگ کی باتین سناتی ہو کیا
ابھی بھانجا مجھکو کہتی تھین آپ ابھی من مین تم اپنے لائین یہہ پاپ
نہ ہوگا یہہ زنہار مجھسے کبھی نہین بید مین ایسی باتین لکھی
یہہ انکار سنتے ہی زن ایکبار وہین گھر کے لوگونکو اُٹھی پکار
کہ لوگو شتابی مرے پاس آؤ مری جان جاتی ہی جلدی بچاؤ
یہہ نامحرم آیا ہی کس طرح کا کہ عصمت کا میری ہی خواہان ہوا
کیا گھر کے لوگون نے آکر ہجوم کہ دیکھین یہہ کسطرح کی ہیگی دھوم
برہمن ہوا ایک بیک بےحواس کہ جینے سے حاصل ہوئی اُسکو یاس
منانے لگا دیوتون کے تئین لگا یاد کرنے بتون کے تئین
ہوئے جمع جب گھر کے لوگ آنکر لگی کہنے تب اُنسے وہ بدگہر
کہ مشکل پڑی ہی مجھے سخت آج کرو کچھ مرے بھانجے کا علاج
اثر اُسکو سنپات کا ہی ہوا خدا جانئے دم مین ہوتا ہی کیا
چتر مکھہ کی گولی کوئی دو کھلا گنی کو کوئی لاؤ جلدی بلا
کسیطرح سے جان اسکی بچے تو میرا بھی ہر طرح سے جی بچے
وگرنہ کرونگی مین اپنا بھی کام ہوا گر کسیطرح سے یہہ تمام

ہوئی گھر کے لوگونکو یہہ بےکلی	لگے ڈھونڈھنے شہر کی ہر گلی
ہوئے پھر اکیلے یہہ دونوں وہاں	رہا آدمی کا نہ مطلق نشان
کہا زن نے پھر اُسکو بھی تند ہو	کہ او مورکھہ اب بھی سن اِس بات کو
نہیں تو کرونگی پھر ایسا علاج	کہ مردہ ترا جسّے نکلے گا آج
برہمن نے دیکھا جو یہہ ماجرا	نہایت ہی دلمیں وہ اپنے ڈرا
بلا چار مانند زنار کے	گلے لگ گیا اُس طلب گار کے
بخوبی ہوئی صحبت ہمدگر	کہ مقسوم تھی لذت ہمدگر
لگی کہنے بعد از فراغت وہ زن	کہ رکھیو اِسے یاد ای برہمن
اِسی کے تئیں کہتے ہیں تریابید	اِسیمیں ہزاروں نکلتے ہیں بھید
بہن دوسری پاس جا میری کل	کہے جو تجھے وہ بھی کر بے خلل
چلتر کی تا تجھکو ہووے خبر	رہیگا کہاں تک سدا بے خبر
یہہ کہہ اُسکو تبین گھر سے رخصت کیا	جدھر کو بتایا تھا اُودھر گیا

* خلوت دوّم *

بہن دوسری تھی جو عیار تر	ملا اُسّے جاتے ہی وقت سحر
گئی اُسکو لیکر وہ شوہر کے پاس	ہوا برہمن پھر وہاں بے حواس
لگی کہنے شوہر سے ای میری جان	کروں نقل کیا آج کی میں بیان
کہ ہمسائی پاس آج تھی میں گئی	تھیں ہمسائیاں اور بھی واں کئی
لگی کرنے اُنمیں سے اِک خوشزبان	ہنرمندی شوہر کی اپنے بیان

کہ ہر چند اُسے صد ہنر یاد ہی   وَلے اِک ہنر ہین تو بیداد ہی
کہ آنکھونکو یون موند دوہتا ہی گاے   جو اِک قطرہ بھی دودھ ضایع نجاے
کہا مین نے یہہ کونسا کچھ ہی کام   تکلف سے کہتی ہو جسکو تمام
مرا شوہر اِسّے بھی ہی ذی شعور   یہہ ہی کونسا کام اُسکے حضور
ہوئی مجھہ مین اور اُسمین تکرار یہہ   مقرر ہوا آخر کار یہہ
کہ تو سامہنے اِس برہمن کے اب   دکھاوے ہنر اِسکو اپنا ہی سب
جو یہہ دیکھکر اپنی آنکھونسے جاے   اور اُسکو گواہی یہہ جا کر سناے
تو شرط اپنی مین اُسّے جیتو ہون آج   نہین تو ہی خفت مجھے لاعلاج
یہہ سن شوہر اُسکا وہین ہنس پڑا   لگا کہنے کیا کام ہی یہہ بڑا
غلامونکو میرے ہی یہہ کام یاد   ہنر اِسّے بھی ہوتے ہینگے زیاد
لے آگاے اور دودھہ کی راس کو   پو جاؤن ترے دلکی مین آس کو
وہ لے آئی جا گاے کو زود تر   دھری راس شوہر کے زانو اُپر
دیا آنکھین شوہر کی پتی سے باندھہ   دیا گاے کا پانون رسی سے باندھہ
لگا دوہنے وہ کورِ دل دودھہ جب   بلایا برہمن کو چشمک سے تب
برہمن جو چھپا ہوا تھا مڑا   وہین آسن اِکبار اُسنے لیا
فراغت سے کرنے لگا اپنا کام   ہوا جبکہ فارغ بخوبی تمام
جدا ہو گیا چپکے اِک بارگی   اِدھر اِسکتین بھی فراغت ہوئی
کہا زن سے چال میری آنکھین دیکھو ل   اور اِس دودھہ کو آکے لے مجھسے مول

وہیں زن نے جا کھولا آنکھ کو نکتین   لگی کرنے تحسین اور آفرین
کہ سچ مچ ہنر میں تو اُستاد ہی   نہایت ہی اِس فن میں بیداد ہی
کیا سرخ رو آج تو نے مجھے   بجا ہی کہوں شوہر اپنا تجھے
لے آئی وہانسے برہمن کتین   جہاں اور بہنین تھیں بیٹھی ہوئین
کیا سب سے اپنا چلتر بیان   جتایا برہمن کو بھی پھر وہان
کہ رے سیکھتا جا چلتر تمام   کبھی آ رہینگے تر نے سب یہہ کام
نہ اتنا بھی رہ مورکھ اور بے خبر   یہہ چترائیان بھی سمجھہ سر بسر

* خلوت سیوم *

لیا تیسری نے برہمن کو سات   سکھائی اُسے اِسطرح اپنی گھات
کہ تو بیٹھہ جا کر فلانی جگے   بلا لونگی میں جا کے گھر میں تجھے
یہہ کہہ کر گئی گھر میں وہ بے حیا   کہا جا کے شوہر سے یوں ماجرا
کہ پسلی میں میرے نہایت ہی درد   سمجھتی ہوں کچھ دست و پا اپنے سرد
خدا جانئے حال ہوتا ہی کیا   قیامت ہی جی آج ہی بے مزا
یہہ کہکر ہوئی ایکباری نڈھال   لگی دم میں پھر بلبلا نے کمال
کبوتر نمط لگ گئی لوٹنے   لگی کہنے دورو حکیموں کنے
کریں کچھ تو معلوم آ کر مجھے   دکھائی دیا حال بدتر مجھے
خصم کو کہا کر دے پردہ یہان   اکیلا مجھے لوٹنے دے نہان
بلاتی ہوں ہمسایوں میں کوئی زن   جسے یاد کچھ ہووے حکمت کا فن

کیا اُسکے شوہر نے پردہ وہین ‏ گری وو وہاین جا کر بحال حزین
نرالے مین اک زن کتین پھر بلا ‏ لگی کہنے اُسکو یہہ حالت دکھا
کہ ہی اک فلانی جگہہ برہمن ‏ پنہا کر کے تو اُسکو جوڑی کنگن
سجا کر تمامی زنانہ لباس ‏ لے آحال حال اُسکتین میرے پاس
وہ ہمراز سنتے ہی دوڑی گئی ‏ برہمن سے جا سب یہہ حالت کہی
پنہایا اُسے تھا جو وہ کچھ کہا ‏ لے آئی وہین اُسکو عورت بنا
وہ پردے مین جسدم گیا برہمن ‏ لگی کہنے شوہر سے پھر یہہ سخن
کہ تم پاس پردے کے بیٹھو ذرا ‏ کہ تا کچھ مجھے تقویت ہو ذرا
کیا سنکے شوہر نے یہہ بھی قبول ‏ کہ در سا بیٹھا بحال ملول
برہمن جو تھا ہو زنا چاشت خور ‏ بدستور کرنے لگا وو ہی زور
دوا جو کچھ اُس درد کی یاد تھی ‏ گھڑی دو تلک خرچ سب اُسنے کی
فراغت ہوئی جب بخوبی اُسے ‏ تو باہر ہوا بعد ازین پردے سے
لگا پوچھنے شوہر احوال درد ‏ دیا تب جواب اُسنے بھر آہ سرد
کہ حالت تو ہر چند بہتر نہین ‏ ولے یاد کیجے خدا کے تئین
مرض اور شفا ہی سب اُسکے ہی ہاتھ ‏ بظاہر وسیلہ دوا کے ہی ساتھ
سو تدبیر اپنی سی ہو ن کر چلی ‏ کہ جیتے شفا پاوے جیتا مری
لگا کہنے شوہر سماجت سے تب ‏ کہ پھر آؤ گی دیکھنے ان کو کب
کہا پھر اُٹھے درد جسدم ذرا ‏ تو جلدی مجھے لینا وو ہین بلا

یہہ کہہکر وہ رخصت ہوئی اُس گھرتی ۔۔۔ شتابی جدہر سے آئی اُدھر کو گئی
پھر اُتانے بین پردیسے نکلی یہہ زن ۔۔۔ لگی کرنے شوہر سے اپنے سخن
کی عورت جو یہہ دے گئی ہی دوا ۔۔۔ کرون تم سے تعریف مین اِسکی کیا
دوا اُسکو ہر درد کی یاد ہی ۔۔۔ یہہ سارے حکیمونکی اُستاد ہی
دین اِک کہلے ساتھہ ایسی دو گولیان ۔۔۔ کہ کھاتے ہی میری بحال آئی جان
عجب ہاتھہ مین اُسکے ہی کچھہ شفا ۔۔۔ کہ مطلق نہ دکھہ میرا باقی رہا
کرونگی مین بہناپا اب اِسکے ساتھہ ۔۔۔ کہ ایسی ملیگی کہان نیک ذات
یہہ باتون کو شوہر نے سنکر کہا ۔۔۔ کہ بارے ہوا تجہہ پہ فضل خدا
دو بارہ تری زندگانی ہوئی ۔۔۔ نہایت مجھے شادمانی ہوئی
غنیمت ہی جو زندگی کا ہی دم ۔۔۔ رہین دونون ہم تم سلامت بہم
پھر اُتانے مین صدقہ منگا ایکبار ۔۔۔ دیا اُسکے سر سے فقیرونکو وار

* خلوت چہارم *

گئی چوتھی زن لے برہمن کتین ۔۔۔ بتا کر اُسے سب جتن کے تئین
کسی باغ خرما کا دے کر پتا ۔۔۔ شتابی سے اُسکو روانہ کیا
پھر آگھر مین شوہر سے کہنے لگی ۔۔۔ کہ مشتاق ہی سیر کا آج جی
فلانی جگہہ اِک سنا باغ ہی ۔۔۔ اِرم جسکے ہاتھون سے بھی داغ ہی
وہان نخل خرمے کے ہینگے تمام ۔۔۔ مزے چاکھہ لین جا کر اُنکے تمام
طبیعت کو مشغول چندے کرین ۔۔۔ خدایا کب تلک گھر مین بیٹھے رہین

یہہ کہکر لیا اپنے شوہر کو ساتھ — چلے ہمد گر ڈالے گردن مین ہاتھ

گئے باغ مین سیر کرنے لگے — ادھر اور اُدھر ہر طرف باغکے

پھر اِتنے مین اک نخل کے پاس آ — لگی کہنے خرمے مجھے اب کھلا

چڑھا نخل پر شوہر اُس کا وہین — لگی یہہ بلانے برہمن کتین

برہمن کہین تھا جو بیٹھا چھپا — وہین آن کر پاس حاضر ہوا

اشارے سے یہہ کرنے لگا وہ وہین کام — کہ مشق اُسکو حاصل ہوئی تھی تمام

نظر اِسمین شوہر کی جو وہین پڑی — اچنبا ہوا اور حیرت ہوئی

لگا کہنے ہمین ہین یہہ کیا ہی غضب — یہہ کیا خاک سر پر تو کرتی ہی اب

دوانی ہوئی ہی مگر بے حیا — نہین جانون کیا آج تجھکو ہوا

وہ کہتا تھا اور تھا اِدھر ہوتا کام — فراغت ہوئی جب بخوبی تمام

جدا ہو گیا برہمن آن مین — چھپا یک طرف جا گلستان مین

پھر اِسمین جو اُترا خصم برزمین — لگی کہنے جھنجھلا کے اُسکے تئین

کہ دیکھہ اپنی آنکھون کتین کھولکر — کوئی بھی ہی یہان مرد آتا نظر

مگر تجھکو آسیب ہی کچھہ ہوا — جو دیوانون سا ہی تو بکنے لگا

یہہ کہہ آپ پھر نخل پر چڑھ گئی — اور اِک بار شوہر کو کہنے لگی

کہ حیف اِستر ے مرد ہونے کتین — جو مفعول مردون کا ہو ہر کہین

ارے بے حیا جلد اُسکو اُتار — کیا ہی جسے اپنے اوپر سوار

ذرا شرم داڑھی سے تو اپنی کر — تجھے ایسے سے کیجے حذر الحذر

روا ہی کہ دے تو مجھے اب طلاق | کہ تو آپ ہی کو نیون مین ہی طاق
کہا ہنسکے شوہر نے یکبار گی | کہ سچ مچ ہی خاصیت اِس نخل کی
زن و مرد سے جو کہ اِسپر چڑھے | نظر آئین ایسی ہی شکلین آسے
یہہ جنات کا سربسر ہی اثر | کہ آتی ہی اشکال اِیسی نظر
بس اب جلد اُتر آزمین پر کہین | نکر مجھکو بدنام اب ہر کہین
زبان پر بھی ہرگز نہ لانا یہہ حرف | مین سمجھا کہ ہین سب ترے حق بطرف
اُتر آئی وہ نخل پر سے شتاب | ہوئے ہمد گر پھر وہی بے حجاب
وہی ربط و اُلفت محبت وہی | تعشق وہی عیش و عشرت وہی
گئی گھر مین شوہر کو وہ ساتھ لے | بدستور خوش دونون رہنے لگے

* خلوت پانچم *

سنو پانچوین کے چلتر کو اب | کہ پہلے اٹھا کر برہمن کو سب
جنایا بتایا سکھایا تمام | جو کچھ اُسکو منظور تھا کرنا کام
گئی گھر مین پھر بنکے وحشی مثال | دوانی سی کرنے لگی قیل و قال
خصم کو کہا باپ اور ماںکو سوت | کئے عقل کے سارے اوسان فوت
اچنبھے کی ہر اِک لگی کرنے بات | کہے رات کو دن کہے دنکو رات
کبھی روتی تھی اور گاتی کبھی | کبھی ناچتی خاک اُڑاتی کبھی
تعجب مین سب رہ گئے دیکھکر | لگے کرنے افسوس سے چشم تر
پھر آسیب سب کو تیقن ہوا | نہ سمجھا کوئی اور اِس کے سوا

پھر اسمین لئے برہمن اک کتاب   صدا کرتا در پر سے گذرا شتاب
کہ رنجور و بیمار کا ہون حکیم   پرکھتا ہون از بس صحیح و سقیم
جڑی بوٹی جنگل کی ہی جسقدر   اثر سے ہر اک کے ہی مجھکو خبر
پھر آسیب جن و پری لا کلام   مرے حافظہ علم بین ہی تمام
اُتارا ہر اک عالم غیب کا   ہی معلوم مجھکو بفضل خدا
فلیتے و تعویذ و نقش و عمل   ہزارون ہی مجھ پاس ہین بے بدل
مرا جس جگہہ پر فلیتہ جلے   نہ جادو رہے اور نہ سایہ رہے
خلل جسکتین ہووے جس چیز کا   کرون دفعۃ اُسکتین مین بھلا
یہہ آواز شوہر نے جو نہین سنی   کہا لو خدا نے یہہ سجھا گئی
بلا لایا گھر مین اُسے دفعتن   کہا ای گنی کر کچھ ایسا جتن
کہ جسمین ہو جورو کا میری علاج   نہایت ترا ہونگا ممنون آج
برہمن نے یک چند کر فکر و غور   کہا اسکو آسیب کا سا ہی طور
پر آسیب بھی ہی مشقت طلب   علاج اسکا اس شرط سے ہووے اب
کہ پہلے کرو گھر کتین صاف و پاک   نہ خس جسمین باقی رہے اور نہ خاک
صفائی طہارت ہر اکطرف ہو   ہر اک سمت مہکاؤ پھولونکی بو
جگہہ لیپ کر کیجے ستھری تمام   کسافت کا باقی نہ ہرگز ہو نام
جلے جسمین لوبان و صندل پرآ   رہے کچھ نہ خوشبوئیون کے سوا
کرون اُسمین تا بیٹھکے حاضرات   اثر سے ہو دعوتکے اُسکو نجات

کیا سنکے شوہر نے سب کچھ قبول — مہیا کئے آن مین عطر و پھول
اسیطرح سب ساز و سامان کر — بٹھایا برہمن کو چوکی اوپر
برہمن نے گرد اپنے کھینچ اک حصار — گاو نکی ہر یکطرف چن کر قطار
رکھا اک شتابی فلیتہ وہین — رنگا زعفران بیچ اسکے تئین
اگر کے دھوئین مین پھر اسکو جلا — پکڑ ناک زن کی سنگھانے لگا
اور آہستہ آہستہ کچھ زیرلب — لگا پڑھنے حرف عجیب و عجب
گیا ناک مین زن کی جو ہین دھوان — وہین شور کرنے لگی ناگہان
کہ ای دعوتی خیر ہی کچھ تجھے — نگر اور رون ماہی تو سمجھا مجھے
مین ہون پادشہ سار سے جنا نگا — ترے اس فلیتے سے ہو و لگا کیا
کئی تجھسے ملا اور اعمال خوان — تھکا نے لگانے ہین مین نے یہان
تجھے مارنا کیا بڑا کام ہی — کہ قرباش آخر مرا نام ہی
اگر خیر تو اپنی ہی چاہتا — تو جیدھر سے آیا ہی اودھر کو جا
برہمن لگا کہنے بس منہہ سنبھال — گیا ہی ترا کسطرف کو خیال
مین ان عاملون مین نہین بے خبر — کہ تیرے ڈرانے سے جاؤنگا ڈر
تجھے خیر کی اپنے گر ہی طلب — تو جلدی اتر اسکے سر پر سے اب
وگرنہ تجھے بھر کے شیشے مین آج — جلا وُنگا پورا کرونگا علاج
منگایا پھر اک دیگچی کے تئین — کئی برگ نیم اسمین چھوڑے وہین
کبو تر کے بازو بھی کئی لال کر — رکھے برگون پر کچھ ادھر کچھ اودھر

پھر اوپر سے پانی کچھ اُسمین دیا　　یہہ سب کر کے چولھے کے اوپر رکھا
تہ دیگ روشن کیا آگ کو　　لگی آنچ جسوقت اور پھوٹی بو
کیا اپنے منتر کا پڑھنا شروع　　بہت سے کئے خرچ اُصول و فروع
گھڑی چار جب اِسمین یوں ہین کٹی　　پھر یکبار عورت وہ چلا اُٹھی
کہ بس بس اب آگے نہ منتر پڑھو　　زیادہ اِس سے مجھکو نہ آزار دو
اُترتا ہو نہین اِسکے سر سے شتاب　　کرو اپنی موقوف پڑھنی کتاب
ولے دیجئے میرا اچھا ندا منگا　　جو ہے بہر رخصت مقرر ہوا
کہا برہمن نے بیان کر اُسے　　کہ اور آگے منظور ہی کیا تجھے
لگا کہنے بجوا و چنگ و رباب　　ہر یکطرف چھڑکاو مشک و گلاب
محافے مین ہم تم چڑھین ایک جا　　پدر اور شوہر لین اُسکو اُٹھا
پھرین گھر کے چارونطرف ساتبار　　تو خوشدل مرا ہووے بے اختیار
کرو نشرط پھر تجھسے مین بعد ازین　　کہ چھیڑون نہ اور آکے اِسکے تئین
سنا شوہر زن نے جون یہہ بیان　　بلا بھیجا سسرے کو تھا وہ جہان
جتایا یہہ اظہار اُس کے تئین　　زبس وہ بھی تھا سخت اندوہگین
یہہ سنتے ہی یکبار راضی ہوا　　یہہ شوہر بھی لاچار راضی ہوا
مہیا کیا سب سر انجام کو　　ہوئے دونون موجود اُسی کام کو
چڑھایا محافے مین زن کے تئین　　برہمن کتین بھی بٹھایا وہین
اُٹھا دوش پر دونو وطرف سے　　اُسیطرح سے گھر مین پھرنے لگے

زن و برہمن ایک جا جب ہوئے　بخوبی لگے تب گلے سے گلے
جو منظور تھا سب کیا اپنا کام　تب آسیب سر پر سے اُترا تمام
پھر یکبار پردہ اُٹھا کر وہ زن　لگی ہوشیار ہو سی کرنے سخن
تعجب میں آ کر لگی پوچھنے　کہ ہی کون بیٹھا یہہ میرے کنے
یہہ کسطرح کا گھر میں سامان ہی　کیون ایسی مری شکل اِس آن ہی
محافے میں کیون قید مجھکو کیا　بیان کچھ تو مجھسے کرو ماجرا
یہہ دو چار باتین جو کین عقل کی　پدر اور شوہر کتین ہوئی خوشی
لگے بیچنے ماکے شکر خدا　جو کچھ ماجرا تھا بیان سب کیا
گرے پھر برہمن کے سب پاؤن پر　تواضع کیا اُسکتین مال و زر
ولے برہمن کو اُسی آن مین　یہہ سمجھا دیا زن نے جا کان مین
کہ اب بہانے گھر کے تئین جایو　دمِ صبح تالاب پر آیئو
کہ ہم پانچون بہنین وہین آنکے　کرینگے ہم ان کے رخصت تجھے
یہہ سنکے مرخص ہوا برہمن　لگا سب کے ماتھے پر اپنے چرن
کٹی رات جون تون ہوئی جب سحر　گیا گھر سے اُٹھکر وہ تالاب پر
جو دیکھے تو ہین پانچون بہنین وہان　ہوا دیکھ اُن کے تئین شادمان
کہا اُن سبھونے کہ ای بیشعور　بس اب تو سمجھ اپنے تئین کچھ ضرور
یہی پانچوان بید ہی جسکو تو　پڑا ڈھونڈھتا پھرتا تھا سو بسو
تری جورو مکار و عیار ہی　نہایت چتر اور ہشیار ہی

تجھے اِس بہانے سے گھر سے نکال گذارے ہی خوش اپنا ہر ماہ و سال

تری سادگی ہمنے دریافت کر سکھائے چاتر تجھے سربسر

کہ تا سمجھے تو اُسکے افعال کو سب افعال کو اور سب اقوال کو

دغا پھر کچھ اُسکی نہ کھاوے کبھی نہ مکرون پہ پھر اُسکے جاوے کبھی

بس اب گھر کو جا تجکو رخصت کیا خبردار پھر کھائیو مت دغا

سدا گھر مین ہشیار رہیو ہمیش کہ راتون کو بیدار رہیو ہمیش

اُٹھا ہاتھہ دی برہمن نے اسیس جدا ہوئین وہ پانچون انیس و جلیس

چلا برہمن گھر کی جانب شتاب و لے دلمین کھاتا ہوا پیچ و تاب

یہی جی مین کہتا تھا اب تو مجھے چاتر زنون کے ہین یکسر کھلے

بھلا زندگی ہی تو سمجھو لگا مین دوبارا کبھی پھر نہ چوکونگا مین

کہان آ ترسکیگی بس اب مجھسے وہ بتاویگی کیا اب سبب مجھسے وہ

یہی دلمین کرتا ہوا قیل و قال گیا گھر مین با رنج و حزن و ملال

نہایت مکدر نہایت خفا نہ ہنستا نہ کچھ بات کرتا ذرا

نہ کھاتا نہ پیتا نہ کچھ بولتا نہ دل کی گرہ اپنی کچھ کھولتا

اِس احوال کے تئین نظر کرکے زن سمجھ گئی کہ شاید کھلے اِس پہ فن

ملا اِسکو اُستاد کامل کوئی حریف اور عیار و عامل کوئی

لگی کھولنے پھر در اختلاط لگی کرنے مذکور عیش و نشاط

و لیکن برہمن نہ کچھ وا ہوا رہا وہ وہین خاموش و یکسر خفا

گیا دن گذر اور ہوئی جبکہ شام کیا یار نے پھر یہہ زن کو پیام
کہ ہون منتظر کب سے دیدار کا طلبگار اخلاص کا پیار کا
شتابی سے پہنچاؤ اپنے تئین نہین تو مری زندگانی نہین
کہی زن نے پیغامچی سے یہہ بات کہ مین آ نہین سکتی ہون آج رات
سفر سے مرا شوہر آیا ہی آج نہایت خفا اور مکدر مزاج
اب آنے مین مین سخت لاچار ہون نہ جب تک کہ تدبیر اُسکی کرون
کیا یار نے پھر یہہ سنکر پیام کہ زنہار ایسا نکیجیو گا کام
مری جان باقی رہے گی نہین سنو گی نہ جیتا سحر میرے تئین
ہوئی سنکے لاچار اِس بات کو کہا خیر چندے توقف کرو
بمشکل تا نصف شب آونگی مین تجسا طلبگار کب پاؤنگی
گیا لیکے پیغامچی یہہ پیام اِدھر بیکلی اُسکتین ہوئی تمام
کٹی رات بھی اِسمین پھر یکپہر گیا شوہر اُٹھ کے پلنگ کے اوپر
نہایت ہی از بسکہ تھا بیدماغ رہا سو پلنگ پر بجھا کر چراغ
سفر کی بھی غالب جو تھی ماندگی بیکبارگی وو نہین نیند آ گئی
غنیمت سمجھ بس اِسیکو وہ زن لگی کہنے سمدھن کتین یہہ سخن
مین صدقے تری آج اِک کام کر ذرا جا کے اُس پاس آرام کر
وہ سوتا ہی تو اپنے دلمین نہ ڈر نہین نیند مین مطلق اُسکو خبر
مجھے بھی توقف نہو ویگا وہان چلی آتی ہون کوئی دم مین یہان

لگی کہنے سمدھن کہ شاباش ہوا — نہیں جانتی میں تجھے کیا ہوا
سلا کر مجھے اپنے گہتے کے پاس — چلی آپ ہی اور دھگڑے کے پاس
مجھے کیا پڑی ہی جو ساتھ اُسکے سوؤں — بھلی چنگی عصمت کتیں اپنی کھوؤں
میں عورت ہوں وہ مرد کی ذات ہی — اندھیریکا عالم ہی پھر رات ہی
ہوئے آتش و پنبہ جب ایک جا — نہ آگ اِسمیں بھڑکیگی کب تک بھلا
خدا جانے کیا نوع دیگر بنے — کہ مشکل کہیں میرے جی پر بنے
کہا زن نے ایسا نہیں ہوگا کام — تو اِتنا بھی دل کو نہ کر اپنے خام
ہی کب آجکی نیند میں اُسکو ہوش — تو یکطرف یونہیں پڑی رہ خموش
نہ خالی رہے صرف پہلو کی جا — یہی چاہئے اور کیا اِس سوا
یہہ کہہ سنکے سمدھن کو راضی کیا — رہ منزل یار کو پھر لیا
گئی منتظر پاس اپنے شتاب — لگی پینے باہم شراب و کباب
سنو بعد ازین اب یہاں کا بیان — کہ ہوتا ہی تقدیر سے کیا عیان
پلنگ پر جو سمدھن یہہ جاکر پڑی — برہمن نے کروٹ وہاں پھیر کے لی
پھر اِتنے میں بےساختہ کیا ہوا — کہ ہاتھ اِسکا پنڈلی کو اُسکی لگا
اُسی میں یکایک قیامت ہوئی — کہ یکبارگی اُسکو شہوت ہوئی
کہوں اور کیا آگے قدرتکا کھیل — کہ فی الفور بس ہوگیا میل ٹھیل
لپٹ کر بخوبی گلے مل گیا — جو کچھ کام ہوتا ہی کرنے لگا
یہہ ناچار کیا بولے اور کیا کہے — خدا دیوے جو کچھ وہ بندہ سہے

پڑی تھی وہیں دم بخود اور خموش — ہوا ختم جب اسمیں جوش و خروش
لگا کرنے پھر پیار سے برہمن — محبت کے انواع حرف و سخن
وے تھی یہہ خاموش دبکی ہوئی — اُسیطرح چپکے سے لپٹی ہوئی
دیا جب نکوئی بھی اسنے جواب — تو یکبار کھا برہمن پیچ و تاب
قصورات اگلے بھی کچھہ یاد کر — یکایک ہوا بر سر شور و شر
نکال اک چھری ناک کاٹی وہیں — رہا دیر تک تند اور خشمگین
اسی میں جو پھر نیند سی آگئی — ہوئی پھر وہی غفلت و بیخودی
گھڑی چار باقی رہی جبکہ رات — تو آئی وہ زن یار کے سات سات
پہنچ گھر میں اُس کو مرخص کیا — پلنگ تک پھر آہستہ آہستہ جا
بحکمت تاتول اپنی سمدھن کتیں — اُٹھا لیگئی باہر اُس کو کہیں
لگی پوچھنے سر بسر واردات — کہی روکے سمدھن نے سب اپنی بات
کہ تیرے سبب مجھہ پہ یہہ کچھہ ہوا — کسے منہہ دکھاؤنگی اب اپنا جا
کرے عیش تو اور کٹے میری ناک — رہی اب میں تا مرگ اندوہناک
لگی کہنے سمدھن کو اب جا تو گھر — سمجھہ لونگی میں اسکتیں کل سحر
اُسے تو اُدھر گھر کو رخصت کیا — اِدھر آپ اپنے بتوں پاس آ
لگی رونے اور بلبلانے تمام — پرستش میں ہر بت کا لیلے کے نام
یہی کہتی تھی تم نرنکار ہو — نرنجن ہو پیدا کر نہار ہو
کھلا تم پہ سب کا ہے راز نہان — خفی و جلی تم پہ سب ہے عیان

اگر ہون مین بدکار اور بدعمل ۔۔۔ تو پائی سزا اپنی مین برمحل

وگر جانتے ہو مجھے پارسا ۔۔۔ تو دو واب مری ناک کو تم ملا

بدستور جیسی کی تیسی ملے ۔۔۔ خلل کچھ سر مو نہ باقی رہے

نہ شرمندہ ہون تا مین سبکے حضور ۔۔۔ تمھاری کرامت سے کیا ہی یہہ دور

یہہ کہہ کہہ باآواز اس قدر کی صدا ۔۔۔ کہ شوہر وہ سوتا ہوا جاگ اُٹھا

اُسے یون لگی کہنے پھر اے کریم ۔۔۔ کہ سچ مچ تو ہی ہر کسی کا علیم

مری بے گناہی پہ کر کر نظر ۔۔۔ ملا یا مری ناک کو سر بسر

کہان شکر تیرا ہو مجھسے بیان ۔۔۔ مرا یہہ زبان و بیان ہی کہان

یہہ کہہ کرکے سجدے پہ اُٹھکر شتاب ۔۔۔ ہوئی ایک گوشے مین جا محو خواب

برہمن نے دیکھا تماشا یہہ سب ۔۔۔ کیا دل مین از بسکہ اپنے عجب

چراغ اُٹھ کے یکبار روشن کیا ۔۔۔ اور آہستہ آہستہ اُس تک گیا

جو دیکھے تو سچ مچ مسلم ہی ناک ۔۔۔ لہو سے ہی تھنہہ بھی تمام اُسکا پاک

نہ مطلق کہین زخم کا ہی نشان ۔۔۔ تحیر سے تکتا رہا یک زمان

سمجھہ پھر بتو نکی کرامت کتین ۔۔۔ یقین کیا اُسکی عصمت کتین

جگایا اُسے اور گرا پاؤن پر ۔۔۔ کہا بخش میرے گنہ سر بسر

کر اب دل سے تقصیر میری معاف ۔۔۔ ہوئے اب سے ہم تم بہم سینہ صاف

بدستور خوش دونون رہنے لگے ۔۔۔ اُسی طرح سے رہنے سہنے لگے

بیان کرکے قصہ یہہ ہفتم وزیر ۔۔۔ بہ تقریر مطبوع اور دل پذیر

جہاندار شہ سے کہا پھر یہی — کہ خدمت میں ہی عرض یہ اب مری
زنون کے نہیں کار کو انتہا — نہایت ہی فرقہ یہہ ہی پر دغا
اُٹھا دیجیے دل سے اُن کا خیال — تغیر نہ فرمائیے اپنا حال
کہا شہ نے بکتا ہی کیا ای وزیر — کہاں دل ہی میرا نصیحت پذیر
بس اب جلد رخصت ہو جا اپنے گھر — کہ ہوتا ہی کیا دیکھیں کل تا سحر
وزیر اُٹھتے ہی دفعتہ صبح گاہ — گیا مضطرب جانب بادشاہ
بجا لا کے آداب و تسلیم کو — لگا کرنے معروض یہہ گفتگو
کہ تھا مرتبہ جو کہ تفہیم کا — کیا شاہزادے سے ہمنے ادا
ولیکن نہ ظاہر ہوا کچھہ اثر — زیادہ اس سے کیا دیوین اب دردسر
نصیحت کے درجے ہوئے سب تمام — بگڑنے پہ آتا چلا ہیگا کام
مناسب یہی آگے ہی آپ کو — لکھو بہرور بانو کے باپ کو
بہ شکل پیغام وصلت کرو — بنے جسطرح اُس سے نسبت کرو
یہہ تدبیر کی پادشہ نے پسند — کہ شاید اسی سے یہہ کھل جاے بند
بلا ایک منشی بلاغت نشان — کہا اُس سے ای کاتب دُرفشان
فصیح و بلیغ ایک مکتوب لکھہ — محبت کے سب اُسمیں اسلوب لکھہ
پس از شوق اور آرزوے اتم — یہہ خواہش بھی کر آخر اُسکے رقم
کہ فرزند میرا جہاندار شاہ — جو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ
قبول اُسکو فرزندی میں تم کرو — تفاخر مجھے اُسکی نسبت سے دو

اُس ارشاد کو سنکے وہ بیر دبیر ہوا جان اور دل سے فرمان پذیر
کیا نامۂ نامی یون اِک رقم بلطف بیان و بصنع قلم

* سواد نامۂ پدر جہاندار شاہ بجانب پدر بہرور بانو *

لکھون نامہ اول بنام خدا کہ مقصود جس نام سے ہی سدا
سلاطین کو جسنے دیا تاج و تخت قوی تر سبھون سے کئے اُنکے بخت
جہان کو کیا اُنکے زیر نگین کیا ہر طرف اُنکو حامیٔ دین
اُسی کی یہہ قدرت نمودار ہی اُسی کو یہہ حکمت سزاوار ہی
تا ماں سے ہو ناہی حاصل یہی وہی تھا وہی ہی رہیگا وہی
لکھون بعد ازین صد درود و سلام محمد کے اوپر ہر اِک صبح و شام
خدا کا جو محبوب و مرغوب ہی خدا طالب اُسکا وہ مطلوب ہی
ہوئی شرع کی جسّے محکم بنا کیا کفر و اسلام جسنے جدا
پس از عرض آداب حمد و درود مطالب کی یون ہی قائم سے نمود
کہ بعد از سلام اور اظہار شوق یہہ مکشوف ہو ضمن گفتار شوق
کہ واجب ہی اہل جہان پر تمام خصوصا سلاطین کے اوپر مدام
کہ احکام شرعیہ لاوین بجا کرین جو ہی امر رسول خدا
زہے امر تقدیم جس امر کی رکھے ثمرۂ دینی و دنیوی
لہذا ہوا تم سے یہہ التماس کہ گر ہی تمھین شرع نبوی کا پاس
تو میرے ولی عہد و دلبند کو عنایت سے فرزندی بنت اپنی لو

جہانکی ہی جب سے ہوئی ابتدا یہی رسم و آئین ہی برملا
اِسی سے سدا تخت و تاج و نگین ہی ہوتا مبدل بہر جانشین
نہ یہہ وضع ہوتی تو جاے سریر تہی رہتی وارث سے نت ناگزیر
گر اُس نخل دولت کا پیوند ہو تو یک عالم اُسّے برومند ہو
کہ دو سلطنت کا بہم اتحاد مفید خلایق ہو حد سے زیاد
زیادہ اِسّے کیا طول دون اب کلام سخن مختصر خوب ہی والسلام
رقم جب یہہ منشی نے نامہ کیا مذہب ہوا اور مصمغ ہوا
بکی مہر اُسپہ جون دیدۂ منتظر کہ مقبول ہو کر جواب آے پھر
دیا ہاتھہ مین ایلچی کے شتاب کہا جا جواب اِسکا لا با صواب
تحایف بھی انواع و اقسام کے برسم جہان ساتھہ اُسکے کئے
گیا ایلچی ہو کے فرمان پذیر ہوا شہ کے حاضر بزیر سریر
باداب ہر ایک گذران کر رکھا نامے کو گوشۂ تخت پر
اُٹھا کر پڑھا شاہ نے جس گھڑی طبیعت کو اُسکی کدورت ہوئی
بلا میر منشی کو وو ہین شتاب کہا لکھہ جواب اِسکا پر پیچ و تاب
خشونت کے مضمون کر سب ادا بتوجیہ و برہان سر تا بپا
لکھا نامہ منشی نے فی الفور یون عبارت کو یہہ جسکی موزون کردن

جواب نامہ

سر نامہ نام خدا سے جہان کیا جسنے پیدا زمین و زمان

ہوا منتظم جب سے ارض و سما　　وہی تھا وہی ہی رہے وہ سدا
خرد اُسکو ہرگز نپاوے کبھی　　نہ فکر و تعقل مین آوے کبھی
نرالا ہی وہ سب سے اور لا شریک　　نہین کوئی عالم مین اُسکا شریک
جہان مین محمد کو پیدا کیا　　ہوئی شرع و ملت کی جسّے بنا
جدا گانہ جسنے کئے کفر و دین　　دکھائی ہمین راہ دین مبین
اور امر و نواہی سے آگہ کیا　　مذاہب سے سب واقف رہ گیا
لکھون بعد ازین پھر یہہ تمکو پیام　　کہ اے جالس تخت عالی مقام
تمھارا جو مکتوب شوقیہ تھا　　پڑھا ہمنے اِدراک کر مدعا
و لے دل کتین سخت حیرت ہوئی　　طبیعت کو خیلے کدورت ہوئی
کہ یون بے تامل بیکبار گی　　ہمین اِسطرح بات نازک لکھی
خلاف شریعت نہین گو یہہ بات　　و لے سابقہ بھی ہی شرط اِسکے سات
کبھی ہمسے تم سے نہ کچھ بات تھی　　نہ زنہار باہم حکایات تھی
کیا کیا سمجھ کر یہہ تمنے پیام　　کہ دی جسنے ہمکو کدورت تمام
نہ جب تک کہ ہو ہمد گر ارتباط　　نہین زیب دیتے ہیں یہہ اختلاط
بس اب دلسے کیجے تمنا یہہ دور　　نہین خط کا آیندہ لکھنا ضرور
کرون اور کیا آگے اِس سے کلام　　کہا مختصر حرف بس والسلام
رقم کر چکا جب یہہ منشی جواب　　دیا ایلچی کو بصد پیچ و تاب
تحایف بھی مرسولہ تھے جسقدر　　اُنھین بھی کیا مسترد سر بسر

وہ نورا پھر ایلچی نامے کے تئین | نہایت ہی محزون و اندوہگین
دیا بادشہ کے تئین آن کر | ہوا بادشہ پڑھتے ہی چشم تر
تحیر مین رہ گئے وزیر و امیر | مشوش ہوئے سب صغیر و کبیر

* بر آمدن جہاندار شاہ بتلاش بہرور بانو *

جہاندار سنتے ہی یہ خبر | ہوا دفعتہً حال سے بے خبر
لگا کہنے معشوق غیور ہی | وصال اُسکا پانا بہت دور ہی
یہہ ہی عشق یا تونسے کب آئے ہاتھ | نکل جائے جبتک نہ جی اسکے ساتھ
کہان اس مین تدبیر کا کام ہی | یہان عقل عاقل کی بدنام ہی
مجھے زندگانی ہوئی اب حرام | نہ جبتک کہ دلبر کا دیکھون مقام
لگا یک گریبان کیا اپنا چاک | اتیتو نکی صورت ملی منہہ پہ خاک
اُٹھا تخت پر سے اور آنسو بہا | گیا پاس ماں باپ کے اور کہا
کہ لو مجھکو خدمت سے رخصت کرو | خدا کے تئین آج سے سونپ دو
رہی زندگی میری باقی اگر | تو دیکھو لگا پھر یہین قدم آن کر
وگر یون ہی تھی خواہش کردگار | تو لاچار ہون کیا مرا اختیار
یہہ کہہ کر بیک بار رخصت ہوا | قفس طوطی کا ہاتھہ مین لے لیا
لگے روتے ماں باپ آنسو بہا | ہوا گھر کا گھر دم مین ماتم سرا
وزیر و امیر و رعیت تمام | جہان تک کہ تھے شہر کے خاص و عام
لگا کرنے کوئی گریبان چاک | اُڑاتے لگا سر پہ کوئی غمسے خاک

کوئی سنگ پر سر پٹکنے لگا — کوئی فرط حیرت سے تکنے لگا

کسی نے فقیرانہ پہنا لباس — کوئی ہو گیا زندگی سے نراس

زمین سے فلک تک پہنچی ہایہاے — جدھر سنتے تھے متصل واے واے

پر اُسنے نظر اُسپہ ہرگز نکی — وہین بس بیابان کی راہ لی

پڑا دشت غربت مین جب آنکر — تو جنگل کے بھی سر بسر جانور

درختون پہ کہتے تھے باہم یہی — کہ ہی ہی مصیبت جہاندار کی

یہہ وہ ہی کہ پروردہ ناز ہی — اور اب سوز دل سے اُسے ساز ہی

یہہ وہ ہی کہ تھا نعمتون مین پلا — اور اب اِسطرح سے ہی جاتا چلا

غرض چل چکا جب مہینونکی راہ — تو حالت ہوئی خستگی سے تباہ

چبھے پانو مین کتنے جنگل کے خار — وہ نازک کف پا ہوے سب فگار

کہوں اُسّے دشواری اور آگے کیا — کہ دریا پھر اِک آگے حایل پڑا

ہریک موج کو جسکی طغیان سے — بہم سلسلہ موج عمان سے

حباب اُسکا ہر ایک کاہندہ روح — رہے غرقّ شرم اُسے طوفان نوح

پھر اُسپر سفینہ نہ کشتی کوئی — عیان ہر طرف شکل درماندگی

جہان تک چپ و راست جاتی نظر — نہین ہوتی معلوم جنس بشر

کسے پوچھے اور کسّے ہو ہم کلام — جدھر دیکھے پاتا ہی ہو کا مقام

گرا ریت پر تب تو بیہوش ہو — پڑا غم سے اِکبار خاموش ہو

اِس احوال کو دیکھکر اکبار — قفس مین وہ طوطی ہوئی بے قرار

لگی کہنے ای خسرو نامور — ندے پیچ تاب آپ کو اِس قدر
ارادہ یہہ تونے اگر ہی کیا — تو ہرگز نہ تشویش کو دل مین لا
کمر اِستقامت کی مضبوط کر — کس بیکسان پر رکھہ اپنی نظر
وہ ہی کارساز اُسکے اِلطاف سے — رہینگے نہ عقدے کسی طرح کے
مگر اپنی ہمت کو رکھہ مستقل — مگر اِس قدر آپ کو مضمحل
رہ عشق اِس راہ کا نام ہی — مصیبت یہان ہر سر گام ہی
ہزارون ہیاین اِسمین پڑتی مشکلات — ہوئین جسسے طی اُسنے پائی نجات
تجھے بھی خدا اِس بلیات سے — مصیبت سے اور اِسکی آفات سے
نجوبی نکالیگا آخر کبھی — رہیگی نہ زنہار یہہ خستگی
سنبھال اپنے تئین آپمین آ ذرا — نہ رہ بےخبر اِس قدر سبھی پڑا
یہہ طوطی نے دوچار باتین جو کین — جہاندار کی اِسمین آنکھین کھلاین
ذرہ جانکو اُسکی قوت ہوئی — تک اِک بات کرنیکی طاقت ہوئی
لگا کہنے طوطی سے سن ای رفیق — تو ہی یہان ای میری رفیق وشفیق
جو کچھ مجھکو تفہیم کرتی ہی تو — سمجھتا ہون مین بھی اِسے مو بمو
ولے کیا کرون سخت لاچار ہون — عبور ایسے دریا سے کیونکر کرون
دیا تب یہہ طوطی نے سنکر جواب — کہ ای شہریار مصیبت مآب
کرون عرض مین گر کرو تم قبول — اور اُسکو نہ سنکر ہو جی مین ملول
مناسب ہی اب تم قفس توڑدو — اور اِکبار میرے تئین چھوڑ دو

کہ تا مین کہین جاکے اِدھر اُدھر ۔۔ پھر آؤن ترے پاس تدبیر کر

کہا شاہزادے نے سن میری جان ۔۔ تجھی سے مرا تک ہی تاب و توان

ہوا تجھسے ہی جب پچھوڑا مجھے ۔۔ تو بیتے گی پھر دیکھئے کیا مجھے

سوا اِسکے تو ہی پکھیرو کی ذات ۔۔ صداقت ہی رکھتی کہان تیری بات

قفس سے نکل کر تو کب آئیگی ۔۔ کہان شکل پھر اپنی دکھلائیگی

لگی کہنے طوطی کہ ای بادشاہ ۔۔ مین کرتی ہون اِسمین خدا کو گواہ

کہ تمسے نہ مین بیوفائی کرون ۔۔ پھرون بلکہ فکر رہائی کرون

کہا شہ نے یون ہی تو بہتر ہی جا ۔۔ مرے تیرے بیچ اب وہی ہی خدا

یہہ کہہ کر قفس کھولا یکبارگی ۔۔ کیا اُسکو رخصت بلاچارگی

اُڑی اُس طرف طوطئے باوفا ۔۔ اِدھر رنگ رو اِسکا غمسے اُڑا

جہان تک نظر مین وہ آتی رہی ۔۔ تسلی اُسے تک دلاتی رہی

پھر اِسمین جو غایب ہوئی ایکبار ۔۔ تو وحشت نے اُسکو کیا بیقرار

تڑپنے لگا پھر اُسی ریت پر ۔۔ ہوا پھر اُسی طرح تفتہ جگر

ندامت سے کہتا یہہ تھا آپ کو ۔۔ کہ کیون مینے وہ طایر نکتہ گو

کیا بیٹھے بیٹھے جدا آپ سے ۔۔ جو یون داغ اُسکا لیا آپ سے

کہان پھر مین پاؤنگا ویسا رفیق ۔۔ جو تھا اِس مصیبت مین میرا شفیق

خدا جانے اب بیکسی کیا دکھاے ۔۔ وہ ہی جانور اُڑکے کیونکر پھر آے

کبھی دیکھ خالی قفس کے تئین ۔۔ یہہ کرتا تھا اُس سے خطاب حزین

کہ اے قفس تو ہی ہمدرد ہو   تسلی دلا تک مری جان کو

بنی ہی تری شکل یہہ میری طرح   کہ تن ہی مشبک مرا تیری طرح

اُٹھا کر کبھی ہاتھ میں پیالیان   تھا آنکھونسے اشکو نکو کرتا روان

یہہ کہتا کہ کچھ کام بیٹھا کرون   اُنھین آب و دانے سے بھرکر رکھون

کہ طوطی میری آکے اسکو پائے   رہے دانہ پانی یہہ اُسکے لئے

غرض تھا یہی شغل اُسے متصل   اِسی مین تھا مشغول کرتا وہ دل

سنو یہاں سے طوطی کی اب واردات   وہ کرتی ہی کیا طایر نیکذات

کہ جب اُسکی نظرو نسے غایب ہوئی   تو راہ اُسنے یکطرف جنگل کی لی

یہی کہتی جاتی تھی اُڑتے ہوئی   کہ کیسبھو نبی جی وسیلہ کوئی

چلی جاتی تھی مارتی بال و پر   کہ اتنے مین آیا نظر ایک گھر

پھر اسمین وہ کیا اور ہی دیکھتی   کہ صورت ہی اک اُسمین درویشکی

بچھائے ہوئے قبلہ رو جا نماز   خدا سے ہی مصروف عجز و نیاز

بہاتا ہی اشک عبادت پر آ   جبین پر چمکتا ہی نور خدا

نہ اُسکے سوا اور انسان ہی   اکیلی وہی جائے سنسان ہی

اس احوال کو کرکے طوطی نظر   لگی دیکھنے بیٹھ اک شاخ پر

پھر اسرار وحدت مین کھولی زبان   لگی ذکر توحید کرنے بیان

وہ سنتے ہی یکبار اُسکی نوا   لگا دیکھنے شاخ کو سر اُٹھا

جو دیکھے تو طوطی ہی بیٹھی ہوئی   ملالت بھری اور غربت زدی

تعجب مین آکر وہ درویش پیر — لگا کہنے ای طایر دل پذیر
نہایت تاثر ہی تیرا مقال — بتا کیا تو رکھتی ہی مجھہ سے سوال
کیا عرض طوطی نے ای نیکذات — مین کیا آپ اپنی کہون دلکی بات
جو کچھہ ہی وہ روشن ہی تمپر تمام — نہین تم سے ہرگز چھپا میرا کام
زبس تھا وہ درویش اسرار دان — ہوا دلپہ اُسکے وہین سب عیان
کہا جا بلا لا جہاندار کو — دل افگار کو اور طلب گار کو
یہہ سنتے ہی طوطی اُڑی بس شتاب — کیا شاہزادے کو آ یہہ خطاب
کہ چل ای جفاکش مرے شہریار — بس اب دلسے موقوف کر اضطرار
فلانی جگہہ ایک درویش ہی — کہ روشن دل و باطن اندیش ہی
بلاتا ہی تجھکو وہ اپنے حضور — چلو پاس اُس کے شتابی ضرور
یقین ہی کرامت سے اُسکی مجھے — وہی پار یہان سے کریگا تجھے
یہہ سنتے ہی شہزادے مین آئی جان — وہین شکر طوطی مین کھولی زبان
نہایت کی تحسین اور آفرین — ستایش کی اُسکی وفا کے تئین
چلا ساتھہ طوطی کے پھر حال حال — گیا وان جہان تھا وہ صاحب کمال
نڈر کر ادب سے کیا پھر سلام — کھڑا ہو رہا سامنے دلکو تھام
وہ درویش پیر اُسکی صورتکو دیکھہ — مصیبت کو اور اُسکی محنت کو دیکھہ
لگا کہنے آ ای جہاندار شاہ — یہہ کیا لی ہی اشکال کی تو نے راہ
خدا تجھکو پہنچاے منزل کے بیچ — بھلا کچھہ نکر فکر اب دل کے بیچ

خدا پر رکھہ اپنی نظر کو مدام — اُسیکو جپا کر سدا صبح و شام
وہی مشکلین ساری کرتا ہی حل — وہی کام آتا ہی ہر اک محل
بس آنکھین شتابی سے اب بند کر — کہ آجاے قدرت خدا کی نظر
جہاندار نے سنکے اُسکی یہہ پند — کیا وہین آنکھونکتین اپنی بند
پھر اُتنے مین جو کھولدین ایکبار — وہین اپنے تئین دیکھا دریا کے پار
کیا پھر وہین شکر حق کا ادا — رہا دیر تک کرتا حمد و ثنا
لیا ساتھہ طوطی کو پھر بعد ازین — کہ وہی تھی اُسکی رفاقت گزین
ہوا کشور یار کو پھر روان — چلا پھر وہی جانب دستان
مہینونکی رہ جب کہ طی کر چکا — تو اِک بستی مین آن کر گر پڑا
وہان ایک تکیہ تھا درویش کا — کہ تھی ہر مسافر کی اُسمین ہی جا
کیا اُسنے بھی جاکے وہ ہین مقام — کہ تا دم لے اُسمین کُئی صبح و شام
ذرا ماندگی راہ کی دور ہو — جو پھر آگے چلنے کا مقدور ہو
لگا رہنے بیکس سا محزون ملول — بدن پر ملی راہ کی خاک دھول
نہ چلنے کی طاقت نہ پھرنیکی تاب — وہی خستگی وہ ہی حال خراب
اِس احوال کو کر کے طوطی نظر — نہایت محبت سے ہوئی چشم تر
کہا شہ سے پھر مجھکو رخصت کرو — کہ جاؤن مین اُڑتی کسیطرف کو
نہین دیکھہ سکتی مین اِس حال کو — کہین کا تو ن اِس غم کے جنجال کو
کچھہ ایسا ہو جسّے کرون کوئی کام — نہین زندگی ہی یہہ مجھہ پر حرام

کہا شہ نے اچھا کیا مین قبول — کس طرح سے مدعا ہو حصول
ہوئی طوطی رخصت اُڑی بر ہوا — چلی ڈھونڈھتی شاہ کا مدعا

* بیان غمگساری مینا سے فقیر بر حال جہاندار شاہ دلگیر *

جہاندار شہ پھر اکیلا رہا — ہوا پھر بدستور اُداس اور خفا
کرے کس سے بات اور کہے کس سے درد — دلی دل مین تھا کھینچتا آہ سرد
نہ غمخوار کوئی نہ ہمدم کوئی — تسلی جو دے اُسکو تھا کم کوئی
پر اُس تکیہ مین تھا جو رہتا فقیر — تھی اِک اُسکی مینا بہت بے نظیر
فصیح المقال اور رنگین بیان — نہایت ہی خوشگو و شیرین زبان
نظر کر یہہ حال جہاندار شاہ — لگی کرنے اُلفت کی اُسپر نگاہ
پھر یکبارگی وہ مخاطب ہوئی — بنی غمگسار اور کہنے لگی
ای بادشہزادہ والا گہر — بلا عشق کی رہ مین ہی سر بسر
ہر اِک کام مین اُسکے ہین درد و غم — بھرے ہین تمام اِسمین حزن والم
قدم مارتے ہین جو اِس راہ مین — وہ رہتے ہین نت نالہ و آہ مین
بلا کو سمجھتے ہین راحت مدام — جفا کے ہین وہ آشنا صبح و شام
پھر اِسمین ہی ہوتے ہین وہ کامیاب — نہین ہی ضرور اِسمین کچھ پیچ و تاب
یہہ لی ہی اگر عشق کی تو نے راہ — تو سن بات میری جہاندار شاہ
ذرا دل کتین اپنے مضبوط کر — نہ ہو اتنا بے حال شام و سحر
خدا یار ہے تجھکو دیگا ملا — کریگا وہی عاقبت کو بھلا

ولیکن تو جسوقت ہو کامیاب　　تو لازم ہی ای شاہ عالی جناب
کہ دو بات سے کیجیو احتیاط　　ہو کیسا ہی گو تجھکو عیش و نشاط
ہی پہلا سخن یہہ مرا دل پذیر　　کہ دشمن کتیں بوجھیو مت حقیر
کہ تا شاہ گیلان کے طور سے　　نہ آفت پڑے چرخ کے دور سے
شہنشہ نے پوچھا کہ ای جانور　　بڑی تو تو ہوگی کوئی باخبر
بتا شاہ گیلان کی کیا ہی بات　　ہوئی تھی اُسے دشمنی کسکے سات
لگی کہنے مینا یہہ تب داستان　　کہ سن اُسکو ای شہریار زمان

* داستان شاہ گیلان *

سنا ہی کہ صحراے گیلان بیچ　　شہ موش تھا کوئی میدان بیچ
کہ تھے موش لاکھون ہی اُسکے مطیع　　قلم رو تھا اُسکے وہ میدان وسیع
ولیکن وزیر اُسکا خرگوش تھا　　کہ اُسکو ہی اُسکام کا ہوش تھا
زہے قدرت خالق بے نظیر　　بنین موش و خرگوش شاہ و وزیر
بہرحال اُس سارے میدان بیچ　　تھے سب جانور اُسکے فرمان بیچ
سبق سب پہ تھا اُسکا یہی مدام　　نہ بے حکم اُسکے کرے کوئی کام
قضارا کہیں شاہ گیلان کا وان　　شتر چھتکے اک آگیا ناگہان
ہرا ک سبزے پر پانو دہرنے لگا　　فراغت سے ہر چیز چرنے لگا
درختونکے برگونکو کھاتا مدام　　یہی کام تھا اُسکا ہر صبح و شام
یہہ سنتے ہی خرگوش نے ماجرا　　شہ موش سے اپنے جاکر کہا

کہ ای تخت آرای زیر زمین — ترا حکم تا اسفل السافلین

عنایت سے خالق کی جاری رہے — تری ذات کو پایداری رہے

سنو اپنے میدان کی واردات — ہوئی ہی نہایت تعجب کی بات

کہ آیا ہی چھٹ کر کہیں سے شتر — درختوں کو ہی کھا رہا سر بسر

چرا سبزۂ بادشاہی تمام — رہا گھانس کا مطلق اسمیں نہ نام

اسی طرح سے گر سبھی جانور — کرینگے سلوک اس جگہہ آن کر

تو میدان ہوویگا ویران تمام — رہیگا نہ پھر حکم شاہی کا نام

مناسب اسکو بلا کر حضور — خشونت کی باتیں سناؤ ضرور

ہوا سنکے شاہ اسکو پر پیچ و تاب — بلایا اسے پاس اپنے شتاب

اور اک بارگی تیش کھا کر کہا — کہ سنتا ہی او کج گاو بے حیا

تو کسکی اجازت سے آیا ہی یہان — قدم حکم سے کسکے رکھا ہی یہان

قلمرو ہیں میرے یہہ میدان ہی — مرا ہی یہان حکم و فرمان ہی

درختوں کو تو نے کیا پایمال — بتا دلمیں کیا تیرے ہیگا خیال

اگر عافیت اپنی ہی چاہتا — تو جیدھر سے آیا ہی اودھر کو جا

وگرنہ پشیمان ہووے گا تو — نہایت پریشان ہووے گا تو

شتر موش کو دیکھ حیران ہوا — نہایت ہی محظوظ و خندان ہوا

لگا دل میں کہنے کہ یہہ بھی نصیب — جو یہہ شتر موش ہووے مہیب

غرض کچھ شتر نے نہ کی اعتنا — نکل پھر وہی سبزہ چرنے لگا

سنی جب کہ پھر موش سے یہہ خبر لگا کہنے خرگوش کو غصہ کر

کہ تھی کیا تری عقل اور کیا شعور جو لاوا اسکے یک بار میرے حضور

کیا خیرہ اور تو ھیتھہ اُسکے تئین رہی وحشت اُسکے نہ لاین کہین

ہوا سنکے خرگوش جی مین خجل رہا دیر تک سرنگون منفعل

ہوا تب سے مصروف کین شتر کہ ہر طرح پا کر اُسے بے خبر

اذیت دے اور اُس سے لے انتقام کرے شہ کا اُسکو کمینہ غلام

اسی گھات مین تھا وہ رہتا ہمیش جگر تفتہ دل رفتہ و سینہ ریش

قضارا شتر پر یہہ آفت پڑی کہ سر اُسکا اٹکا بشاخ قوی

لگا شور کرنے بیابان مین اُسی شاہ کے خاص میدان مین

خبر پہنچی خرگوش کو ایک بار کہ ہی آج درماندگی مین وہ زار

یہہ سنتے ہی خرگوش آیا شتاب شتر کو لگا کہنے کر کر خطاب

کہ ای بے خبر کیا کہوں مین تجھے نہایت ہی افسوس آتا مجھے

اگر شہ کے رہتا تو فرمان مین خلاصی تری ہوتی اک آن مین

رہا جب تو اُس کا نہ فرمان پذیر تو رہ اِس گرفتاری مین ناگزیر

شتر معترف ہو کے کہنے لگا کہ ہر طرح ہو عفو میری خطا

گر اِس بند سے ہو رہا میری جان تو بندہ رہوں تا قیام جہان

خدا اِس مری بات کا ہی گواہ کہ اب سے ہوا تابع حکم شاہ

سنی جون یہہ خرگوش نے گفتگو بلا کر شتابی سے اک موش کو

کیا حکم جا شاخ پر ایک بار — کتر جلد اُس کی ہوئی وہ مہار

وہیں موش احکام لایا بجا — شتر کا سر اُس شاخ سے چھٹ گیا

لے آیا اُسے بادشہ کے حضور — کیا اُسنے مجرا بعجز و قصور

کہا آج سے ہوں میں شہ کا غلام — اطاعت سوا کچھ کرونگا نہ کام

ہوا سنکے خوشنود شہ یہہ سخن — کیا حکم خرگوش کو و فطن

کرو خاص بند و نہیں داخل اُسے — ہوا جو اطاعت بھی حاصل اُسے

ہوا خاص بند و نہیں داخل شتر — تھا مورد عنایت کا شام و سحر

اجازت سے پھر اپنے سلطان کے — لگا چرنے جا سبزے میدان کے

گیا اسطرح سے گذر ایکسال — ہوا طرفہ روداد پھر کر یہہ حال

کہ تھا بادشہ وہ جو گیلان کا — سنا واقعہ اُسنے میدان کا

شتر کی بھی معلوم ہوئی سب خبر — سنا جس قدر سننا تھا سر بسر

شتر بانکو بھیج میدان میں — منگایا شتر آن کی آن میں

شہ موش کو جب یہہ پہنچی خبر — کہ میدان سے شہ نے منگایا شتر

ہوا تیش میں اور بلایا وزیر — کہا شاہ گیلان بہت ہی شریر

شتابی سے بھیجو اُسے یہہ پیام — کہ تمنے کیا نامناسب یہہ کام

بھلا چاہتے ہو تو بھیجو شتر — نہیں تو برا ہوئیگا سربسر

یہہ سنکر وہ خرگوش لایا بجا — دیا بھیج فرمان وہیں شاہ کا

گیا ایلچی لیکے جب یہہ پیام — لگا ہنسنے شہ سن یہہ اُسکا کلام

لہا کیا جہان مین بنا ہی ہوئی — کہ موشونکو بھی بادشاہی ہوئی
دیا کچھ نہ زنہار اسکا جواب — پھرا ایلچی دلمین کھا پیچ و تاب
شہ موش سے آن کر سب کہا — جو دیکھا تھا احوال دربار کا
ہوا موش فورا نہایت غضب — بلا و وہین ارکان تھے جتنے سب
کہا فوج تیار ہو سب درنگ — کہ ہی شاہ گیلا لیسے اب مجھکو جنگ
کیا اُسنے کیا اپنے دلمین خیال — دکھاتا ہون اُسکو جدال و قتال
رکھی فوج خرگوش نے ایکبار — سوار و پیادہ ہزاران ہزار
تھے موشونکے سردار بھی جسقدر — کہا اُنکو تیار ہو سربسر
ہوا جبکہ تیار اسباب جنگ — کیا حکم تب شاہ نے بیدرنگ
کہ پہلے یہہ موشون کا لشکر تمام — کرے شاہ گیلا نکے گھر مین یہہ کام
کہ جاکر خزینے مین یکبارگی — زر و سیم کے بدرے کترین سبھی
زر و سیم یکذرہ چھوڑین نہ وہان — جہانتک ہو سب منہہ مین لے آئین یہان
کرین بعد ازین ناقص اسباب جنگ — کہ ہون ٹکڑے ٹکڑے سبھی بیدرنگ
شہ موش نے یہہ دیا حکم جب — وہین موش سب جمع ہو شب بشب
بجا لائے احکام شاہی تمام — رکھا باقی حربے کا مطلق نہ نام
کمانون کے چلون کو ناقص کیا — نہ خیمہ بھی ثابت رکھا اک ذرا
شہ موش جب سن چکا یہہ خبر — تو اُکبار گی اُٹھکے وقت سحر
کہا فوج انسان تیار ہو — کرے تاخت تاراج گیلا ن کو

سوار و پیادے تھے جتنے تمام گئے سوے گیلان کر ازدحام
ہوئی شاہ گیلان کو جب یہہ خبر تو اکبارگی گم کیا پا و سر
کیا حکم خیمہ نکالو شتاب توقف میں ہو ویگا خانہ خراب
پہ خیمے جو دیکھے تو ثابت نہیں قناتو نہیں پردو نہیں حالت نہیں
سپہ کا بھی ناقص ہی اسباب جنگ نہ تسمہ ہی ثابت نہ زین اور نہ تنگ
خزینہ کا بھی حال دیکھا یہی کہ زر کا نہیں نام باقی ذری
فقط توڑے خالی ہیں کترے ہوئے ہیں صندوق ہر طرف آلتے ہوئے
نظر کر یہہ صورت سب اسبابکی ہوئی شاہ گیلانکی حالت بری
تحیر کے عالم میں تھا متصل ہراسان و مغموم اور مضمحل
کہ اتنے میں سب لشکر موش آ ہر یکطرف سے گھر کے نرغہ کیا
گئے بھاگ یکسر امیر و وزیر کیا شاہ گیلان کو دستگیر
لے آئے شہ موش کے روبرو شہ موش نے تب یہہ کی گفتگو
کہ بارے کہو کیا ہوا وہ غرور وہ عجب وہ نخوت وہ کبر و فور
بھلا اب بھی کرتا ہون عفو خطا شتر خیر سے کردے حاضر مرا
غنیمت سمجھ شاہ نے تب اُسے ہزارون شتر لا کے حاضر کئے
شہ موش لیکر وہ اپنا شتر گیا اپنے میدان کو کوچ کر
کہا جب یہہ مینا نے قصہ تمام جہاندار سے پھر کیا یہہ کلام
کہ ای شہ عدو کو سمجھنا حقیر نتیجہ ہی رکھتا یہی ناگزیر

کسیکو حقارت سے مت دیکھئے | اہانت سے خفّت سے مت دیکھئے
دیا سن جہاندار نے یہہ جواب | کہ مینا تو سچ مچ ہی دانش مآب
سخن مین ترے ہی نصیحت تمام | کہ انسان کے آوے ہر طرح کام
وے دوسری بات بھی اب سنا | کہ اُسکا بھی معلوم ہو فائدا
کیا سنکے مینا نے پھر یہہ بیان | کہ ہی دوسری آگے یون داستان

* داستان ہر چہار پری *

سنا ہی کہین کوئی جوان تھا حسین | نہایت طرح دار اور نازنین
گل تر کے مانند مہکا ہوا | سون پر کا سبزہ وہ لہکا ہوا
ادادار مطبوع و نازک بدن | خجل جسکو ہو دیکھ سرو و سمن
قضارا یہہ روداد اِکدن ہوئی | کہ ماباپ سے اُسکے ہوئی ناخوشی
نکال گھر سے لی اُسنے جنگل کی راہ | بصد درد و سوز و بصد اشک و آہ
چلا چل چلا چل کئی دن کے بعد | اُٹھا زحمت باد و باران و رعد
کہین ایک صحرا مین وارد ہوا | دکھائی دیا جسمین تالاب سا
زبس راہ کی تھی بہت خستگی | گرا وہان کہ تا دفع ہو ماندگی
قضارا کبوتر وہان آکے چار | بنے چار پریون کی شکل ایکبار
اُتار اپنی پوشاک کو سربسر | گئے حوض مین رکھ کنارے اُپر
نہانے لگین ملکے تالاب مین | لگین پھرنے ہر اِکطرف آب مین
جوانے جو دیکھا اُنھونکا یہہ حال | کنارے پہ جاکر وہین حال حال

اُٹھا لایا پوشاک اُنکی چرا ۔ ۔ درختوں میں اِک سو چھپا کر رکھا
نہا دھو کے پریاں اُٹھیں ایکبار ۔ ۔ اور آئیں جو تالاب کے پھر کنار
تو پوشاک اُنکو نہ آئی نظر ۔ ۔ تعجب میں حیرت میں ہوئیں سر بسر
لگی ڈھونڈھنے ہر طرف ہر کوئی ۔ ۔ پھر اِسمیں جوان پر نظر جو پڑی
ہوا سبکے دلمیں یہی تب یقین ۔ ۔ کہ ہی لے گیا ہی یہی کپڑوں کتین
لگیں کہنے سنتا ہی ای نوجوان ۔ ۔ ہی کیوں تجھکو دو بھر ہوئی اپنی جان
دوہائی ہی ہمکو سلیمان کی ۔ ۔ کہ دشمن نہیں ہم تری جان کی
مگر ہمکو پوشاک لادے شتاب ۔ ۔ وگرنہ ترا ہوگا خانہ خراب
جلا کر تجھے دم میں کر دینگے خاک ۔ ۔ ابھی ایک پل میں تو ہوگا ہلاک
جوان نے کہا بات میری سنو ۔ ۔ عبث غصہ و تابش تم مت کرو
اگر تمکو خواہش ہی پوشاک کی ۔ ۔ تمنا ہی پھر سیر افلاک کی
تو بہتر ہی تم چار و نمیں سے کوئی ۔ ۔ گوارا کرے اب سے وصلت مری
رفاقت زن و شو میں ہوتی ہی جو ۔ ۔ قبول اُسکتیں مجھسے اب تم کرو
لگیں کہنے سنکر وہ اِکبارگی ۔ ۔ کہ ہم ہیں پری اور تو ہی آدمی
کہاں خاکی و آتشی کا ہو ساتھ ۔ ۔ پری سے کہاں آدمی کا ہو ساتھ
یہہ باتو نکو دے دلسے اپنے بھلا ۔ ۔ شتابی سے بس رخت و پوشاک لا
جوان نے کہا دون نہ میں زینہار ۔ ۔ نہ جب تک کرو مجھکو تم اختیار
نہ تشویش کچھ مجھکو ہی جانکی ۔ ۔ نہ دہشت تمھارے سلیمانکی

کرو تم مجھے تم سے جو ہو سکے　　یہان ابسی دھمکی کا ہی ڈر کسے
ہوئی تب تو پریون کو لاچارگی　　دکھائی دی آپس کی آوارگی
لگین کرنے پھر ہمدگر یہہ سخن　　کہ سنتی ہو آپسمین ای ہر بہن
ہوا آدمی ساتھ رہنا ضرور　　کیا یو نہین تقدیر نے اب ظہور
نہین اسمین زنہار کچھ اختیار　　ازل سے تھی یون مرضی کردگار
اسیمین پھر انہین سے اک نے کہا　　کہ اچھا قبول اس کو مین نے کیا
لکھا تھا یہی میری تقدیر مین　　پھنسون کل سریکی مین زنجیر مین
یہہ سنکر لگین تینون اسکے گلے　　یہہ روئین یہہ روئین کہ نالے چلے
جب آپسمین ہر ایک رخصت ہوئی　　تو چوتھی جوان کو یہہ کہنے لگی
کہ آای جوان لے مجھے اپنے ساتھ　　کہ جاتی ہون مین انہین سے تیرے ساتھ
جوانے وہین تینو نکالتب لباس　　رکھا روبرو لاکے ہر ایک پاس
پہن کرو تینون وہین اڑ گئین　　جدھر سے تھی آئین ادھر مڑ گئین
جوان نے پکڑ تھا چوتھی کا تب　　پنہا رخت اپنا وہین اسکو سب
پھرا گھر کو خوشنود و خرم کمال　　گیا دل سے سب اسکا فکر و ملال
لباس پری کو ولے وہ جوان　　ہمیشہ پری سے تھا رکھتا نہان
قضارا ہوا پھر پس از چند سال　　معیشت کی تکلیف سے خستہ حال
سفر اسکو کرنا ہوا ناگزیر　　ہوا ہر طرح سے وہ فرقت پذیر
کہا ایک گھر کی زن پیر کو　　کہ مین تو چلا فکر و تدبیر کو

وے لے تجھسے کہتا ہون اک اپنی بات　　نہ تو دل سے یہہ بھولیو میری بات
کہ صندوق جو اُسطرف ہی وہان　　لباس پری اُس مین ہیگا نہان
نہین اُسکو زنہار اُس کی خبر　　نہین مین نے ابتک اُسے کی خبر
پس اُس سے خبردار رہنا ضرور　　کہ اُسکو نہو اُسکا علم و شعور
زن پیر سنکر یہہ کہنے لگی　　کہ اچھا ہو جسطرح مرضی تری
رہونگی خبردار اور ہو شیار　　نہ تشویش رکھہ دل مین تو زینہار
جوان نے زن پیر کا سن جواب　　کیا گھر سے عزم سفر پھر شتاب
جدھر کو تھا منظور اُدھر کو گیا　　زن پیر پر چھوڑ گھر کو گیا
قضا نے سنو کیا کیا آگے کام　　کہ اکدن پری رشک ماہ تمام
نہا دھو کے پوشاک ستھری پہن　　بنی شکل مہتاب سیمین بدن
زن پیر دیکھہ اُسکے عالم کتین　　ستایش سے بولی کہ ای مہ جبین
مین قربان صورت کی تیری ہوئی　　قیامت ہی کچھہ جامہ زیبی تری
خدا نے بنایا ہی تجکو بھی کیا　　کہ دنیا مین ایسا نہین دوسرا
پری اِسکو سنکر یہہ کہنے لگی　　بھر اِک دلسے آہ اپنے حسرت زدی
کہ ماما تو کرتی ہی تعریف کیا　　کہان میرا اگلا سا عالم رہا
جو اصلی ہی زینت کا میری لباس　　خدا نے نہ اُسکو رکھا میرے پاس
گر اُسطرح سے دیکھتی تو مجھے　　تو معلوم تب حال ہوتا تجھے
کہ تو نے مین کہتے ہیںن اِسکے تئین　　جو ہرگز کسی کو نہین بر زمین

زن پیر سے سن یہہ پری کا کلام ہوئی دولہین مشتاق اپنے تمام
گئی دلسے بھول اُس جوانکا سخن ہوئی زایل اکبار عقل کہن
لے آئی وہ پوشاک اُسکی شتاب پنہادی پری کو بصد آب و تاب
پری پہنتے ہی اُسے یکبیک زمین سے اُڑی دم مین سوے فلک
لگی پیٹنے سر کتین پیر زن پر آیاد تب اُس جوان کا سخن
تڑپھنے لگی بلبلانے لگی ہوئی نادم اور تلملانے لگی
ولے تلملانے سے حاصل ہو کیا مقدر کا ہونا تھا جو کچھہ ہوا
گیا شصت سے تیر کب آسے ہاتھہ پڑی کاٹنی عمر حسرت کے ساتھہ
سخن مختصر بعد چند سے جوان ہوا داخل آلھر مین جب ناگہان
ہوئی سرگذشت پری کی خبر بھچک رہ گیا اک دم سرد بھر
گریبان طاقت کیا تار تار بہانے لگا اشک خون زار زار
لٹا خانمان کو ہوا پھر فقیر رہا عمر بھر درد و غم کا اسیر
حکایت یہہ سب کرکے مینا تمام لگی شاہ سے کرنے پھر یہہ کلام
کہ اے شاہ فرخندہ والا گہر اِسی کے تئین دلہین تک غور کر
کہ راز اپنا کہتا نہ گر وہ جوان تو پڑتی مصیبت یہہ اُسپر کہان
اِسیکو بس اب دلہین سمجھو ذرا کہ کہنا نہین راز اپنا بھلا

* داستان یافتن چہار چیز *

اب آگے ہی یون داستان کا بیان قلم یون ہی کاغذ پر ہوتا روان

کہ رخصت ہو طوطی جو تھی وہ گئی   پس از عرصۂ چند پھر وہ پھری

جہاندار کے تئین کیا آ سلام   لگی کہنے اے شاہ والا مقام

خدا نے ترا کام آسان کیا   ترے درد اور غم کا درمان کیا

کہ نزدیک اِس جا سے ہی یک مکان   پدر مردہ دو بھائی ہینگے وہان

ملی اُنکے ورثے مین ہی چار چیز   کہ دونو کتین ہیبن وہ چارون عزیز

برابر نہین ہوتی اُنکی رسد   اسی کا ہی دونونکو باہم حسد

اگر تو کسی طرح اُسجا چلے   اور اُنہین حکم ہو کچھ ایسا کرے

کہ چارونکو اپنے تصرف مین لاے   تو ہر ایک اُس سے مفید اپنی پاے

یہہ تفصیل رکھتی ہی وہ چار چیز   تصور مین میرے ہوئین جو عزیز

کہ پہلے ہی اِک کشتی اُنہین عجب   کہ جس سے جواہر نکلتا ہی سب

ہی پھر چیز یہہ دوسری اُسمین اور   کہ ہی ایک ملبوس وہ جامہ طور

جسے جتنا مطلوب ہووے لباس   میسر ہو اُس سے اُسے بے قیاس

سیوم دیگچہ اُسمین وہ خوب ہی   کہ جو کھانا عالم مین مرغوب ہی

نکلتا ہی اُس دیگچے سے تمام   بھر یکا بھرا پھر ہی رہتا مدام

چہارم ہی نعلین ایسی عجب   کہ کیجے تہ پا اُسے اپنے جب

تو پھر قصد جس طرف کا کیجئے   وہین آنہین اُس طرف پہنچیے

جہاندار سنکر وہین خوش ہوا   اُٹھا اور طوطی کو ہمرہ لیا

کئی دن کے بعد آن پہنچا وہان   تھے ورثے پہ لڑتے وہ دونون جہان

کیا گھر مین انکے یکایک ورود — بامید مقصود و بہبود و سود

کہا اُنسے کیون تم ہین ہی ناخوشی — حقیقت ہر اک نے بیان اپنی کی

مفصل جب اُسکو بیان کر چکے — تو ساتھ اُنکے پھر یہہ بھی کہنے لگے

کہ گر لطف و اشفاق سے شاہ کے — رسد ہمکو ہر یک برابر ملے

تو ممنون و مشکور ہون ہم کمال — اور آپس کا بھی دور ہو سب ملال

کہا سنکے اُسکو جہاندار نے — خردمند نے اور عیار نے

کہ لے آؤ بازار ایک تیر و کمان — کرون حل مشکل تمھاری عیان

کیا جب کہ حاضر کمان اور تیر — تو بولا جہاندار حکمت پذیر

کہ جو تیر کو سب سے پہلے لے آئے — وہی دونون دلخواہ چیز اپنی پائے

کیا سنکے دونون نے وہ ہین قبول — سمجھ اسمین مقصد کا اپنے حصول

جہاندار نے کھینچ کر پھر کمان — چلایا خدنگ اسطرح ناگہان

کہ پہنچا کہین کا کہین دور تک — وہ دوڑے اُدھر یہہ ادھر یکبیک

چڑھا لیکے طوطی کو نعلین پر — اُٹھا باقی چیزونکو بھی سربسر

ہوا آسمان پر یکایک بلند — اُڑے جیسے اوج ہوا مین پرند

پس اک آنکی آنمین مثل باد — ہوا داخل شہر مینو سواد

ہوا اگرچہ خوشنود و خرم کمال — ولے دل پہ تھا اُسکے یہی ملال

کہ کبھی خیانت یہہ مجھسے ہوئی — جو اب تک کسی نے نہین ایسی کی

و لیکن خدا سے یہہ کرتا ہون عہد — کہ جب اپنے مقصد کو پہنچون بجہد

پھر ون لیکے جب اپنے مطلوب کو وہ محبوب کو اور مرغوب کو
تو پھر حق بحقدار واصل کرون تمنائین دونونکی حاصل کرون
یہہ کہکر دل اپنے کو تسکین دی ہوئی برطرف جس سے افسردگی
لگا بعد ازین پھرنے ادھر اُدھر کرے سیر تا شہر کی سربسر
کہین اپنے مقصد کا پاوے سراغ کہ ہو خاطر مضطرب کو فراغ
قضارا یہہ تھا رسم اُس شہر کا کہ تھے جسکو بیگانہ پاتے ذرا
لیجاتے اُسے بادشہ کے حضور کہ تھا حکم وہانکا یہی بالضرور
جہاندار کو دیکھہ کر اجنبی پکڑ لے گئے پاس شہ کے سبھی
لگا پوچھنے بادشہ اُس سے حال کہ کہہ اپنی حالت تمام و کمال
تو ہی کون اور کیون ہی آیا یہان مطالب کر اپنے سراسر بیان
جہاندار شہ بسکہ نادان تھا قباحت کا سمجھا نہ عنوان تھا
کیا سارا مرکوز خاطر بیان وہ حرف نہان کر دیا سب عیان
خفا ہو گیا سنتے ہی بادشاہ نسق چی پہ یکبار کر کر نگاہ
کہا بے ادب کو لگا لو شتاب یہہ واہی ہی اور سخت خانہ خراب
کرو شہر سے باہر اسکے تئین یہان رہنا اسکا مناسب نہین
نسق چی یہہ احکام لائے بجا جہاندار کو جلد باہر کیا
لگا پھرنے تب بے نوا کی طرح ہر اک سمت و جانب گدا کی طرح
نہ کوئی یار ہی کوئی غمخوار تھا مصیبت مین اپنی گرفتار تھا

فقط طوطی ہی اُسکی غمخوار تھی   وہی ایک یار وفادار تھی
کبھی غم کی باتین جو کرتا تھا شاہ   وہی سنتی تھی اور کرتی تھی آہ

* وارد شدن جہاندار شاہ در باغ بہرہ ور بانو *

یہان سے کہانی کا یون ہی بیان   کہ جب وہ جہاندار شہ خستہ جان
ہوا شہر سے باہر اور سوی دشت   لگا کرنے مجنون کے مانند گشت
وزیر پدر کا پسر ایک بار   جسے کہتے تھے ہرمزا ہل دیار
نظر پڑ گیا اُسکو یکبارگی   بہ تکلیف و تصدیع و آوارگی
جہاندار دیکھ اُسکو تین خوش ہوا   لگا پوچھنے حال سر تا بپا
کہ اے ہرمز آیا اِدھر کسطرح   بیان وجہ کر اِسکی ہی جسطرح
کہا تب یہہ ہرمز نے ہنس کر اِک آہ   کہ کیا پوچھتا ہی جہاندار شاہ
مجھے عشق نے بہرہ ور بانو کے   نکالا ہی یکبارگی شہر سے
ہوئے مجھکو بارہ برس اِبتلک   پہ ابتک نہین دیکھی اُسکی جھلک
کہ شیدا ہی وہ تیرے ہی نام کی   نہین کچھ خبر اُسکو آرام کی
ترے ہی تئین دیکھکر خواب مین   ہمیشہ ہی رہتی تب و تاب مین
کہو آئے تم کسلئے ہو اِدھر   وہ تاج و نگین اپنا سب چھوڑ کر
مگر ہی اُسیکی تمھین بھی تلاش   تمھارے بھی دلپر ہی وہی خراش
جہاندار کو تب وہ مینا کی بات   پڑی یاد اور دلمین کی اپنے گھات
کہ بھید اپنا ہرگز نہ کیجے بیان   نہان کو نہ زنہار کیجے عیان

پس اک اور تمہید دل سے بنا　　بافسوس ہرمز سے کہنے لگا

کہ ہرمز میں کیا اپنی حالت کہوں　　جو گذری ہی مجھہ پر ملالت کہوں

مرا تخت اور تاج لوٹا گیا　　وہ سب سلطنت راج لوٹا گیا

میں پھرتا ہوں بے خانمانوں سا اب　　جگر تفتوں اور خستہ جانوں سا اب

مجھے عشق بازی سے کیا کام ہی　　خیال ایسا مجھہ جیسے کو خام ہی

مجھے عشق ہی تو ریاست سے ہی　　اُسی سلطنت اور امارت سے ہی

خدا پھر وہی دیوے تاج و سریر　　کہ ہوں گھر میں جا پھر سکونت پذیر

تھا ہرمز جو آگے سے نکلا ہوا　　یہہ باور ہوا اُسکو سر تا بپا

بہرحال سن گن کے یہہ ماجرا　　جہاندار شہ سے مرخص ہوا

گیا ہرمز یکطرف کو جس گھڑی　　جہاندار نے دشت کی راہ لی

لگا دلمیں باتیں وہ سب کرنے یاد　　سنی تھی جو ہرمز سے حسب مراد

لگا کہنے بارے ہی شکر خدا　　کہ مطلوب بھی کچھہ ہی طالب مرا

قضارا اسی میں کہیں روبرو　　نظر باغ آیا جہاندار کو

ہوا دیکھتے ہی خوش اُسکو کمال　　اُسیطرف کی راہ لی حال حال

کرے جسمیں تا وقفہ اک آدھہ روز　　ذرا ہووے تخفیف اندوہ و سوز

* شگفتہ خاطر شدن جہاندار شاہ بتاثیر ہوا سے باغ معشوق *

جب اُس باغ میں جاکے داخل ہوا　　شعف سا زرا دکو حاصل ہوا

ہر اک گل سے آئی محبت کی بو　　محبت کی بو اور الفت کی بو

چمن کے چمن آ مہکے دلکش تمام　　کرین بلبلاین آرزو کے کلام
شگوفو نماین ہر سو مہک عشق کی　　جو سبزے اُٹھو نہین لہک عشق کی
نسیم و صبا دل کی راحت فزا　　موافق طبیعت کے موج ہوا
درختو نکی ہر چھاون آرام دل　　ہم آرام دل اور ہم دام دل
جہا ندار یک بارگی دیکھ کر　　شگفتہ ہوا شکل گل برگ تر
وہ غمگین طبیعت کچھ آئی بحال　　مصیبت کے فی الجملہ بھولے خیال
مخاطب ہو پھر دلکو بے اختیار　　غزل یہہ سنانے لگا ایکبار

* غزل *

دلا اسقدر بے قراری نکر　　نکر دمبدم آہ و زاری نکر
ہو اتنا بے تاب اور بیحواس　　فغان درد سے بار ی بار ی نکر
شکیب و تحمل نہ دے ہاتھ سے　　بس اتنی بھی بے اختیاری نکر
کر یگا کبھی تو خدا کامیاب　　عبث ترک امیدواری نکر
نہ وحشتکی ترغیب دے بس مجھے　　میرے حق میں یون دوستداری نکر
نہین مجھہ میں تاب تا لم رہی　　مژہ سے لہو اور جاری نکر
* طپش تو ہی آگے ہی ماتم زدہ *
* مصیبت نئی اس پہ طاری نکر *

یہہ ابیات دلکو سنا کر تمام　　لگا کرنے طوطی سے یون پھر کلام
کہ آ ای مرے درد غم کی رفیق　　رفیق و شفیق و محبت طریق

تو ہی بیکسی بیچ مری یار ہی تو ہی ایک یار و فادار ہی
ذرا دل کتئین میرے مشغول کر جو بیٹھون کہیں غمکو تک بھولکر
کسطرح سے جی بہلتا نہین کچھ اس جی سے بس میرا چلتا نہین
نظر کر یہہ حالت جہاندار کی وہ طوطی محبت سے کہنے لگی
کہ سن ای جہاندار آشفتہ حال نلا پاس کے دلمین ہرگز خیال
نہ زنہار لا کچھ سراسیمگی نہ آنے دے بے تابی و بیخودی
سنبھال اپنے تئین جی کو مضبوط کر خدا پر رکھ اپنی ہمیشہ نظر
وہ ہی کارساز اور بندہ نواز اُسی سے بر آوے اُمید دراز
سبکو وہ محروم رکھتا نہین سدا یو نہین مغموم رکھتا نہین
بر آتی ہی عالم کی اُس سے اُمید وہی سب کرے ہی سیاہ و سفید
کئی داستان اسطرح کی مجھے ہی یاد اُنکو گر مین سناؤن تجھے
تو فی البحملہ ہو تجکو صبر و قرار تصور کرے اپنا پایان کار
جہاندار نے تب یہہ سنکر کہا کہ ای طائر زیرک باوفا
بلا سے سنا کوئی مجھے داستان کہ ہو شغل خاطر مرا اک زمان
فراموش ہو ن دل سے اندوہ و غم ذرا بیٹھین مشغول خاطر بہم
لگی کہنے طوطی یہہ تب داستان کہ سن ای جہاندار آشفتہ جان

* داستان ملک زادۂ شہر فتن *

سنا ہی کہیں کوئی شہر فتن زمان سلف بیچ تھا رشک چمن

ملک زادہ اُس شہر کا تھا حسین نہایت ہی مطبوع اور مہ جبین

ہمیشہ کیا کرتا ماہی شکار رہا کرتا دریا میں لیل و نہار

ہوا اتفاق اسطرح ایکروز کہ دریا میں وہ ماہ عالم فروز

اُسی سیر میں اپنے مشغول تھا کہ ایکبارہی اس میں کیا دیکھتا

کہ اک کشتی مطبوع آئی نظر زری بادلے میں مڑھی سر بسر

درخشندہ یکسر جواہر کا کام مرصع مذہب مکلف تمام

ولے کوئی نہ ملاح اُس میں عیان یوہیں خود بخود آپہیں ہی روان

ملک زادہ حیران ہوا دیکھکر کہ یہہ کیا طلسمات ہی جلوہ گر

اسیہ بن ہوا اور گیا آشکار کہ پردہ ہوا سے اُٹھا ایکبار

نظر اُسمین محبوب اک پڑ گئی نگہہ اسکی اُسکی بہم لڑ گئی

وہ پردہ بدستور پھر گر پڑا چھلاوا سا یکدم میں جاتا رہا

نہ کشتی رہی اور نہ وہ نازنین چلی گئی یکایک کہیں کی کہیں

ہوا شاہزادہ نہایت ملول لگا مانے سر منہہ پہ لے خاک دھول

ہمیشہ جو کرتا تھا ماہی شکار شکار آپ ہی ہو گیا ایکبار

گرا ہو کے بیہوش یکبارگی طبیعت پر آئی اک آوارگی

تڑپھنے لگا جان دینے لگا ہوا درد و اندوہ کا مبتلا

ہوئی اسمین یاروںکو اُسکے خبر چلے آئے وحشت زدہ سر بسر

اُٹھالے گئے گھر میں اُسکے تئین ہر اک اس الم سے تھا اندوہ گین

لگے پوچھنے اُس سے کچھ دل کی بات — کہ یکبار کیا تجھ پہ ہوئی واردات
وہ زنہار کچھ منھہ سے کہتا نہ تھا — یونہیں صاحب سکتہ سا تھا پڑا
وزیر پدر کا تھا اُسکے پسر — جو طفلی سے تھا اُسکا جان و جگر
کہیں کانوں اُسکے پہنچی یہہ بات — کہ ہی شاہزادیکی یون واردات
وہ سنتے ہی بے تاب آیا چلا — سرشک محبت بہاتا ہوا
لگا کہنے بالین پر آن کر — کہ ای شاہ جم جاہ والا گہر
بتا کچھ تو اپنے مجھے دل کی بات — مین آخر ہون کھیلا ہوا تیرے ساتھ
لڑکپن سے باہم جدائی نہین — جدائی کی کوئی بات آئی نہین
زیادہ جلا مت مری جان و دل — نکر درد و غم سے مجھے مضمحل
سنا شاہزادے نے جب یہہ کلام — کہی اُس سے روداد اپنی تمام
ارادے کی اپنے اُسے دی خبر — کہ یون تجھکو مرکوز ہی سربسر
کہا اُسنے بہتر ہی مین ساتھ ہون — تجھے ہاتھ سے کسطرح اپنے دون
بہم دونون ہو یکدل و یک زبان — وہانسے ہوئے سوے دریا روان
نکل کر گئے شہر سے دور جب — بسوز درون و بدرد و تعب
ہوا پھر یہہ سنجوگ آکر عیان — کہ دیکھین ہین اِک شخص آیا دوان
کیا آن کر پاس شہ کو سلام — کہا شہ نے بتلا ترا کیا ہی نام
کہا اُسنے کیا نام اپنا کہون — قدیمی مین ملاح سرکار ہون
ہون آگاہ مین اپنے فن کا تمام — مجھے یاد ہین سارے دریا کے کام

خصوصاً ہو جیدھر کو کشتی گئی نشان و سراغ اُسکے پاؤں سبھی
پیاس نمک اب ترا ہوں رفیق بجالاؤں تا بندگی کا طریق
ملک زادہ سنکر اِسے خوش ہوا عنایت سے ہمراہ اُسکو لیا
چلا جب وہاں سے کئی اِک قدم تو دیکھا پھر اِک پیر فرخندہ دم
بدستور اُسنے بھی مجرا کیا ادا کی بہت حمد و شکر و ثنا
کہاں میں ہوں نجار سرکار کا ہوں آگہہ سب اِس فن کے اطوار کا
بناؤں وہ کرسی کہ اِک آنمیں اُڑے لیکے ہر سو بیابان میں
جدھر کا ارادہ کرو اور خیال وہ لیجائے دم میں ہوا کے مثال
رفاقت پہ میں بھی ہوں ثابت قدم رہوں اِس غم و درد میں تا بہم
ہوا شہ رفاقت سے اُسکی بھی خوش ارادت سے اُسکی نہایت ہی خوش
غرض چاروں ہمدرد آپسمیں ہو لگے کرنے طے راہ مقصود کو
یکایک ہوا اِسمیں پھر کیا عیان کہ آیا نظر راہ میں ناگہان
کہ بیٹھا ہی یکطرف کو پیر مرد بدن پر تمامی ملے خاک و گرد
کئی استخوان روبرو گاڑ کے ہی بیٹھا ہوا پاس اپنے لئے
ہوا دیکھہ کر شاہزادہ کھڑا کہ دیکھیں یہہ اور آگے کرتا ہی کیا
نکال اِسمیں ابریق سے اُسنے آب پھر اُن استخوانوں پہ چھڑکا شتاب
وہیں جی اُٹھی گاے اِک آنمیں لگی چرنے چگنے بیابان میں
نہایت تعجب ہوا شاہ کو گیا بھول سب منزل و راہ کو

لگا دل میں کہنے وہ فرخندہ پی — کہ بیشک و بے ریب یہہ خضر ہی
جو مردے کتین یون ہی دیتا جلاے — وگرنہ کسی سے یہہ کسطرح آسے
اثر ہی یہہ سب آب حیوان کا — اعادہ اُسی سے یہہ ہو جان کا
کہا پھر اُسے شہ نے ای پیر مرد — عجب تو تو ہی کوئی عالم مین فرد
بتا خضر ہی یا تو الیاس ہی — جو ایسی کرامت ترے پاس ہی
کہا پیر نے مین ہون مرد غریب — خضر ہو سکون مین کہان یہہ نصیب
کئی قطرے پانی کے ہین میرے پاس — وہی رکھتے ہین زندگی کے اساس
کرامت مری بس وہی ہی تمام — کہان مجھہ مین ورنہ کرامت کا نام
ہی آبادی اک اس جگہہ سے قریب — زن پیر ہی عابدہ وہان عجیب
پھر یکدخت بھی اُسکی ہی نیکذات — نہایت ہی سنجیدہ اُسکی صفات
وہ دونون اسی گاے کے شیر سے — بسر کرتے ہین سال و مہ زیستکے
کیا شیر نے ضایع اُسکے تئین — وہ غمسے ہوئین دونون اندوہگین
کیا مینے راہ خدا پر یہہ کام — رہے قوت تا اُنکو حاصل مدام
وہ پانی جو چاہو تو حاضر کرون — جو ہمراہ بھی لو تو ہمرہ چلون
کہا شہ نے ای پیر نیکو نہاد — یہہ جو تو ہی کہتا ہی میری مراد
مصیبت مین تو گر مرا ہو رفیق — تو بہتر ہی اور اس سے کیا ای شفیق
ہوا شاہ کے ساتھہ وہ نیکذات — چلے پانچون ملکر بہم ایک سات

* رسیدن ملکزادہ در صحراے دیو ہاہال نام وکشتن او را *

کئی منزلین جب کہ طی ہو چکین ‌ ‌ بحال خراب و بحال حزین
تو میدان اک آیا نظر لق و دق ‌ ‌ جسے دیکھ ہو سینہ یکبار شق
نہ کوئی آدمی ہی نہ حیوان ہی ‌ ‌ عجب طرح کی جاے سنسان ہی
پڑتی ریت اُڑتی ہی چار و نطرف ‌ ‌ جسے دیکھکر ہون دل و جان تلف
زمین گرم موج ہوا اُسکی گرم ‌ ‌ مس و آہن اُسمین ہون اکبار نرم
کھلا موت کا گویا بازار ہی ‌ ‌ عزازیل جسمین خریدار ہی
رفیقون نے شہزادے سے تب کہا ‌ ‌ کہ یہہ کیسا آیا مکان بلا
کہا ہمیر نے ای شہ نیک بخت ‌ ‌ یہان دیو ہی ایک بد ذات سخت
کہ یک عالم اُسنے کیا ہی خراب ‌ ‌ بھلا ہی قدم یہان سے اُٹھے شتاب
ہوئین ویران سب اطرافکی بستیان ‌ ‌ نہین آدمی زاد کا یہان نشان
نظر کیجئے جتنی کو سون تلک ‌ ‌ نہین ہین پرندون چرندون تلک
بچا اُسکے چنگال سے کوئی نہین ‌ ‌ وہ ہی کر گیا لقمہ سب کے تئین
مہابت صلابت کہون اُسکی کیا ‌ ‌ بیان سے بھی اندازے ہی سوا
قوی شکل ہی اور ہیولی ہی نام ‌ ‌ اذیت ہی عالم کی ہی اُسکا کام
سر اُسکا ہی جون گنبذ آسمان ‌ ‌ پھر آگے کرون شکل کیا مین بیان
کہ ہی خرس اور خوک کو جیسے ننگ ‌ ‌ ہین خط اُسکے چہرے پہ ہفتاد رنگ
دہن جیسے آتش بھرا ہو تنور ‌ ‌ ہی آواز ہو جیسی آواز صور
غضب سے وہ جب شور کرنے پہ آئے ‌ ‌ زمین لرزے اور آسمان کانپ جاے

کہا شاہزادے نے اُس پیر کو	کہ کچھ تو کرو ایسی تدبیر کو
کہ جس مین یہہ موذی سے عالم بچے	ہر یک جانور اور آدم بچے
کہا پیر نے ای شہ کام جو	سنی اسطرح مینے اُسکی ہی خو
کہ چالیس دن تک وہ خانہ خراب	رہا کرتا ہی متصل مست خواب
اُس ایام مین گر کوئی اُسکے پاس	کسیطرح سے جاوے اور بے ہراس
سونگھا دے شتاب ایک زنبور کو	نفس مین جسے کھینچے وہ زشت خو
تو وہ بھین جلا جاے وہ ناک مین	وہ مل جاے بس دم کے دم خاک مین
وہین دم مین اُسکی نکل جاے جان	ہی تدبیر بس ایک یہہ ہی ندان
یہہ سنکر کہا شاہ نے ای وزیر	ہو عقلان و درایت مین تم بے نظیر
بجا لاؤ جاکر تمھین اب یہہ کام	بھلا ہی رہے اک تمھارا بھی نام
بجا لاکے آداب اُسدم وزیر	چلا مستعد ہو کے مانند تیر
گیا اور اُسی طرح لایا بجا	وہ موذی کو بھیجا بہ تحت السرا
گیا پھر سلام آن کر شاہ کو	بیان کی سب اُس مرنے کی گفتگو
شہنشاہ سنکر بہت خوش ہوا	کہا شکر سفاک عالم موا
چلا پھر رفیقون کو لے پیشتر	کرے سیر تا وہ مکان سر بسر
جو پہنچا تو قصر ایک دیکھا بلند	لگے وہم کی بھی نہ جسپر کمند
نہایت ہی شاہانہ تعمیر ہی	طلائی کہچی سب کی تحریر ہی
عقیق اور یاقوت کا سب ہی کام	مرصع ہی جو دیکھا سنگ رخام

درون مین تکلف کے پردے بندھے پہ مدت کے بوسیدہ ہین ہور سے
نشان سب ہین دولت سرا کے عیان نہین آدمی کا مگر اک نشان
تحیر سے ہر یک طرف بادشاہ بافسوس کرتا پھرا تھا نگاہ
کہ اتنے مین اکبار اک نازنین ہو خجالت زدہ جس سے تصویر چین
کسی در سے فی الفور آئی نکل لگی کہنے حسرت سے ہاتھوں کو مل
کہ ای نوجوان کون ہی تو بتا ترا کس طرح یہان گذارا ہوا
جو یون بید ھڑک آن پہنچا یہان نہین دلمین کیا تیرے کچھ خوف جان
یہ مسکن ہی اک دیو بدذات کا محل ہی تمامی بلیات کا
خدا یہان کسیکو نلاوے کبھی کسیکو نہ یہہ جا دکھاوے کبھی
ہوا مجھکو فکر اب تری جان کا کہ کیونکر نکالے گا جیتا خدا
کہا شہ نے تو اپنی کہہ واردات تری اصل مین کیا ہی ذات و صفات
تو انسان ہی یا پری جان ہی تری ہوتی یہان کیونکہ گذران ہی
لگی روکے تب کہنے وہ نازنین کہ مین کیا کہون اپنا حال غمین
مرے باپ کا تھا یہان تخت و تاج ریاست اُسی کی اُسیکا تھا راج
اِسی دیو نے سب یہہ ویران کیا قلمرو کو یکسر بیابان کیا
فقط ایک باقی رکھا ہی مجھے سو اِس بند مین لا کیا ہی مجھے
کہا شہ نے لے خوش ہو پالی مراد کہ ہون مار آیا مین وہ دیوزاد
چل اب ساتھ میرے یہان سے نکل کہ باقی رہا اب نہ مطلق خلل

وہ سنتے ہی خوش ہو یہہ فی الفور بات ۔ نکل کر چلی شاہ کے ساتھہ سات
ہوئین جبکہ طی کتنی شام و سحر ۔ تو یک شہر مطبوع آیا نظر
صفائی عمارات کی سو بسو ۔ دوکانین جھلکتین ہوئین کو بکو
لبالب بھرین مال و اموال سے ۔ جواہر سے کم خواب سے شال سے
ولے کوئی اُس مین نہ انسان ہی ۔ نہ انسان ہی اور نہ حیوان ہی
ملک زادے کو بس تعجب ہوا ۔ پھر اور اُسمین آگے ہی کیا دیکھتا
کہ ناگہ حویلی اِک آئی نظر ۔ لگی کرنے ماتم وہ رشک قمر
کہا شہ نے ماتم کا یہان کیا سبب ۔ جو دیکھہ اِسکو شیون تو کرتی ہی اب
کہا اُسنے رو کر کہ ای بادشاہ ۔ یہان تھا پدر میرا با عز و جاہ
محل تھا اُسیکا یہہ عشرت سرا ۔ جو ہوکا مقام اِس طرح ہو گیا
کسی وقت مین تھا یہہ باغ بہار ۔ مجھے یاد آئی وہ لیل و نہار
پھر اور اِک مکان مین ہوا جو گذر ۔ تو اعجوبہ اور اُس سے آیا نظر
کہ مردہ سا اِکطرف دالان مین ۔ ہی کوئی لباس شہیدان مین
وہ گلرو نے پھر اُسپہ ماتم کیا ۔ گریبان کیا چاک اور غم کیا
کہا شاہ نے کر اِسے بھی بیان ۔ کہ ہی کون مردہ پڑا یہہ جوان
کہا نازنین نے کہ ای شہریار ۔ یہی میرا شوہر ہی رنگین عذار
اِسیکی ازل سے مین ناموس ہون ۔ جواب اِسکے جینے سے مایوس ہون
منوچہر ہی نام اِس شاہ کا ۔ کہ مظلوم ہی ظلم ناگاہ کا

قیا سا ہی معلوم ہوتا مجھے　　کہ ہی آج کل ہی یہین مارا اُسے

نہ تھا پاس از بسکہ اُسکے کوئی　　اکیلی رہی لاش اُسکی پڑی

نہ گور و کفن بھی کسی نے دیا　　ہی جیسے کا تیسا یہہ وہین پڑا

یہہ احوال معلوم کر بادشاہ　　لگا کرنے افسوس سے آہ آہ

پھر اُس پیر سے شاہ نے تب کہا　　کہ اب کچھ کرو کام راہ خدا

اُسی آب حیوانکے قطرے کئی　　چھڑک اُسپہ دو پاوے تا زندگی

بجا لایا سنکر وہ پیر زمان　　منو پھر کھول آنکھہ اُٹھا ناگہان

لگا کہنے کیون نازنین کس لئے　　جگایا مجھے یک بیک نیند سے

کہا نازنین نے کہ بس ای حبیب　　ہو دشمن کو نیند اِسطرحکی نصیب

حقیقت جو تھی پھر وہ سب کی بیان　　منو پھر تب سنکے ہو شادمان

گرا پاؤن پر شاہ کے ایکبار　　لگا عجز سے کہنے رو زار زار

کہ ہون آج سے شاہ کا مین غلام　　رہا میری گردن پہ احسان مدام

کہا پھر پری رو نے بھی شہریار　　یہہ بندی تری یون ہی امیدوار

کہ یک چند مجھہ پر عنایت کرو　　مرے غم کدہ مین اِقامت کرو

کہ تا خدمتین کچھہ لا بجاؤن مین　　کنیزی کے آداب دکھلاؤن مین

اور اپنی بھی روداد کیجے بیان　　کہ آنکلے تم کسطرح سے یہان

ہی کس چیز کی آپ کو جستجو　　بھلا مین بھی ڈھونڈھون اُسے سوبسو

کہا شاہ نے تب کہ ای نازنین　　جو کچھ مدعا ہی مرے دل نشین

سراغ اُسکا کس طرح تو پا سکے کہان لا کے تو مجھکو دکھلا سکے

نہو مطلقا جسکا نام و نشان بھلا اب اُسے کیا کروں میں بیان

غرض جبکہ تکرار پیہم ہوا تو لاچار رشتہ نے کہا ماجرا

دیا تب پری رو نے سنکر جواب کہ اتنا بھی تم مت کرو اضطراب

خدا پر رکھو دھیان صبح و مسا کہ ہی وہی ہر یک کا حاجت روا

یہہ کہکر بلا لی پھر یک پیرزن کہ ہر طور کا جسکو تھا یاد فن

لے آوے فلک پرسے تارونکو توڑ ہزارون کرے آہنین توڑ جوڑ

کہی اُسکو تنہا بتہا سب یہہ بات ہوئی تھی جو کچھ شاہ پر واردات

پتے جسقدر تھے سنے شاہ سے مفصل وہ سمجھا کے اُسکو کہے

سنی پیرزن نے حکایت تمام کہا خوب ہی مین کرونگی یہہ کام

یہہ کہکر پری رو سے رخصت ہوئی نگر در نگر کھوج لیتی چلی

پس از چند مدت ہوا ایکبار کسی شہر مین جا کے اُسکا گذار

ہوا اُسکو معلوم وہان اسقدر کہ شہزادی یک یہان ہی رشک قمر

ہی نت سیر دریا پہ اُسکا مزاج کسی کا نہو گرم ایسا مزاج

ہی کشتی کی کرتی سواری سدا ہی پانی مین پھرتی صباح و مسا

زبس مہر سے ہی لبالب تمام ہوا اسلیئے مہر بانو ہی نام

یہہ معلوم کر پیرزن نے صفات کہا دلمین اپنے کہ ہی وہی بات

ہزارون کیئے شکر پروردگار کہ بارے ہوئی کچھ تو امید وار

کی پھولوں کی اُس شہر میں پھر دوکان ‏ ‏ بنانے لگی ہار گھر سے وہان
ملی مہر بانو کی مالن سے جا ‏ ‏ محبت کا ربط اُس سے پیدا کیا
کہا بعد چند اُسے ای بہن ‏ ‏ مجھے بھی ہی کچھ یاد مالن کا فن
کہے تو تو ہمراہ میں بھی چلون ‏ ‏ کئی نذر میں ہار دیکر ملون
کیا بار سے ہر طرح اُسنے قبول ‏ ‏ گئی ساتھ لے اُسکے اقسام پھول
جو ہیں مہر بانو کا دیکھا جمال ‏ ‏ لگی وہیں کہنے کہ یاذوالجلال
ہی دنیا میں بھی ایسی صنعت تری ‏ ‏ یہہ صنعت تری اور یہہ قدرت تری
غرض جو کہ لیگئی تھی گذران کر ‏ ‏ ہوئی رخصت اور گھر میں پھر آنکر
دوکان کے تئیں وہیں تختہ کیا ‏ ‏ شتابی سے ایدھر کا رستہ لیا
پس از چند مدت کے آکر ملی ‏ ‏ پریرو سے روداد ساری کہی
ملکزادے کے تئیں بھی دی تہنیت ‏ ‏ کہ خوش ہو بس اب جیہیں غم کلفت
خدا نے ٹھکانا ملایا مجھے ‏ ‏ پھر اُسکو بھی آنکھوں دکھایا مجھے
کہوں کیا نہ اوسان میرے رہے ‏ ‏ کہے جو تو ہی حق بجانب ترے
سنا شاہ نے جبکہ یہہ ماجرا ‏ ‏ کیا سجدۂ شکر اور خوش ہوا
کہ بارے ملا یار کا کچھ نشان ‏ ‏ تن مردہ میں آئی فی الفور جان
پھر آگے ہوا کیا پس از چند روز ‏ ‏ کہ یکروز وہ شاہ عالم فروز
گیا صید ماہی کتئیں صبحگاہ ‏ ‏ لب آب با درد واندوہ و آہ
کہ بیٹھا طرف پھینکا جو پانی میں شست ‏ ‏ تو مچھلی نے کی اُسمیں یکبار جست

شہنشاہ نے خوش ہو کر آسے   پھر اگھر کئیں وو ہیں یکبار سے
کہا آکے باورچیونکو شتاب   کہ کر لاو جلد ایسے اِسکے کباب
شکم جبکہ مچھلی کا چیرا گیا   تو پازیب اُسمیں سے یک بے بہا
مرصع جواہر کی نکلی تمام   کہ تھا لعل ویاقوت کا اُسپہ کام
شہنشاہ کو لا دکھایا اُسے   تحیر میں سب دیکھ کر رہ گئے
تڑپنے لگا شاہ مچھلی نمط   نہو تا تھا غم دل سے ہرگز غلط
کہ اِتنے میں اُس پیرزن کو بلا   دکھائی وہ پازیب اور یہہ کہا
کہ ماما بتا کیا یہہ اسرار ہی   مرا جان و دل اِسّے افگار ہی
کہا پیرزن نے کہ اے شہریار   یہہ جاے خوشی ہی نکر اضطرار
خدا نے تیرے دل کا مقصد دیا   یقین ہی کہ سب کام میرا کیا
یہہ پازیب ہی مدعا کی دلیل   چل اب کو چکر یہانسے مت کر تو ڈھیل
کہ شاید ملے اِسکا ہایان کہیں   میسر ہو دیدار جانان کہیں

* کوچ کردن ملک زادہ فتن از شہر بودباش *

* ورسیدن بدیار مہربانو ہمراہ پیرزن *

کیا کوچ اُس شہر سے شاہ نے   کہ بخشا سراغ ایسا اللہ نے
ہوئی پھر وہی پیرزن شہ کے ساتھ   پھر آگے سنو کیا ہوئی واردات
کہ لائی اُسی شہر میں شاہ کو   جہان دیکھ کر گئی تھی اُس ماہ کو
کسی باغ میں جا اُتارا اُسے   تسلی کا دیکر سہارا اُسے

گئی شہر میں اپنی دوکان پر | جہاں آگے رہتی تھی شام و سحر
بنی وو ہی مالن پھر اگلی طرح | لگی بیچنے پھول وو ہی طرح
ملاقات پھر اپنی مالن سے کی | نئے سر سے پھر گرم کی دوستی
بنا ایکدن کتنے پھولوں کے ہار | مقیش و زری کے لگا اُسمیں تار
کہا اُس نے اے مادر حق شناس | مجھے پھر لیجا مہر بانو کے پاس
کہ پھر تیری دولت سے دیکھوں اُسے | کئی ہار پھر نذر میں دوں اُسے
کہا اُسنے سنتی ہی میری بہن | کہوں تجھسے کیا میں وہاں کا سخن
کئی دن سے ہی شاہزادی غمین | گئی تھی وہ دریا نہانے کہیں
عجب طرح کی بات کچھ ہو گئی | کہ پازیب اُسکی وہاں گر پڑی
وہ اُسکے لئے کب سے مغموم ہی | مجھے اُسکی تشویش معلوم ہی
اگر کتنے دن تو توقف کرے | تو لیجاؤں میں ساتھ اپنے تجھے
یہہ سنتے ہی بس پیرزن ایکبار | ہوئی خورم و شاد جوں نو بہار
چلی آئی فی الفور پھر شاہ پاس | کہا اے شہنشاہ میں تیری آس
یہہ پازیب ہی تیرے ہی یار کی | اُسی نازنین و طرحدار کی
ولے اب سنو آگے تم مجھسے بات | کہ لیکر بس اپنے رفیقوں کو سات
یہاں سے رہو جاکے تک دور تر | جہاں غیر کا ہو نہ ہرگز گذر
پھر اپنے اُسی پیر سے یہہ کہو | کہ لیکر اُسی آب حیوان کو
ملے جاپدر سے وہ دلدار کے | کہے پھر یہہ حرف اُسے اسرار کے

کہ بھیجا خضر نے ہی مجھکو یہان — ترے پاس ای شہریار زمان

بفرط عنایات و لطف دلی — کیا ہی یہہ ساتھ اُسکے پیغام بھی

کہ از بس خدا کا ہی تجھ پر کرم — عطا اُسکی تجھ پر جو ہی دم بدم

سو عقد اب تری دخت دلخواہ کا — ہی اک نوجوان ساتھ باندھا گیا

وہ پازیب اُسکو عنایت ہوئی — جو دریا مین تھی پاؤن سے گر پڑی

اگر تیرے پاس آئے وہ نوجوان — تو دیکھ اُسکو تو دل مین ہو شادمان

پھر اپنی وہ دختر اُسے بیاہ دے — جو سب تیرے مقصود اللہ دے

نشانی بھی دی ہی یہہ آب حیات — کہ تا دکھو تیرے یقین سب ہو بات

شہنشہ یہہ سن پیر زن کا بیان — اُٹھا دفعۃً خورم و شادمان

رفیقون کو اپنے لئے ساتھ سات — اور اُس پیر کو بھی جو تھا نیکذات

گیا دور اُس باغ سے جا مقام — پھر اُس پیر سے سب کہا وہ کلام

وہ پیر خرد مند روشن قیاس — گیا والد مہربانو کے پاس

جو سمجھایا تھا اُسکو سنایا تمام — ادا کر چکا جب کہ یکسر پیام

کہا باپ نے مہربانو کے تب — کہ قسمت پر اپنی ہی مجھکو عجب

کہان ایسے بخت اور طالع مرے — جو خضر ایسا پیغام مجھسے کرے

تب اُس پیر نے آبحیوان نکال — رکھا روبرو شاہ کے حال حال

کہا ہو نہ باور ای شاہ زمان — تو حاضر ہی کر لیجئے امتحان

شہنشہ نے مچھلی منگائی کوئی — جو تھی کب کی سوکھی ہوئی مر رہی

وہیں پیر نے اُسپہ یک قطرہ آب چھڑکا وہیں جی اُٹھی وہ شتاب
ہوئی اہل مجلس کو حیرت تمام ہوا خوش شہنشاہ عالی مقام
قدم پر گرا پیر کے وقت عقیدہ سے کرنے لگا یہہ سخن
تو بیشک ہی بھیجا ہوا خضر کا بس اب کچھ نہ شک مجھکو باقی رہا
کہا پیر نے بس مین رخصت ہوا زیادہ نہین مجھکو رہنا بھلا
فقیرون کو دنیا سے کیا کام ہی کہ دنیا کا دار فنا نام ہی
یہہ کہہ کر مرخص ہوا بس شتاب یہان آن پہنچا بصد اضطراب
کہا آکے یہہ ماجرا شاہ کو کہ پاتے ہو تم اپنی اب ماہ کو
کئی دن کے پیچھے شہنشاہ تب گیا شہر مین پھر بعیش و طرب
آ مسی باغ مین پھر کیا جا مقام جہان رہ چکا تھا کئی صبح و شام
کیا شہ سے پیغام پھر ایک بار کہ آیا فقیر کا ہون مین شہر یار
مجھے خواب مین ہی بشارت ہوئی بشارت ہوئی یہہ اشارت ہوئی
کہ جا سیر کو صبح دریا کنار تو ہی مچھلی اِک ہو گی تیری شکار
تو اُسکے شکم کے تئین چیر کر نکال ایک پازیب لعل و گہر
فلانا جو ہی شاہ عالی جناب دے لیجا کر اُسکے تئین بس شتاب
سو لیکر وہ پازیب آیا ہون یہان کہ تا سونپ دون یہہ امانت گران
کہو جسکو اُسکے حوالے کرون شتاب اپنے پھر شہر کی راہ لون
یہہ پیغام سنکر کہا شاہ نے ستم واقف رمز آگاہ نے

کہ آگئے ہی مجھکو ہی اُسکی خبر   ہوں کب کا میں یہہ مین چکا سر بسر
یہان آکے پہنچا تھا اِک مرد پیر   جو شان کرامت مین تھا بے نظیر
چلا تا تھا مردے کو عیسی نمط   تھا اعجاز اُسکا مسیحا نمط
سکندر نہ پایا جو آب حیات   سو رکھتا تھا وہ پیر مرد اپنے سات
خضر نے وہ بھیجا تھا اپنا نشان   یہہ پیغام ہی کر گیا وہ بیان
اُسی روز سے مجھکو منظور ہی   اُسی روز سے میرے مخطور ہی
کہ فرزندی اپنی مین تمکو لون   یہہ تاج ونگاین سب تمھین سونپ دون
شتابی نہ کیجے بس اب اِسقدر   اقامت ہی چند سے تمھین خوبتر
ملک زادہ سن شہ کے پیغام کو   کہا دلکو خوش ہو دل کام جو
تو ملتا ہی اب اپنے مطلوب سے   وہ مطلوب سے اور محبوب سے
پدر مہر بانو کا پھر ایک بار   محل مین گیا اپنے خوش بے شمار
لگا چرچے شادی کے کرنے بیان   سب اہل محل ہو گیے شادمان
پھر اُسکی خبر سنکے مالن کے پاس   گئی پیر زن بھی وہ روشن قیاس
کہا اُس سے مالن نے کیدھر تھی تو   کہ تیری مجھے کب سے تھی جستجو
چل اب شاہزادی کتین ہی خوشی   ملی اُس سے جو تو اُسکی مشتاق تھی
گئی ساتھ مالن کے ہو پیر زن   پھر آنکھو نسے دیکھی وہ رشک چمن
رکھے سامھنے نذر پھولونکے ہار   تصدق ہو لی جی سے بے اختیار
ہو خوش مہر بانو یہہ کہنے لگی   کہ ماما تو اب تک تھی کیدھر رہی

بھلی صورت اپنی دکھاتی ہی تو ۔ کہ سو سو برس بعد آتی ہی تو
کہا پیرزن نے میں صدقے گئی ۔ ہی سیرانی میرا یہہ کم بخت جی
کبھی یان کبھی وان ہون پھرتی پرتی ۔ کہ کٹ جائے دو روز کی زندگی
ہی، آیا ترے باغ مین اک جوان ۔ سجیلا چھبیلا پراز عز و شان
وجاہت مین یوسف کے مانند ہی ۔ صباحت مین مہ سے بھی وہ چند ہی
جہان ایک آمد ہی دیدار کو ۔ کہ دیکھین تک اُس ماہ رخسار کو
سو مین بھی اُسے دیکھنے تھی گئی ۔ اسی واسطے دیر مجھکو ہوئی
یہہ سن شاہزادی گئی مسکرا ۔ کئے نیچے آنکھین بشرم و حیا
سمجھہ گئی کہ وہی خریدار ہی ۔ وہی جان و دل و وہی دلدار ہی
غرض پیرزن اُسے رخصت ہوئی ۔ پھر آشاہ سے سب حقیقت کہی
کہ لے آج بھی تیری دلہن کتین ۔ سمن کے تئین نسترن کے تئین
بخوبی ملی جاکے ہوئی ہم کلام ۔ سنائی تری بھی وجاہت تمام
تبسم جو اُسنے کچھہ اُسپر کیا ۔ مزا اُس تبسم کا مینے لیا
بس اب خوش ہو کر شکر پروردگار ۔ کہ فصل خزان گئی اب آئی بہار
ملک زادہ سنکر ہوا شاد شاد ۔ کہ دی حق تعالی نے بارے مراد

مجلس عروسی و دامادی ملک زادہ فتن و مہربانو

سنو آگے تم اب اُدھر کا بیان ۔ پدر مہربانو کا ہو شادمان
اہالی موالی سے اپنے کہا ۔ کہ نقارخانے مین دو حکم جا

کہ نوبت دھرین آج سے بیاہ کی کہ شادی ہی اُس غیرت ماہ کی
محل مین سبھی ہین گاینین جو تمام مچاوین بدھاؤنکی اب دھوم دھام
کرو شہر کو یکسر آئینہ بند کہ دے روشنی لطف جسّے دوچند
امیرونکو تورے بانٹین رنگ رنگ شتابی کرو بس نہووے درنگ
زری بادلے کے بچھین فرش سب تکلف کے خلعت ہون تیار اب
جواہر کے صندوقچے واکرو جو مطلوب ہی سب مہیا کرو
جب ارکان دولت یہہ لائے بجا اور اسباب سب کچھ مہیا ہوا
تو پہنچا ملک زادے کو پھر پیام کہ ای شاہ فرخندہ والا مقام
معین ہی اب ساعت سعد کال بس اب کل کرو روشن آکر محل
جلوس و تزک کا جو سامان تھا وہ سب کچھ اِدھر سے روانہ کیا
ملک زادہ بس وقت موعود پر رفیقون کتین اپنے سب جمع کر
براتی ہر اِک کو بخوبی بنا بنا آپ دولھا بناز و ادا
گیا دھوم سے اور بڑے اوج سے اُسی لاؤ لشکر اُسی فوج سے
اُٹھے بہر تعظیم امیر و وزیر گئے آگے لینے صغیر و کبیر
لگی تھی جہان مسند زرنگار بٹھایا وہان لاکے با اقتدار
لگین ناچنے اُٹھ کے انداز سے طوایف جو تھین سحر ہین ناز سے
گھڑی چار باقی رہی جبکہ رات تو صیغہ کو پڑھ مہر بانو کے سات
گئے خوجے لیکر محل مین شتاب وہانکی کہون آگے کیا آب و تاب

بہ صد عظمت مسند پہ رکھا قدم　　ہوا برطرف دل سے اندوہ و غم

چھپی ہوئی بلائیں کہیں لیتی ساس　　کہیں سمدھنیں پھر رہیں آس پاس

کسی طرف کو گاؤنوں کا ہجوم　　کسی طرف تو نے ساونیکی دھوم

دلہن کو بٹھایا جو پھر لاکے پاس　　عجب طرح کی مہکی اُسوقت باس

کہ صدقے ہوا سپہر سے سو بوئے گل　　کہاں گل نے پائی یہ بو باس کل

پھر اس میں جو شربت کا چرچا ہوا　　مزا اور ہی کچھ دوبالا ہوا

پڑے پھر گلو میں جو پھولونکے ہار　　مبارک سلامت مچی ایک بار

گھڑی ایک دو جب رہی باقی رات　　تو رخصت کی پھر آن کر ٹھہری بات

اُٹھا گود میں اپنی دلہن کو تئیں　　ملک زادہ نکلا محل سے وہیں

بجاتا ہوا نوبتیں شان سے　　رہا پھر اسی باغ میں آن کے

جہیزوں کے سامان کو کیا کہوں　　کہاں تک کہانی کتیں طول دوں

ہر یک لعل تھا مملکت کا خراج　　جو لایا وہ زیبندۂ تخت و تاج

غرض بعد چوتھی کے پھر چند روز　　لگا کہنے وہ شاہ عالم فروز

کہ بہتر ہے اپنے پھروں شہر کو　　لئیے ایسی زیبندۂ دہر کو

پدر مہر بانو کا راضی ہوا　　بنا چار جوں توں مرخص کیا

* برجستن ہوشنگ از کمین گاہ *

* تدبیر و بدست آوردن مہر بانو را *

اب آگے ہے اس نقل کا یوں بیان　　بیان اسطرح ہے رکھے داستان

کہ شہزادہ تھا کوئی ہوشنگ نام — جو تھا مہر بانو کا عاشق تمام
تھا وصلت کا اُسکی وہ امیدوار — اِس امید میں تھا وہ لیل و نہار
خبر سنتے ہی اُسنے اِس بیاہ کی — بصد حسرت و درد یک آہ کی
بلا پیرزن ایک فطرت بھری — کہ تھی یاد جسکو صد افسونگری
کہا اُسکو گر تیری تدبیر سے — اگر مہر بانو مجھے اب ملے
تو بندوں کا بندہ رہوں گا ترا — سدا زر خریدہ رہوں گا ترا
کرونگا نہایت ہی تجھسے سلوک — کر اب کچھ تو تدبیر ہرگز نہ چوک
کہا اُسنے واری نہ کر فکر تو — ملا دونگی تجھسے میں وہ ماہ رو
یہ کہتے ہی بس اُسطرف کو گئی — جدھر مہر بانو نے تھی راہ لی
جدھر خیمہ تھا اور وہ اُتری برات — وہاں جا یہ پہنچی رذیل الصفات
در خیمہ پر جا کے رونے لگی — نہ رونے لگی جان کھونے لگی
کہاں میں دوا مہر بانو کی ہوں — چلی وہ اکیلی میں کیونکر رہوں
مری گود میں تھی وہ برسوں پلی — لڑکپن سے مجھسے ہلی اور ملی
جدائی نہیں اُسکی مجھکو قبول — فراق اُسکا مجھکو رکھیگا ملول
خبر سب نے کی مہر بانو کو جا — کہ در پر کھڑی ہی تمھاری دوا
یہ کچھ حال اپنا وہ ہی کر رہی — کہ حالت پر اُسکے ہمیں روتے تھی
ہوئی مہر بانو کو حیرت تمام — کہا جاکے پوچھو ہی کیا اُسکا نام
پھر تب ہی کہا آکے دو رو برو — میں کر لونگی سب آپ ہی گفتگو

جو ہیں روبرو اُسکے سے آے سب ۔۔۔ تو فورا یہہ کی رقت اُسنے غضب
کہ سب بھول گئے پوچھنا نام کا ۔۔۔ نہ ہرگز خیال اُسکا مطلق رہا
کہا مہر بانو نے دل میں یہی ۔۔۔ کہ بچپن کی ہوگی دوا کوئی مری
بجز پالنے کے یہہ اُلفت ہو کب ۔۔۔ کہاں غیر کو ہو یہہ تاب و تعب
غرض اہل خدمت میں شامل ہوئی ۔۔۔ ہر یک طور سے رہنے سہنے لگی
سنو کیا قضا آگے کرتی ہی کام ۔۔۔ کہ منزل میں یکدو ہوئے وہاں مقام
ملک زادہ نکلا برائے شکار ۔۔۔ وہیں ہو یہہ بدبخت آگاہ کار
خبر بھیجی ہوشنگ کو دفعتن ۔۔۔ کہ بس آشتابی ای شاہ زمن
وگر تو ڈھیل کچھ اس میں لاویگا تو ۔۔۔ تو مقصود اپنا نپاوے گا تو
وہ آگے ہی جو تھا لگا گھات میں ۔۔۔ بدل مستعد تھا اسی بات میں
وہیں ایک کشتی پہ ہوکر سوار ۔۔۔ شتابی سے حاضر ہوا ایکبار
یہہ سنتے ہی عیار فطرت بھری ۔۔۔ خوزادی سے جا اپنی کہنے لگی
کہ واری ملک زادہ نے راہ سے ۔۔۔ بہت پیار سے اور بہت چاہ سے
بلایا ہی تمکو بسیر شکار ۔۔۔ کہ تاتک تم بھی صحرا کی دیکھو بہار
ہی خیمہ لب آب و کشتی لگی ۔۔۔ سواری کی خاطر جو ہی بھیج دی
ہوا مہر بانو کے دل میں یقین ۔۔۔ کہ شاید بلایا ہو سچ میرے تئیں
یہہ سنکر جو در پر گئی ایکبار ۔۔۔ کیا وہیں ہوشنگ نے پھر سوار
اُڑی دفعتہ کشتی پھر اسطرح ۔۔۔ کہ تخت سلیمان اُڑے جسطرح

ہوئے سیدیاتر دون کوس طے جس گھڑی — تو ہوشنگ نے پھر حقیقت کہی
کہ یون تیرا بچپن سے شیدا تھا مین — ترا نام لے لے کے جیتا تھا مین
طلب گار وصلت تھا تیرا سدا — اِسی امید پر ہی تھا جیتا سدا
کہ تو ایکدن مجھکو ہو گی نصیب — پر اب جو لگا رہنے مین سے بے نصیب
سوا سوا سطے مین یہہ تدبیر کی — یہ صد شکر الفت نے تاثیر کی
کہ دی حق تعالی نے میری مراد — ملے اسطرح کب کسی کی مراد
ہوئی مہر بانو کو حیرت تمام — کہ یہہ کیا قضا نے کیا اپنا کام
ولیکن تھی ازبس نہایت ذی شعور — صلاحا کہا اُس سے یون بالضرور
کہ مجھکو بھی تھی تیری ہی جستجو — ترے وصال ہی کی تھی بس آرزو
ترا نام سن سن کے بیتاب تھی — شب و روز مانند سیماب تھی
ولے مارے شرم و حیا کے ذرا — نکہہ سکتی تھی آپ مین برملا
بحمد اللہ بارے خدا نے مجھے — بہر طور اب تو دکھایا تجھے
پس اسدم کی مین نے جو مانی تھی نیاز — کہ دن ایسا پہنچا ہے جب کارساز
تو چالیس دن تک عبادت کرون — عبادت کرون اور طاعت کرون
نہ حجرے سے باہر نکالون قدم — نہ بیٹھون ترے پاس ہو کر بہم
یہہ سب کچھ ادا کر چکون جسگھڑی — تو پھر آگے جو ہوے مرضی تری
کہا شاہ ہوشنگ نے خوب ہی — مجھے تیری خوشنودی مطلوب ہی
یہہ چالیس دن بھی گذر جائینگے — مزا پھر تو ہر طرح ہم پائینگے

یہہ کہہ کر گیا ایک صحرا حدا   لگی رہنے وہان مہر بانو سدا

آگاہ شدن ملک زادہ از ین بلای ناگہانی

و رسانیدن خود را بعبادت گاہ مہر بانو

سنو اب ملک زادیکی واردات   کہ آکر سنی جب یہہ خیمے مین بات
ہوا دفعتہ بے قرار و ملول   لگا ملنے منہہ کے اُپر خاک دھول
کیا ناصبوری سے اپنا یہہ حال   کہ مرنے کا گذرا سہونکو خیال
رفیقون نے تب بیٹھہ کر عرض کی   کہ اتنی بھی لازم نہین بیخودی
ذرا کیجیئے ضبط اپنے تئین   مصیبت پڑی ہی نہ کہیکے تئین
و لے عقل و تدبیر سے سارے کام   پھر آخر کتین پاتے ہین انصرام
پھر آخر یہی مشورت سب نے کی   کہ جلد اسے کرکے تعاقب سبھی
ہو جس طور سے لاوین اُس ماہ کو   تری ویسے ہی مطلوب دلخواہ کو
غرض ایک کشتی پہ سب ہو سوار   ہوئے عازم ملک آن نابکار
مگر اس گھڑی سبکو حیرت یہہ تھی   کہ کس طرف کو ہی وہ کشتی گئی
تو اُسدم بلا اپنے ملاح کو   ملک زادہ بولا کہ ای نیک خو
یہی آج دن ہی ترے کام کا   کرے فکر تا تو اِس انجام کا
کہا اُسنے بس حکم کی دیر تھی   بھلا مجھسے کب دیر ہوا ب ذری
یہہ کہہ اور وہین جالب آب پر   ہر اِک موج کی شکل کر کر نظر
بتایا کہ اِیدھر ہی کشتی گئی   اور اُسکو گئے اِتنی مدت ہوئی

ملک زادہ نے لی تب اُودھر کی راہ — بہ جان غمی و بحال تباہ
پھر آخر کتین جاکے پہنچا وہان — عبادت ہین تھی مہر بانو جہان
لگا پوچھنے سکی ہینگی یہہ جا — یہہ کسکا محل سکی دولت سرا
نگہبان کرنے لگے تب بیان — کہ یہہ مہر بانو کا ہیگا مکان
ملی ہی جو کچھ دلکی اُسکے مراد — سو کرتی ہی وہ یاد رب العباد
ہی چلے مین بیٹھی گئی روز سے — نہین نکلی باہر اُسی روز سے
سنا جب یہہ کچھ شاہ نے ایکبار — تو دل مین کیا شکر پروردگار
کہ بارے یہان تک تولایا خدا — وہی دے گا باقی ہی جو مدعا
ہوئی مہر بانو کے تئین بھی خبر — کہ آئے ہین کتنے مسافر ادھر
جہان گرد و سیاح سے ہین تمام — فقیرانہ ہین کاٹتے صبح و شام
سمجھ گئی کہ عیار ہی یہہ وہی — جگہہ مین نے جسکے لئے ہی یہہ لی
بلا پھر شہنشاہ بحار کو — رفاقت مین تھا جو کہ مدتسے وو
کہا تو دکھا آج اپنا ہنر — کہا اُسنے حاضر ہون مین حکم پر
کیا اُسنے تیار تخت روان — اُسی اپنی صنعت کا باعظم شان
کہا شاہ نے پھر رفیقو نسے تب — کہ گزرے ہے آج کی گذرے شب
تو کل مہر بانو کو لے کر چلون — شتابی سے اپنے وطن کو پھرون
قصار او ہی خاتمہ کی تھی رات — کہ منہہ پر تھی ہوشنگ کے یہی بات
کہ کل مہر بانو سے پاؤ نگا وصال — بس اب جاچکا سب مرا ہجر و فصال

غرض جب ہوئی شب بادشاہزادہ تب رفیقون کتئین جمع کرا پنے سب
ہوا تخت پر آکے اپنے سوار یکایک کیا جا محل مین گذار
بٹھا مہر با نو کتئین اپنے ساتھ اور اُس پیرزن کو بھی لے ناتھون ہاتھ
چلا وا سا اوج ہوا پر اُڑا ہر اہل زمین کو دکھائی دیا
ہوئی جب کہ ہوشنگ کو یہہ خبر گئے ہوش اور گم کئے پاؤ سر
کہا جو کید اروں کو مارین تفنگ شتابی کرین مت کرین بس درنگ
ہزارون لگاین گولیان چلنے جب سر پیرزن کا تکر شہ نے تب
زمین پر دیا پھینک یکبارگی نگاہ اُسپہ ہوشنگ کی جو پڑی
یقین تب ہوا دلمین اُسکے تمام کہ تھا سب ملکزادہ ہی کا یہہ کام
غرض جب یہہ مقصود اور مدعا ملک زادہ کے تین خدا نے دیا
وطن کی شتابی سے پھر راہ لی کہین راہ مین ڈھیل مطلق نکی
ہوا جا قدموس ماباپ کے مصایب جوگذرے تھے یکسر کہے
ملی روشنی اُنکی آنکھونکے تئین غم ودرد بھولے کہین وہین
نئے سر سے عشرت ہوئی شہر مین ہراک سو بشاشت ہوئی شہر مین
رفیقون کتئین بخشے لعل وگہر غریبون فقیرون کتئین مال وزر
وہی لاؤ لشکر وہی سلطنت وہی عظم شان اور وہی تمکنت
ملی جسطرح سے اُنھونکی مراد کرے حق یونہین سبکو مسرور وشاد

* داستان شاہزادۂ بہرام وزہرۂ دختر وزیر *

سنو اور دلچسپ اک داستان	عجیب و غریب و ملیح البیان
کہ بنگالہ مین کوئی تھا پادشاہ	نہایت ہی باثروت و عز و جاہ
خدا نے جو فرزند اسکو دیا	تو نام اسکا بہرام اسنے رکھا
نہایت حسین اور صاحب جمال	وجاہت کے عالم مین تھا بے مثال
پھر اس سلطنت کا جو تھا اک وزیر	ہوئی اسکے بھی دختر بے نظیر
رکھا زہرہ اسنے بھی دختر کا نام	کہ تھی برج خوبی کی ماہ تمام
جب ایام دونونکے مکتب کے آے	تو بس ایکجا گھر ہی پڑھنے بٹھاے
لگے قاعدے لیکے پڑھنے بہم	جدائی نہ دونون مین تھی کوئی دم
محبت لگی بڑھتی جاتی سدا	تعشق کا ہوتا چلا مرتبا
پھر ایسا ہی جب آپہنچے لڑکپے دن	کہ بارہ برسکے ہوے ان کے سن
تو باہم ہوئین اور ہی خواہشین	دلونکی ہوئین اور فرمایشین
لگین چشمکین چلنے انداز کی	لگے بولیان بولنے ناز کی
نچھوڑا نہ اک آن باہم رہے	جدائی نہ مطلق کسی دم رہے
ہوا سب کو معلوم آخر یہی	کہ باہم ہی معشوقی و عاشقی
ہوئی جب کہ ماباپ کو یہہ خبر	تو قدغن کی روسے کہا شور کر
کہ زہرہ نہ مکتب مین آیا کرے	محل مین ہی آ تو پڑھا یا کرے
ہوا ناگہانی جو ترک وصال	تو دونو طرف زندگی ہوئی محال
ہر اک جان کو اپنی کھویا کرے	سبق کے بہانے سے رویا کرے

پڑا اچھا نکہنے تا کہنے سے جو کام
لگا اسکا چرچا بھی ہونے تمام

ہر اک وقت بہرام کے باپ سے
یہی ذکر سب لوگ کرنے لگے

کہ شہزادہ مجنون ہی ہوتا چلا
نہین ہوش ہین مطلق اپنے رہا

خلایق ملامت ہی کرتی اُسے
رعیت شماتت ہی کرتی اُسے

پدر سنکے بہرام کا ہو خفا
لگا کہنے اب اسکا رہنا بھی کیا

نہین چاہتا ہون مین ایسا خلف
جو یون ننگ اپنا کرے ہر طرف

لگا لو بس اب شہر باہر کرو
جدھر جی ہو اُسکا چلا جاے وو

ہوئی جب کہ بہرام کو یہہ خبر
کہ اب یون مصیبت پڑی آنکر

تو دائی سے اپنی یہہ رو رو کہا
کہ ہر طرح اب پاس زہرہ کے جا

مرا آخری دے یہہ اُسکو پیام
کہ یہہ کچھ قضا نے کیا میرا کام

اگر میری یار موافق ہی تو
مری دوستی بیچ صادق ہی تو

تو آ ہر طرح میری ساتھی ہو اب
مصیبت کے دنکی سنگھاتی ہو اب

نہین تو بس اب تجھسے رخصت ہوا
سدا تیرا حافظ ہو جانان خدا

خدا جانئے زندگی کیا دکھاے
کدھر اب یہہ تقدیر مجھکو لیجاے

دیا جب یہہ دائی نے جاکر پیام
تو زہرہ کو ہوئی اضطرابی تمام

لگی کہنے بہرام سے جا کہو
کہ ای میرے شیدائی پاکیزہ رو

رفاقت نہ تیری ہی کرونگی مین
تو پھر ہور ہونگی یہان کسکی مین

مجھے آپ منظور تھا یہہ تمام
ہوا خوب جو تونے بھیجا پیام

بس اب ایک گھوڑا مرے واسطے چھپا کر سر شام سے بھیج دے
کہ تا اُسپہ ہر طرح سے ہو سوار کسیطرح تجھسے ملوں ایک بار
سنا جب یہہ بہرام شہ نے جواب تو دل کا مٹا اُسکے کچھ اضطراب
اُسی وقت موعود کو دیکھ کے دیا بھیج گھوڑا اِدھر اِکطور سے
ہوئی دو پہر رات جب منقضی تو زہرہ پلنگ پر سے اپنے اُٹھی
سنگار اپنا یک لخت نوچا تمام کیا بھیس مردانہ اپنا تمام
جواہر کے دس بیس لیکر رقم چلی گھر کے باہر اُٹھاتی قدم
ہوئی آکے گھوڑے پہ جلدی سوار ملی جا کے بہرام سے ایکبار
لگے رونے دونوں لپٹ کر گلے یہہ روئے یہہ روئے کہ نالے چلے
تھما جب کہ ہر ایک کا اشک تر تو دکھ سکھ لگے پوچھنے ہم دگر
لگا کہنے بہرام زہرہ کے تئین کہ زہرہ تو کیا ہو گئی منحنین
کہا اُسنے تو مجھسے بھی ہی نحیف نہین مین ہی کچھ ناتوان و ضعیف
مرے غم نے جیسا کیا تیرا حال ترے غم نے ویسا کیا میرا حال
غرض کرکے باتین یہہ اُلفت بھری پھر اِکطرف کی دونون نے راہ لی
چلے تین دن تک شب و روز جب تو غالب ہوئی خستگی اور تعب
پھر آکر ہوئے وارد اِک ایسی جا کہ راحت بھری تھی جہانکی فضا
ہوا سرد و آب روان اِکطرف گیاہ اِکطرف گلستان اِکطرف
کہا تب یہہ زہرہ نے بہرام سے کہ گر دم کے دم تو مجھے حکم دے

تو سو کر کرون دور تک خستگی | نہایت ہی اب نیند آتی چلی
یہہ کہکر بس اتری زمین پر شتاب | وہین اکطرف ہو گئی مست خواب
لگا پھر نے بہرام چارون طرف | سپر اور تیر و کمان لے بکف
کہ ایسا نہو کوئی آجاے یہان | عیان جسپہ ہووے یہہ راز نہان
ولے اب قضا کا سنو آگے کام | کہ سنتے ہی جسکو ہو حیرت تمام
وہ بہرام شہ جو ادھر اور ادھر | حفاظت پر آکر تا تھا سر بسر
سو اوجھل ہوا اُس جگہہ سے کہین | کھلی آنکھہ زہرہ کی فور او ہین
جو دیکھے تو بہرام شہ کا نشان | نہین اُس جگہہ وہ پرتی ہی جہان
ہراسان ہوئی دل مین یکبار گی | کہ آئی یہہ کیا سر پہ لاچار گی
پھرتی دفعتہ اُتھہ کے گھوڑے اوپر | لگی ڈھونڈھنے اُسکو ادھر اُدھر
کسیطرف بھی جب نپایا اُسے | تو بولی کہ ہی ہی گنوایا اُسے
یونہین روتے روتے گئی کوس تک | بھٹکتی تھی جاتی کہ پھر یکبیک
ہوئی آفت تازہ اور اک عجیب | غریب و عجیب و عجیب و غریب
کہ دیکھے تو گھوڑے پہ ہی یکسوار | کسی طرف جاتا ہی بے اختیار
سمجھہ کر اُسے اپنا بہرام تب | چلی اُسکے پیچھے بصد تاب و تب
قریب اُسکے اکبار گی جون گئی | تو شکل اُسکی اُسکے نظر سب پرتی
محقق ہوا ہی کوئی اور شخص | کہ نا محرمون سا ہی بیٹھا وہ شخص
لیا ہاتھہ مین پھر تو تیر و کمان | نشانہ کیا دم مین اُسکو وہان

ہوا تیر جب اُسکے سینے سے پار ۔ گرا وہ جوان زین سے ایک بار

کیا سجدۂ شکر اُسنے ادا ۔ کہ بارے بچی مین بفضل خدا

ولیکن پریشان پھری سات دن ۔ کہ زحمت رہی کھینچتی رات دن

ملا روز ہشتم پھر اک شہر اُسے ۔ ہوئی خوش پھر اُس شہر پاس آنکے

لگی پھرنے اِیدھر اُدھر سو بسو ۔ لگی کرنے گم گشتہ کی جستجو

کہ شاید کہین سے نکل آئے وہ ۔ مین پاؤن اُسے اور مجھے پائے وہ

ولیکن نہ حاصل ہوئی وہان بھی آس ۔ ہوئی زندگانی سے اپنی اُداس

کہ تقدیر نے اور اک ماجرا ۔ جگر سوز اُسکے مقابل کیا

کہ اُس شہر کا شاہزادہ کوئی ۔ جو تھا سیر کرتا بیابان کی

پڑا ڈھونڈھتا ہر طرف تھا شکار ۔ نظر پڑ گئی اُسکو یہہ ایک بار

دوانا ہوا دیکھتے ہی اُسے ۔ لگا کہنے فی الفور پاس آن کے

کہ آئے کہان سے کہان جاؤگے ۔ کرم اپنا مجھہ پر بھی فرماؤگے

کہو نام اپنا بتاؤ وطن ۔ کرو کچھہ محبت کے مجھسے سخن

یہہ سمجھی کہ آفت پڑی تازہ اور ۔ ہمین کچھہ اور ہی اِسکی آنکھونکے طور

لگی کہنے اپنا کہون حال کیا ۔ غریب الوطن ہون کسی ملک کا

ہون مدت سے کرتا تجارت کا کام ۔ خرد مند مشہور ہی میرا نام

مین نکلا تھا گھر سے برائے شکار ۔ سو بھٹکا ہوا آ پڑا اِسدیار

کہا شاہزادے نے ای نوجوان ۔ ذرا چلکے میرا بھی دیکھو مکان

کئی دن کرو دور وہان ماندگی — کہ ہو دور تا راہ کی خستگی
رکھو میری آنکھون پر اپنے قدم — کہ بیٹھین ذرا ملکے خوش ہو بہم
تصور کیا دل مین زہرہ نے تب — کہ تکرار اِس سے نہین خوب اب
یہہ مالک ہی اِس ملک کا مین غریب — مبادا دکھاوے مجھے کچھ نصیب
کہا چاہیئے حاضر ہون جیدھر چلو — خوشی جسمین مرضی مبارک کی ہو
مکان بیچ شہزادہ لایا اُسے — تکلف سب اپنا دکھایا اُسے
وے تھا دوانا ز بس ہو رہا — پہنچتے ہی دائی سے اپنی کہا
کہ دائی مین کیا اپنی حالت کہون — نہین صبر بھی تا کہ چپکا رہون
جوان اِس طرح کا ملا ہی مجھے — کہ مفتون جسنے کیا ہی مجھے
بظاہر تو عالم ہی سب مرد کا — پہ باطن مین شاید کہ ہووے نسا
عجب کیا چھپے ہووین پگڑی مین بال — سو آتا ہی میرے یہہ جی مین خیال
کہ شب کے تئین ساتھ اپنے سلاؤن — جو قسمت مین ہووے تو لذت اُٹھاؤن
کہا سنکے دائی نے ای شہریار — ارادہ نکرنا یہہ تم زینہار
نہین ہونگے بدنام تم سربسر — بڑے گی یہہ شہرت نگر در نگر
گر ایسا ہی دل ہی دوانا ہوا — تو پہلے اُسے آزمانا ہوا
کرو کچھ تو بعد امتحان کے کرو — نہ بے امتحان اُسکے ہمخواب ہو
بہت نوجوان ایسے ہین سادہ رو — کہ ظاہر زنانے ہین وہ موبمو
پہ باطن مین دیکھو تو ہین شیر مرد — کہ مردی و مردانگی مین ہین فرد

بس اِسوا سطی امتحان ہی ضرور — جو تجویز کر گئے ہین اہل شعور

کہا شاہ زادے نے تب سن یہی — بھلا آزمایش ہی پہلے سہی

خرد مند سے پھر کئی ارتباط — بڑھا نے لگا جوشش و اِختلاط

کہا آؤ پھر پیا کرین عیش کا — لوازم مہیا کرین عیش کا

خوشی مین گذارین بہم آج رات — تماشے مین کاٹین بہم آج رات

خواصین پرّ بن ہہین بہت نازنین — کہ ہی ایک سے ایک اعلیٰ حسین

کسی ساتھ ہم عیش و عشرت کرین — کسیکے تئین آپ خدمت مین لین

غنیمت ہی جو زندگی کا ہی دم — وگرنہ کہان تم کہان پھر ہین ہم

خرد مند سنکر یہہ فی الفور بات — وہین دلمین سمجھا کہ یون ہی یہہ گھات

لگا کہنے ای شاہ عالی مقام — ابھی مجھسے ہرگز نہو گا یہہ کام

کہ مدت سے نیت مین اِک بات کی — جہان کی ہی مین ترک لذات کی

نہ جبتک وہ پاؤن نہ لذت اُٹھاؤن — کسی عیش کے پاس ہرگز نہ جاؤن

سنا شاہزادے نے جب یہہ سخن — تو پھر اور تمہید کی دفعتن

کہ یون ہی تو دریا مین چلئے بھلا — تکلف اُٹھاوین وہان غسل کا

کرین اُچھالین پانی مین اِیدھر اُدھر — بہم چھینٹے لڑ لڑ کے ہون تر بتر

کوئی پیرے اور کوئی غوطہ لگائے — کوئی آب بازی کرے کوئی نہائے

دیا تب خرد مند نے پھر جواب — کہ ای شاہ شاہان عالی جناب

تعب راہ کا ہی مجھے اِسقدر — کہ ہون گا سراپا پسینے مین تر

مجھے غسل کرنا ہی حکمت سے دور — لرون تو خالی ہوے کچھ بالضرور
خدا جانے کیا سردی گرمی کرے — کہ برسون تلک نقص جسکا رہے
یہہ کہہ کر کہا یون بہن رخصت ہوا — کہ ہی عزم مجھکو بہت دور کا
کہا سنکے شہزادے نے پھر یہی — کہ ایسی بھی تعجیل ہی کیا پڑی
ابھی تو کئی دن کرم کیجئے — نہ داغ جدائی مجھے دیجئے
ہی یہہ بھی تمھاری ہی دولت سرا — پڑی تمکو ایسی بھی جلدی ہی کیا
خردمند تب دلمین سمجھا یہہ بات — کہ مشکل ہی اب اِس سے پانی نجات
رہا چار ناچار مجبور ہو — کہ جیسے رہے کوئی محصور ہو
گیا دن گذر اور جب آئی رات — تو پھر شاہزادے نے چھیڑی یہہ بات
کہ ہی یکطرف کو کوئی مرغزار — ہی انواع و اقسام کا وہان شکار
کئی شیر سنتا ہون اُسطرف ست — کہ ہر یکطرف کرتے پھرتے ہین جست
سو کل اُٹھتے ہی صبحدم ایکبار — اِرادہ ہی اُنکو کرون جا شکار
اگر تم بھی بہر تماشا چاہو — تو دل کو نہایت مرے خوش کرو
یہہ کہہ کر محل بیچ گیا بہر خواب — خردمند کو یہان ہوا اضطراب
ولیکن ز بس عقل بیچ تھا تمام — کیا دفعۃً ہوشیاری کا کام
کہ دو چار مفلس سپاہی کہ تھین — بصد جستجو کر کے پیدا وہین
طمع مال اور اشرفی کی دکھا — مقید ہو ہر ایک سے یہہ کہا
کہ جنگل جو ہی وہ فلانی طرف — کئی شیر ہین خلق کرتے تلف

شاباش انھین جاکے مار آؤ تم — دم و گوش کو کاٹ کر لاؤ تم
نشانی کو تا دیکھ انعام دون — نہین تو عوض اُسکے الزام دون
وہ گئے اور اُسیطرح لائے بجا — دم و گوش دیکر زر اپنا لیا
ہوئی جب سحر گھر سے تب شہریار — نکل کر لگا کہنے ہو اب سوار
خردمند نے تب دیا یہہ جواب — کہ خوب آپ نکلے ہین گھر سے شتاب
مین فارغ بھی کبکا ہوا اُنکو مار — بس اب تم ہی جاکر کرو وہ شکار
نشانی بھی چاہو تو تم دیکھ لو — کسیطرح کا کچھ اگر شبہہ ہو
ہوا سنکے شہزادہ حیرت زدہ — نہ حیرت زدہ بلکہ خجلت زدہ
گیا پھر خردمند کو لیکے ساتھ — وہین تھی ہوئی یہہ جہان واردات
جو دیکھے تو سچ مچ پڑے سب ہین شیر — نظر جاوے جیدھر ہین ڈھیر ونکے ڈھیر
خردمند سے تب خجل ہو کہا — کہ اللہ رے آپ کا حوصلا
کیا تمنے سچ مچ یہہ رستم کا کام — رہا آج سے یہان تمھارا ابھی نام
ہوا لازم اب جشن اِسکا کرون — کہ بزم شراب اُسمین ترتیب دون
ہر اِک اہل مجلس کو ہو سرخوشی — رہے کیفیت سے نہ خالی کوئی
تب ایسی خوشیکا ملے لطف خاص — جو ہر ایک پیدا کرے لطف خاص
یہہ کہہ کر بہ تعجیل گھر کو پھرا — تجرع کا سامان مہیا کیا
خردمند سمجھا اِسے بھی وہین — جو مقصد تھا اِس بزم سے اُسکا تئین
لگا کہنے تب اُس سے ای شہریار — یہہ میری بھی تھی آرزو بیشمار

کہ مدت ہوئی ہی نہین پی شراب — کسیطرحسے ہو جیئے بے حجاب
ولے بے حجابی کو ہی رات خوب — ہی آن چڑھکو وہی اوقات خوب
ہوا سنکے شہزادہ خوش اور اُسے — لگا کہنے اچھا شب ہی پر رسہ
ہوئی رات جون تب ہزار ان ہزار — چنی ساغر و شیشہ کی لا قطار
گزک چاہیئے جتنی اقسام کی — نکالے سے وہ بھی ہر اک سور کھی
پڑا آن کر دورہ جام مے — لگی بجنے قانون و مردنگ و نے
ہوئے اہل مجلس بہم بے حجاب — بہکنے لگے سب بحال خراب
یہہ سامان جسوقت آکر بندھا — خردمند نے شہ کو ساغر دیا
ہوا شاہ خوش اور اس بات سے — کہ بارے پھنسایا ہین اس گھات سے
وہین لے کے ساغر کتئین پی گیا — پھر یک جام اُسکے تئین بھی دیا
خردمند نے کر خردمندی تب — لڑھایا گریبان مین اپنے سب
اور آپ اتنی اُسکو پلائی شراب — کہ فوراً کیا اُسکو بے آب و تاب
نہ ہوش اُسکو نہ عقل باقی رہی — نہ تمییز صہبا و ساقی رہی
گرا ہو کے بے ہوش مسند اپر — رہی کچھ نہ ہرگز کسی کی خبر
بنا جبکہ مجلس کا یون آکے رنگ — تو اُٹھ کر خردمند پھر بیدرنگ
لیا تاج سر شہ کا پہلے اُتار — چھری کا بھی خط منہہ پہ کھینچ ایکبار
رفیقونکے بھی کاٹ کر ناک کان — سر و سینہ کر سب کا لوہو لہان
ہوا جلد گھوڑے پہ آکر سوار — لی فی الفور جنگل کی راہ ایکبار

ہوا جب بناہر جب اُس ملک کے تو مالن کا گھر اِک ملا پھر اُسے
کیا پھر آرام اُسنے وہان مقام لگا رہنے خوش باش وہان صبح و شام
یہان جو اُٹھا وہ شہ بے خبر تو ہشیار ہو چہرہ پر کی نظر
جو دیکھے تو گھرتا ہی لوہو لہان نہین سر پہ پھرتا جگا بھی نشان
جوانان مجلس بھی تکتے ہیں سب اور احوال پر اپنے روتے ہیں سب
لگا کہنے سچ مچ تھا پورا حریف نہین اب تلک دیکھا ایسا حریف
عبث مین کچھ اُسنے ارادے کئے کہ آخر کو لینے کے دینے پڑے
ہوا شہر مین بھی یہہ سب اشتہار کہ یہہ کچھ ہوا ماجرا آرو بکار
شہنشاہ کو سب نے نفرین کیا اور اُسکی حریفی کو تحسین کیا
سنو اب خردمند کی واردات کہ رہنے لگا جب وہ مالن کے سات
تو مالن نے ایکروز پوچھا اُسے کہ آئے کدھر سے کدھر جاؤگے
عجب تم تو ہو گوہر بے بہا کہ ہوگا نہ تم سا کوئی دوسرا
دیا کیا خدا نے ہی حسن و جمال کہ دیکھے پری بھی تو ہووے نڈھال
کیا تب خردمند نے یون بیان کہ پوچھے ہی کیا مادر مہربان
مرا باپ کرتا تھا سوداگری نصیبون نے میرے یہہ کی ابتری
کہ یکسر تباہ ہوگیا میرا حال یہہ کچھ آن کر اب ہوا میرا حال
کہ پھرتا ہون ہر سو بھٹکتا پڑا ابھی دیکھون قسمت مین کیا ہی لکھا
دیا تب یہہ مالن نے اُسکو جواب کہ واری تکھا دلہین کچھ پیچ و تاب

مصیبت ہی مردوں پہ پڑتی ہمیش مگر دکھتیں چاک و سینے کو ریش
خدا پھر بھی تجھ پر کریگا کرم نہیں ہی ضرور اسقدر کھانا غم
تو فرزند سے بھی ہی اعلی مجھے یہہ گھر میں نے اپنا دیا ہی تجھے
خوشی تیری جبتک ہو کر بود و باش نہ لا دل پہ ہرگز کچھ اپنے خراش
خردمند رہنے لگا پھر وہاں بسیرو ہو اُسکا وہی مکان
کہیں سے کیا جمع کچھ مال جب تو رستے پہ کر اپنی دوکان تب
لگا بیٹھکر بیچنے اپنا مال وے تھا یہی دل میں اُسکے خیال
کہ بہرام شاید کہیں آملے جو اس مال کا نفع سو وا ملے
زبس تھا طرحدار اور نیکذات ہوئی اُسکی صورتکی مشہور بات
وہاں کی جو تھی دختر شہریار حسین و طرحدار و عالی وقار
پری پیکر اُسکا تھا مشہور نام وجاہت کی تھی اُسکے شہرت تمام
ہوئی حسن کی اُسکے اُسکو خبر لگی رہنے بے تاب شام و سحر
نکھاوے نہ پیوے نہ سووے کبھی نہ یک آن خوشنود ہووے کبھی
بہایا کرے آنکھ سے نت لہو دوانی سی دیکھا کرے سو بسو
غرض ایکدن اپنی دائی سے جا یہہ درد نہانی سب اُسنے کہا
کہ سوداگر آیا ہی کوئی ادھر ہی خوبی کے عالم میں رشک قمر
ہوئی مجھکو بن دیکھے اُسکی طلب تعلق ہوا اُس سے بس دلکو اب
بھلا جاسکے تو بھی تو تک دیکھ آ اور احوال کو اُسکے آکر سنا

گئی سنکے دائی خردمند پاس — پھر یکبارگی دیکھہ ہوئی بدحواس
لگی دل مین کہنے کہ بس واقعی — جو کچھہ لوگ کہتے ہین سب ہی وہی
پھر آکر خوزادی سے اپنی کہا — کہ واری مین جلوہ کہون اُسکا کیا
نہ گل مین نزاکت ہی اُسطرح کی — نہ ہی شمع ہی مین وہ رخشندگی
خدا جانئے کیا طلسمات ہی — نہین عقل مین آتی کچھہ بات ہی
نہین شکل جادو کی تصویر ہی — کہ یون اُسکی آنکھون مین تاثیر ہی
پری پیکر اور اُسکا سنکر بیان — لگی رہنے بیخواب وخور ہر زمان
ہوئے کتنے یادن جو یون منقضی — خبر باپ کو جاکے دائی نے دی
ہوا باپ سنکر وہین بیقرار — بلایا وزیرون کتین ایکبار
کیا اُنسے اظہار راز نہان — نہان تھا جو کچھہ کردیا وہ بیان
خردمند کی بسکہ سب چال ڈھال — خلایق مین پکڑتی تھی شہرت کمال
کہ یون شخص اہل اور سنجیدہ ہی — ادب مہذب ہی فہمیدہ ہی
وزیرون نے سنکر دیا یہہ جواب — کہ ای شاہ فرخندہ مالک رقاب
نہایت ہی وہ شخص آداب دان — عجب کیا کہ ہو صاحب خاندان
اگر اُسسے نسبت ہو شہزادیکی — تو ہم خیرخواہونکی بھی ہی خوشی
قباحت نہین اِسمین مطلق ذرا — ہر اِکطرح یہہ کام ہی خوشنما
سنا شاہ نے جب یہہ اُنکا جواب — تو خوش ہوکے یکبارگی بس شتاب
خردمند کے تین یہہ بھیجا پیام — لکہا جاکے پیغام بر نے تمام

خردمند سنکر اِس ابلاغ کو ۔ رہا دل مین سخت اپنے حیران ہو

کہ اب کیا مین تدبیر اسکی کرون ۔ دلاسن ہو کے کسطرح دولھا بنون

دیا پھر یہہ پیغام بر کو جواب ۔ بصد عجز و آداب و صد آب و تاب

کہ حضرت سے جاکر کرو التماس ۔ مین بندہ ہون فدوی ہون احسانشناس

زہے میری عزت زہے مرتبت ۔ جو بخشی یہہ توقیر اور منزلت

غلام ہونگا ہون آپکے مین غلام ۔ دعا و ثنا مین رہون گا مدام

ولیکن جو نیت ہی میرے تئین ۔ مین ایسائے اسکے قابل نہین

نہ جبتک یہہ ہو ویگا مقصد حصول ۔ نہین خانہ داری مجھے کچھ قبول

دیا شہ نے پھر اُسکا سنکر جواب ۔ کہ جبتک ہو مقصد سے تم بہرہ یاب

زبانی ہی الفت مین رہنا مدام ۔ نہین فرض کچھ خانہ داری تمام

تمھین چھ مہینے کی مہلت مین دی ۔ ولیکن بہر طرح نسبت یہہ کی

ہوا تب تو لاچار سن یہہ بیان ۔ کہا اب خلاصی مجھے ہی کہان

شہنشاہ سنکر بہت خوش ہوا ۔ سر انجام شادی مہیا کیا

کیا منعقد دونون کو ہم دگر ۔ جدا رہتے تھے لیک شام و سحر

* وفات یافتن باوشاہ شہر و نشستن زہرہ *

* بر تخت و وارد شدن بہرام در آنجا *

سنو آگے اور اب بیان قضا ۔ کہ جب گذرے کتنے صباح و مسا

کیا انتقال اُس شہنشاہ نے ۔ تلاطم دیا فوت ناگاہ نے

پڑا شہر و لشکر میں ماتم تمام   خلایق کو تئیں غم ہوا صبح و شام
جہاں تک کہ ارکان دولت تھے سب   ہر اک کے تئیں تھا الم اور تعب
رہے یوں ہیں چہلم تلک سب بے خبر   پھر آخر کو بعد اسکے سب بیٹھکر
لگے کرنے گھر کا بہم انتظام   کہ تا سلطنت کا ہو جس سے قیام
وے تھانہ فرزند کوئی شاہ کا   کہ جس کے تئیں تخت پر دیں بٹھا
پس آخر کو سب نے یہی فکر کی   کہ ہی مثل فرزند داماد بھی
یہی ہی سزاوار تاج و نگین   اسی کے تئیں کیجئے جانشین
بٹھایا اسے لاکے بالائے تخت   ہوئے آپ آکر کھڑے پائے تخت
ہوئی دلہن زہرہ کے حسرت تمام   دعائیں تھی کرتی یہی صبح و شام
کہ یارب تو سب کچھ ہی آگاہ کار   ہی مجھہ پر کرم تو ترا بیشمار
وے کچھ کر اب اسطرح کا سبب   کہ آوے وہ بہرام عالی نسب
جو وارث ہو اس تاج اور تخت کا   یہہ مخصوص اسکے ہی قابل ہی جا
یہی رات دن تھی اسے آرزو   یہی صبح و شام اسکو تھی جستجو
سدا عدل و انصاف میں غرق تھی   مراد یں تھی برلاتی نت خلق کی
یہی تخت پر دن کو تھا اسکا کام   جو شب ہوتی تو روتی حق سے مدام
ہوا کتنے دن بعد کیا اتفاق   کہ بیٹھی بہہ روتی تھی اشک فراق
کوئی خانہ باغ اسکے تھا متصل   وہاں جاکے بہلایا کرتی تھی دل
درخت اسمیں چنپئے خوش قطع تھے   قفس اسمیں رہتے تھے ہر طرح کے

کسی مین کوئی بلبل خوش نوا / کسی مین کوئی طوطی نغمہ سرا
کسی مین تھی مینا فصاحت بھری / کسی مین کوئی قمری خاکستری
ہر اک اپنی اپنی صدا و نوا / تھے رکھتے نہایت ہی وہان دلکشا
گئی مشغلے کے لیئے اُنکے پاس / ولیکن کھڑی تھی نہایت اداس
پھر اکبارگی اسمین ہوتا ہی کیا / کہ زاغ ایک جانب سے پیدا ہوا
لگا بولنے بیٹھہ اک شاخ پر / بدستور اپنی طرح شور کر
اثر دل مین اسکے جو کچھہ ہو گیا / لگی کہنے ای طایر خوش نوا
کرون تجھہ پہ سو بلبلاون کو نثار / ہوئین طوطیان تجھہ پہ صدقے ہزار
اگر خوشخبر کچھہ مین تجھسے سنون / تو اطلس مین تیرے پرونکو مڑھون
مرصع کرون پاون کو بھی ترے / پلایا کرون دودھہ ہر دم تجھے
یہ باتین ہی تھی زاغ سے کر رہی / دوانی سی تھی یونہین بکتی کھڑی
کہ جوگی سا کوئی دیکھا اک روبرو / جو تکتا ہی حیرت زدہ سو بسو
گلے بیچ کنٹھا بڑھے سر کے بال / پڑی کاندھے پر یکطرف مرگ چھال
رنگے گیروے کپڑے وہ بھی پھٹے / سر و سینہ پر راکھہ یکسر ملے
نظر اسکی صورت پہ جون اسنے کی / تو یکبار چھاتی دھڑکنے لگی
اُچھلنے لگا خانۂ تن سے دل / عجب بیکلی سی ہوئی متصل
پھر اسمین نظر سے نظر جون ملی / تو حالت ہوئی اور دل کی بری
کہا اسنے کچھہ شبہہ سا دل مین لا / کہ ہی اسکی صورت تو کچھہ آشنا

اِسیماین جو اُسنے بھی پھر کی نگاہ | تو اِکبار گی ولیے لیںنچی اِک آہ
ہوئی اُسکی حالت بھی اِسکے مثال | کہ کچھ کچھ یو نہین دلمین لایا خیال
ہوئی زہرہ پھر مضطر و بے قرار | لگی پوچھنے اُس سے یون آشکار
کہ جوگی جی کید ھرسے تم آئے ہو | ذرا حال تو اپنا ہم سے کہو
کیا عرض تب اُسنے امی پادشاہ | بتھا میری کیا پوچھنے ہو گے آہ
اگر اپنی بیتی مین تمکو سناؤن | تو شاید زمین آسمانکو رولاؤن
مرے پاس لعل ایک تھا بے بہا | لڑکپن سے تھا میرے بازو بندھا
نہین لعل تھا بلکہ لالن تھی وہ | میری قوّت جان اور تن تھی وہ
رکھا اُسکا ماباپ نے زہرہ نام | اُسیکے تئین ڈھونڈھتا ہون مدام
سنی جب یہہ زہرہ نے نام و نشان | گئے آنکھہ سے وو نہین آنسو روان
اُٹھی تخت پر سے بیکبار گی | لپٹ کر شتابی گلے مل گئی
لگی پھر تو دونون کو ہچکی بہم | کہ رقت وہ تھمتی نتھی کوئی دم
پھر آخر بٹھایا اُسے تخت پر | مصیبت سنانے لگی سربسر
کہی جو کہ بیتی تھی اُسپر تمام | ہوئی بعد ازین خوشدل و شادکام
کیا جا محل مین سب اپنا سنگار | اُتارا وہ مردانہ بھیس ایکبار
پری پیکر اُسوقت حیران ہوئی | کہ یہہ کیسی قدرت نمایان ہوئی
لگی کہنے زہرہ پھر اُسکے تئین | کہ سنتی ہی امی گوہر ناز نین
دعا تجھہ دلہن کی ہوئی مستجاب | کہ دولھہ ترا آیا بارے شتاب

گر نہ ہین وو طفہ کہان ہوست کون کہ ہین بھی دلہن تجھسے ہی آپ ہون
محل بابیچ پھر لائی بہرام کو دکھایا کہ لے اِس دلارام کو
یہہ تیرے لئے تھی امانت رکھی سو شاکر خدا تیرے قسمت ہوئی
خوشی ہوئی نہایت ہی بہرام کو کہ پایا اِک اور ایسی گلفام کو
پری پیار اِس چاہ کو دیکھ کر ہوئی دل ہین محظوظ پھر سربسر
لگی کہنے بہرام سے بے حجاب کہ زہرہ بھی دلہن بنے اب شتاب
توحق اُسکا ہی کچھ نہین اِسمین ضرر حقیقت ہین سب اُسکے ہاین حق بطر
ہوئی پھر توزہرہ کی شادیکی دھوم عمل ہین سب آیا وہ رسم ورسوم
لگے رہنے تینون خوشی تاکے سات کہ دن عید اور رات تھی شب برات
محبت تھی دو دلہنون ہین بہم جدائی نہ ہتی کبھی ایک دم
سدا عیش و عشرت تھا بہرام کو مزے لے لے ہر صبح و ہر شام کو
ادا کرتا شکر خدا دم بدم کہ یون دور جسنے کیا فکر و غم
ہوا خاتمہ اُن کا جیسا بھلا ہمارا تمھارا ہو ویسا بھلا

* داستان حسن سوداگر وگوہر نام دختر یار سا *

حسن نام سوداگرون مین کوئی کرے تھا کہین ہند ہین تاجری
ولیکن تھا رنگین اور یار باش تماشون کی ہر صبح رکھتا تلاش
خصوصاً پہی جستجوئے شکار پھرا کرتا صحرا ہین لیل و نہار
کسی دن گیا جو بیابان ہین ملا آہو اِک اُسکو میدان ہین

چلا اُسکے پیچھے بجہد تمام　　کہ جون تون کرے تا کہین اُسکا کام
وہ آہو ہوا غایب اکبارگی　　ادھر اُسنے بھی راہ جنگل کی لی
کیا اُسنے جنگل کتین جبکہ طی　　تو کیا دیکھتا ہی کہ اک باغ ہی
نہایت ہی شاداب اور دلکشا　　چمن کے چمن اُسکے راحت فزا
گل و غنچہ ہین کھل رہے رنگ رنگ　　تماشائی ہو دیکھ کر جسکو دنگ
جدھر دیکھو رنگین عمارات ہی　　کہے تو کہ باغ طلسمات ہی
پھر اکطرف کو کیا ہی آتا نظر　　کہ ہی بارگاہ اک خس کا بس جلوہ گر
ہی بیٹھی ہوئی اُسمین کوئی ماہ رو　　حسین و طرحدار و ژولیدہ مو
وہ آہو جو اُسکے تئین تھا ملا　　سو ہی روبرو اُسکے یکسو بندھا
اور اک پیرزن سی کوئی مخنین　　ہی اُس ماہ رو پاس بیٹھی وہین
حسن کے تئین دیکھ وہ ماہ رو　　چھپی اُٹھ کے پردے مین جا ایکسو
یہ بیہوش ہو کر گرا ایکبار　　رہا یکسر مو نہ صبر و قرار
لگی پیرزن کہنے اُسکے تئین　　کہ کیون کسلئے ہو گیا تو غمین
ابھی تو کھڑا تھا ابھی گر پڑا　　ابھی تھا بخود پھر یہہ بیخود ہوا
سو کہو ماجرا کیا جہت کیا سبب　　بیان کچھ تو وجہ اسکی کر مجھسے اب
حسن نے کہا کیا کہون اپنا حال　　ہوئی زندگانی مجھے اب وبال
اِس آہو نین کے تئین دیکھ کر　　ہوا میرا احوال یون سر بسر
کسیطرح اِس سے ملا دے مجھے　　دعا دونگا دونون جہان مین تجھے

وگرنہ بچیگی نہین میری جان ‏ مروگا اِسی باغ مین مین ندان
کہا پیرزن نے کہ وحشی ہی تو ‏ پھر ایسا زبان پر نہ لانا کبھو
اُٹھادے یہہ اُسکی طرفسے خیال ‏ یہہ دشوار ہی اور امر محال
پدر اُسکا زاہد ہی مان پارسا ‏ عبادت مین خود بھی ہی رہتی سدا
معرا ہی ایسے خیالات سے ‏ مبرا ہی دنیا کی سب بات سے
زبان پر نہین اُسکے جز یاد حق ‏ سدا نام حق کا ہی پڑھتی سبق
تو جیدھر سے آیا چلا جا اُدھر ‏ عبث غم ندے آپکو اِسقدر
حسن سنکے یہہ پیرزن کا بیان ‏ لگا پھر اُسے کہنے سن میری جان
اگر تیری دولت سے مقصد مین پاؤن ‏ تو تا زندگی حق نہ تیرا بھلاؤن
غلام ون کا تیرا رہون مین غلام ‏ دعا تجکو کرتا رہون صبح و شام
جب اِصرار یہان تک حسن نے کیا ‏ تو اُس پیرزن نے پھر اِتنا کہا
کہ تدبیر ہون اِک بتاتی تجھے ‏ براہ خدا مین سکھاتی تجھے
کہ اِس باغ مین تو بچھا جانماز ‏ عبادت کیا کر بسوز و گداز
وظیفے دعائین پڑھا کر ہمیش ‏ تلاوت مین بیٹھا رہا کر ہمیش
اِسیطرح سے جب کئی صبح و شام ‏ ترا طاعت و زہد مین نکلے نام
پھر آگے اگر اُسکے تو باپ سے ‏ بعجز و سماجت یہہ خواہش کرے
تو شاید وہ کر بیٹھے نسبت قبول ‏ نہین اِس سوا اور مشکل حصول
حسن سنکے یہہ پیرزن کا بیان ‏ عبادت کرنے لگا ہر زمان

نا تھی غیر اوراد و صوم و صلات   شب و روز مین اور کچھ اُسکو بات

جبین پر بھی سجدونکے گھٹتے پڑے   وظیفون مین نت ہونٹھہ ہلنے لگے

تغیر کیا کچھ کا کچھ یک بیک   بنا زاہد و متقی یہان تلک

کہ مسواک و تسبیح و شانہ سوا   کچھ اور اُسکا اسباب زینت نہ تھا

مقدس بنا جبکہ اِس طرح سے   تو اُس ماہرو کا پدر دیکھ کے

لگا کرنے تعریف اُسکی تمام   ہر اِک لحظہ ہر آن ہر صبح و شام

پھر اِک دن کیا پیرزن سے سوال   کہ یہہ کون ہی مرد صاحب کمال

کہا اُسنے کیا اُسکی حالت کہون   بیان اُسکی کیا حسن طینت کرون

کہ ہوگا نہ ایسا کوئی نیک ذات   نجیب و شریف اور مقدس صفات

بجز ذکر حق کچھ نہین اُسکا کام   تلاوت مین ہی غرق ہر صبح و شام

اگر اُس سے لڑکی یہہ منسوب ہو   تو نسبت نہایت ہی یہہ خوب ہو

کہ جیسا یہہ لڑکی کا گوہر ہی نام   حسن بھی در بے بہا ہی تمام

بھلا ہی جو گوہر سے گوہر ملے   کہ دولھہ دلہن دونون ہون ایکسے

پدر نے یہہ سن پیرزن کا جواب   کہا واقعی ہی براہ صواب

مجھے بھی یہی اِس سے منظور تھا   یہی میری خاطر مین مقصود تھا

کہا پیرزن نے کہ کہئے تو جاؤن   اب اُسکو بھی یہہ بات جا کر سناؤن

پدر نے کہا جا کیا مین قبول   کسیطرح طی ہووے شرع رسول

پس آئی حسن پاس وہ پیرزن   لگی کہنے لے ہو مبارک حسن

مبارک ہو تیرے تئین وصل یار　　بس اب تیرے دل کو ہی ملنا قرار
سرانجام کر آج سے بیاہ کا　　ہوا امیدوار اپنی اُس ماہ کا
حسن سنکے یہہ بات جون تو بہار　　ہوا تازہ و خندہ رو ایکبار
تردد میں مصروف اپنے ہوا　　لوازم مہیا کیا بیاہ کا
پدر نے بھی مدت کے کئی دنکے بعد　　مقرر کر اِک ساعت روز سعد
بجا لایا امر شریعت کتین　　کیا اُس سے گوہر کی وصلت کتین
حسن بیاہ سے جب ہوا شادمان　　تعیش میں رہنے لگا ہر زمان
گذر ایک مدت گئی جب یونہیں　　تو کہنے لگا پھر یہہ گوہر کتین
کہ لو اب مرخص ہو ماباپ سے　　چلو دیکھو لوگ اپنی سسرال کے
کہا اُسنے جیسی ہو مرضی تری　　غرض اپنے میکے سے رخصت ہوئی
حسن اور گوہر وہان سے چلے　　سفر کی غریبی میں آکر پڑے
ہوا آذوقہ راہ میں جب تمام　　پڑا آن کر فقر فاقے سے کام
نظر کرکے گوہر اِس احوال کو　　مصیبت کو اور غم کے جنجال کو
جو اسباب ظاہر سے ہوئی نااُمید　　نکال ایک بقچے سے تھان سفید
لگی کاڑنے اُسکے اوپر چمن　　کرے آب و دانے کا تا کچھ جتن
بنا کر کیا پھر وہ تیار جب　　حسن کے دیا ہاتھ میں اُسکو تب
کہا جاکے بازار میں بیچ لا　　بہر طور سامان ہو قوت کا
حسن پھر کسی گھر میں اُسکو اُتار　　چلا تھان لیکر فروشندہ وار

دکھانے لگا جا کے بازار جب — ہوئے جمع آ کر خریدار سب

چمن تھا زبس تھان پر بے نظیر — لگا کرنے خواہش صغیر و کبیر

کوئی دس اشرفی لگانے لگا — دوچند اس سے کوئی سنانے لگا

غرض جو کوئی تھا اسے دیکھتا — بڑھاتا ہی تھا مول اسکا پڑا

قضارا اسی میں کہیں کوتوال — ہوا وارد اور دیکھ یہہ قیل و قال

لگا کہنے چوری کا ہیگا یہہ تھان — کہ ہی اور ہی اسکی کچھ عظم و شان

پھر اتنے میں اور اک کوئی بیچیا — علاوہ یہہ شحنہ سے کہنے لگا

کہ یکماہروسی بھی ہی اسکے ساتھ — لگی ہی خدا جانے کیدھر سے ہاتھ

لے آیا ہی شاید کہیں سے نکال — وہ اور تھان دونوں ہیں چوریکا مال

غرض شحنۂ بے حیا نے وہیں — حسن کو اور اسکی وہ گوہر کئیں

کیا دفعۃً ایک جا دستگیر — اور اکبار لاکر حضور وزیر

جو کچھ نقل تھی کی سب اسنے بیان — وزیر لعین سنکے یہہ داستان

لگا کہنے عورت بھی بدذات ہی — جو گھر چھوڑ کر یار کے ساتھ ہی

اسے لیکے اب قلعہ کے برج پر — رکھو قید شدت میں جا زود تر

اور اس مرد کو بھیجو زندان میں — نہایت ہی حال پریشان میں

یہہ احکام سنتے ہی بس کوتوال — بجا لایا اکبارگی حال حال

قضارا وہ گوہر کو جب کوتوال — لے آیا تھا گھر میں سے جا کر نکال

تو اسوقت میں نوکر اسکا کوئی — وہ گوہر تھی جسکے ہاتھ پکڑی گئی

سو شیدائی اُس مہ کا ہو کر کہیں　　تھا اُلفت میں اُسکی حزین و غمیں
وہی شام کو با دل دردمند　　تہ برج آیا لئے اِک کمند
لگائی کمند اُسنے اُس بام پر　　نظر کر کے گوہر اُسے زود تر
پکڑ کر کمند اُتری اِکبارگی　　اعانت سے اُسکی زمین پر ہوئی
وہ پاتے ہی گوہر کو بس ایکبار　　پھرا گھر میں اپنے بصد اضطرار
سفیدہ ہوا صبح کا جب نمود　　سوار ایک اُسدم ہوا تب نمود
سمجھ کر اُسے نوکر کوتوال　　گیا بھاگ گوہر کو جنگل میں ڈال
سوار آ کے گوہر کتیں دیکھ کر　　بٹھا جلد جلد اپنے مرکب اُپر
شتابی چلا اپنے گھر کے تئیں　　کہ لیجاوے رشک قمر کے تئیں
قضارا کوئی شاہزادہ وہاں　　ملا دشت میں آ نکلا ناگہاں
وہ نکلا تھا گھر سے براے شکار　　بس اِسکے تئیں دیکھکر اِیکبار
لیا ہاتھ سے اُسکے اُسکو چھڑا　　اور اِکبارگی لے کے گھر کو چلا
گئی جب محل میں یہہ شہزادیکے　　تو سب ماجرے اِسنے اپنے کہے
وہ شہزادہ سن اِسکی حالت تمام　　لگا کرنے بیچارہ رقت تمام
پھر آخر شتابی حسن کے تئیں　　بلا بھیجا زندان میں سے وہیں
عنایت سے دونوں کو باہم ملا　　بخوبی وطن کو مرخص کیا

در قید افتادن حسن بہ تہمت دزدی

وہاں سے چلے جب وہ دونوں غریب　　پھر آفت ہوئی اور اُنکو نصیب

کہ جب شام صحرا میں اُنپر پڑی — تو دونوں کی ہوئی حالت بیکسی

بسیرے کی کرنے لگے پھر تلاش — جہاں رات کی رات ہو بود و باش

کیا پھر کسی جا میں آخر قیام — کہ ہو جاوے شب بیکسی کی تمام

ہوئے پر اندھیری سے جسدم خفا — تو دونوں کا جی مضطرب ہو چلا

مقدم پڑا آکے فکر چراغ — کہ تا روشنی سے ہو دلکو فراغ

حسن نے کہا تب یہہ گوہر کتیں — کہ ظلمت سے اب تاب جیکو نہیں

ہی نزدیک آبادی یہاں سے کوئی — کہ بکتی ہی وہان جنس ہر طرحکی

کہو تو تو جاکر ذرا تیل لاؤں — چراغ اِس مصیبتکے گھر میں جلاؤں

کہا سنکے گوہر نے بہتر ہی جا — ولیکن شتابی سے مجھہ تک پھر آ

کہ تنہائی جی کا نہو وے زوال — نہو زندگانی یہہ مجھکو وبال

حسن اُٹھکے آبادی کے تئیں چلا — مصیبت اُپر اپنی روتا ہو

پھر اِتنے میں بازار میں آن کر — کہیں ٹھہرا دوکان بقال پر

کہ تا وے کچھہ اُسکے تئیں تیل لے — اور اِکبار جلدی سے گھر کو پھرے

قضارا وہ تیل اُسکی دوکان کا — کوئی چور دو دن سے لیجاتا تھا

وہ تھا اِس تجسس میں پکڑے اُسے — بس اِکبار اُسکے تئیں دیکھ کے

لگا کہنے ہی چور شاید یہی — کہ صورت بھی اِسکی ہی کوئی اجنبی

بس اِکبار اُسکو کیا دستگیر — ہوئے جمع سارے صغیر و کبیر

گذربان کو وہ نہیں لائے ملا — حسن کو پھر اُسکے حوالے کیا

گذر مین پڑا قید ایدھر حسن   اُدھر سنئے گوہر کا رنج و محن

کہ جب کر چکی خوب سا انتظار   تو خاطر مین لائی یہی ایکبار

کہ شاید حسن پر کچھہ آفت پڑی   جو اس مرتبہ دیر پھرنے مین کی

ہوئے تین دن اور نہ اتنک پھرا   خدا جانئے اُس پہ گذرا ہی کیا

اُٹھی پھر وہان سے بلاچار گی   چلی وہ ہی آبادی جسطرف تھی

لگی کرنے آ شہر مین جستجو   بھٹکنے لگی سو بسو کو بکو

یونہین ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے سب کہیں   پھر آخر کو دیکھا حسن کے تئین

کہ ہی اک گذر مین مقید پڑا   غریبانہ روتا ہی بیٹھا ہوا

نظر کر کے گوہر کہین ایکبار   بہانے لگا اشک خون زار زار

کہی جو کہ بیتی تھی گوہر سے سب   کہ یون مجکو آیا ہی یان پیش اب

کہا سنکے گوہر نے اُسکے تئین   کہ ہرگز نہ دل مین اندوہ گین

خدا پر بہر حال رکھہ تو نظر   کرے گا وہ اس شام کو بھی سحر

مین جاتی ہون اب فکر و تدبیر کو   بھلا آزماتی ہون تقدیر کو

یہہ کہہ کر گئی تھا جہان کوتوال   کہی اُس سے حالت تمام و کمال

وہ اکبار دیکھہ اسکو شیدا ہوا   تعشق مین اسکے دوانا ہوا

اکیلا ہو کہنے لگا اُسکے تئین   کہ ای مہ جبین ای مری نازنین

حسن کو چھڑاتا ہون اس شرط سے   جو تو رات کی رات مجھسے ملے

مین مانون تری بات اور تو مری   ابھی ساری خواہش ہی ملی تری

لگی کہنے تب دل میں گوہر یہہ لا — کہ انکار اس سے نہیں ہی بھلا

بہر طور یوں گانٹھنی خوب ہی — کہ اک امر دشوار مطلوب ہی

کسی طرح دھوکھے میں رکھئے اسے — کہ جس میں وہ مقصود اپنا ملے

لگی کہنے سنتا ہی اسی کوتوال — نہیں بر ملا خوب یہہ قیل و قال

یہی ہی جو منظور خاطر ترے — توشب بندہ خانے میں آنا مرے

کیا تو نے مطلب کو میرے قبول — بھلا تیری خواہش بھی ہوگی حصول

وہ سنتے ہی خوش ہو کے اکبار تب — لگا کہنے اچھا میں آؤنگا شب

یہہ گوہر وہان سے پھر آگے چلی — تھے تشریف رکھتے جہان قاضی جی

کیا جا کے اُنسے بھی یونہیں بیان — اُنھونینے بھی سنتے ہی یہہ داستان

وہی آرزو اپنی در پیش کی — اور اُنسے بھی اُسنے کہا سب وہی

ہوا وعدہ اُنسے بھی اُس بات کا — اُسی بات کا اور اُسی رات کا

یہہ کہہ سنکے بس اُنسے رخصت ہولی — اور آکر جگہہ بھی کسیطرف لی

پڑی جبکہ دار القضا بیچ رات — توحضرت نے پھر زیب و زینت کے سات

اکیلے رکھا گھر سے باہر قدم — چلے جستجوے مکان صنم

بھٹکتے تھے گلیوں میں پھرتے ہوئے — ہر اک گام لاحول پڑھتے ہوئے

بہر طور بارے نکالا سراغ — گئے گھر کے اندر خوش و باغ باغ

کیا اُٹھکے گوہر نے جھک کر سلام — بٹھایا بہ تعظیم اور احترام

ہوا اختلاط مقدس شروع — لگی کرنے گوہر خضوع و خشوع

کہ لونڈی کی کتنی سعادت ہوئی — جو اس گھر میں حضرت نے تصدیع کی

لگے کہنے کیا معذرت ہی ضرور — بس آغاز ہوا امر عیش و سرور

تہجد کا بھی وقت نزدیک ہی — اور اسپر ہوئی شب بھی تاریک ہی

شتابی سے طی ہو اگر مدعا — تو جا کر وظایف کروں سب ادا

یہہ سنتے ہی گوہر نے بس پھر وہیں — دیا جام مے بھر کے حضرت کتئیں

لگاتے ہی منہہ سے بس اکبار جام — جب آنکھوں میں کیفیت آگئی تمام

لگے ہاتھہ خواہش کے ہونے دراز — اُدھر سے تھا ناز اور اِدھر سے نیاز

کہ اتنے میں دروازے پر کوتوال — بہ تعجیل آیا چلا حال حال

سنانے لگا اپنی آواز کو — کہ تا سمجھے گوہر اُس انداز کو

صدا او وہیں گوہر وہ پہچان گئی — جو کچھہ جاننا تھا اُسے جان گئی

لگی کہنے قاضی سے بس ایکبار — کہ حضرت ذرا ہو جیئے ہوشیار

ہی دروازے اوپر کھڑا کوتوال — اور آنیکا رکھتا ہی اندر خیال

گئے چوکڑی بھول حضرت وہیں — لگے بھیجنے لعن شیطان کتئیں

کہا کوئی چھپنے کی جاگہہ بتا — مبادا یہہ ملعون کہیں دیکھے آ

لگی کہنے گوہر بتاؤں کہاں — نہیں کوئی جاگہہ چھپاؤں کہاں

وہ اور اسکو سن تھرتھرانے لگے — بلکنے لگے بلبلانے لگے

کہا تب یہہ گوہر نے معذور ہوں — نہونے سے جاگہہ کے مجبور ہوں

مگر سامنے ہی دھری یہہ جو خم — کسیطرح گر ہو سکو اسمیں گم

تو حاضر ہی بس اُس میں جاؤ سما — نہیں اِس سوا اور چارہ مرا
وہ فوراً غنیمت سمجھ اِس کا تئیں — گئے خم میں شکل فلاطون وہیں
پھر اِتنے میں داخل ہوا کوتوال — گئے لذت و عیش دل میں خیال
بٹھایا اُسے بھی بالطف تمام — رکھا روبرو لا کے مینا و جام
گلابی لگی چلنے اِکبارگی — رچاوٹ کی ہر بات ہونے لگی
ہوا رفتہ رفتہ اُسے بھی نشا — ارادہ وہ کچھ اور کرنے لگا
کہ اِس میں ہی اِکبارگی حال حال — لگی کہنے گوہر سن اے کوتوال
گئی ہی تری عقل سر سے کدھر — وہ پہنچا وزیر آکے دروازے پر
کیا تو نے رسوا مرے تئیں بھی آج — کہ ایسی فضیحت بنی لا علاج
لگے آگ اِس تیری چاہت کے تئیں — اور اِس دوستی و محبت کے تئیں
ڈبویا مجھے ایسے پردیس میں — نکل جاؤں اب یہاں سے کس بھیس میں
وہ سنتے ہی یک بار نام وزیر — کہا اب کدھر جا کے ہوں گوشہ گیر
کس طرح سے میری تدبیر کر — شتابی کر اِس میں نہ تاخیر کر
وگرنہ بچے گی نہیں میری جان — یہ کیا سر پہ آئی بلا ناگہان
میں کیا جانتا تھا یہ کچھ ہووے گا — کہ یوں عشق یہ جی مرا کھوئیگا
لگی کہنے گوہر کہ میں کیا کروں — مرا کیا ہی بس جو مداوا کروں
ترے عشق نے کھوئی میری بھی جان — میں مرنے پہ ہوں آپ ہی اب نداں
نہیں دوسری اور جاگہہ کوئی — چھپاؤں جہاں تجھ کو میں غمزدی

یہی ایک توتا سا گھر ہی بساط — سو اسمیں کہاں ہو سکے احتیاط
یہہ تقریر سنتے ہی بس کو توال — ہوا اور خایف تمام و کمال
لگا کہنے ہی سخت یہہ تو غضب — کہ بیٹھے کا بیٹھا رہون یونہین اب
کہیں تو بتا مجھکو چھپنے کی جا — کہ جسمین ہون کچھ بھی تو اوجھل ذرا
لگی کہنے گوہر گر ایسا ہی تو — چھپا چاہتا ہی بصد جستجو
تو تھیلا یہہ ہی سامھنے اک دھرا — اگر جاسکے تو بس اس مین ہی جا
غنیمت اسیکو سمجھ کو توال — سمایا وہین تھیلے مین حال حال
بس اکبار گوہر نے کر فند چھند — کیا منہہ کو تھیلے کے اک بار بند
اور اس خم کے منہہ کو بھی باندھا شتاب — تھے جسمین کہ حضرت شریعت مآب
یہہ تدبیر دل خواہ جب کر چکی — بخوبی فراغت سے پھر سو رہی
ہوا صبح دم جب تو بازار سے — بلا اک دو مزدور تیار سے
کہا لو خم اور تھیلا سر پر اٹھا — وہ دونون کو پھر ساتھ اپنے لیا
گئی لے وہان کے در شاہ پر — مصیبت کی اپنی بیان سر بسر
تحیر ہوا سنکے کتنون کے تئین — اچنبھے مین آرہ گئے بس یونہین
وہین شاہ عادل نے سن یہہ کلام — کیا رحم حالت پہ اسکی تمام
سر خم کو اور تھیلے کو کرکے وا — نکال انہین سے دونون وہ بیحیا
ہر اک کے تئین دیکے حکم قصاص — حسن کو کیا قید سے پھر خلاص
[illegible] دونون کو خلعت افتخار — مرخص کیا اپنے شہر و دیار

اُسی اور گوہر بچھا جا نماز ہوئے شاکر خالق بے نیاز
دعائیں بہت دیکے اُس شاہ کو چلے اپنے مقصود کی راہ کو
پھر آخر کو آکر بخوبی تمام ہوئے داخل اپنے دیار و مقام
لگے رہنے باہم بعیش و سرور ہوئے غم مصیبت کے سب دلسے دور
ہوا جسطرح سے دن اُنکا بھلا یونہیں جملہ عالم کے ہون مدعا

* داستان سہ جوان غریب *

سفر میں کہیں تین شخص ایکجا ہوئے راہ پیماے رنج و عنا
پڑی آکے جنگل میں جب اُنکو شام نہ منزل کو طی کرنے پائے تمام
تھکے اور اِکبارگی گر پڑے درختوں میں اِک جا کئے بسترے
ہوئی رات غربتکی از بس دراز لگے کہنے باہم بسوز و گداز
کہ نوبت بنوبت ذرا ہر کوئی کہانی کہے اپنی بیتی ہوئی
اور اِسمیں نہ کوئی اگر کہہ سکے تو پھر وہ گنہگاری اِسکی یہ دے
کہ ہم دونونکو اپنے کاندھے پہ دو چڑھا کر کے پہنچاے اِس شہر کو
قبول اِسکو تینون نے باہم کیا ہر اِک سرگذشت اپنی کہنے لگا

* داستان جوان اول *

سنو داستان کو مری دوستان جو بیتی ہی مجھپر ہون کرتا بیان
کہ ہم کتنے اِک آشنا تھے بہم طریق رفاقت میں ثابت قدم
تجارت کا شایق ہوا ہر کوئی خریدی پھر اجناس ہر طرحکی

جہاز ایک ماں کر کرائے کیا لیا رستہ ملک سراندیپ کا

کتنے کتنے اِکدن تو آرام سے تھے محفوظ گردش سے ایام کے

ولے آخر اِک جا پہ ٹوٹا جہاز بچھڑ گئے وہ سب دوست اور دلنواز

بہا میں بھی اِک تختہ پر اِکطرف خطر تھا نہو جان شیریں تلف

رہا پانی میں سات دن سات رات ولے بعد ازیں پائی آخر نجات

لگا یک وہ تختہ کنارے لگا کیا سجدۂ شکر میں نے ادا

کنارے سے خشکی پہ پھر آن کر لگا دیکھنے بارے اِدھر اُدھر

جو دیکھوں تو ہی ایک شہر عظیم چلا اُسطرف کو بحال سقیم

گیا شہر میں جاکے جس دم گذار تو دیکھا عجب کچھ وہ شہر و دیار

کہ ہر آدمی کے ہیں بازو میں پر خطوط شعاعی سے ہیں جلوہ گر

نرالا ہی پھر کچھ زبان و بیان کہ ہرگز نہیں فہم کا کام وہان

اُس اشکال کو دیکھ حیرت ہوئی نہایت ہی اِک دلکو دہشت ہوئی

اِسی خوف میں تھا کہ پھر اِک عجیب فلک پر سے غول اُترا آکر قریب

پری زادیں اُسمیں نمایاں ہوئیں زمیں پر ہر اِک سو خرامان ہوئیں

کوئی توڑتی کھاتی جنگل کے پھل کوئی کھیلتی پھرتی ہر اِک محل

نہاتی کوئی جاکے تالاب میں کوئی پھیرتی خوش ہو گرداب میں

پھر اُنمیں سے اِکبارگی اِک پری فلک پر مجھے دفعتن لے اُڑی

اُتارا کسی باغ میں جا شتاب لگی کہنے پھر مجھسے ہو بے حجاب

کہ ای آدمی زاد ای بے وفا — بس اب خوش ہو آیا ترا دن بھلا
کہ مین گرچہ جنس پریزاد ہون — ہر اک نوع لذت سے آزاد ہون
ولے تجھسے مجھکو تعلق ہوا — کہ لائی مین اس طرح تجھکو اُٹھا
بس اب مجھسے ہنس بول ہو بے حجاب — اُٹھا منہہ سے شرم و حیا کا نقاب
ہوئی بے تکلف پھر اکبارگی — گلے اسطرح سے مرے لگ گئی
کہ ہرگز نہ باقی رہی مجھہ مین تاب — بخوبی ہوا دفعۃً بے حجاب
کرون آگے اور اسکے تفصیل کیا — جو عالم مین ہوتا ہی سب کچھ ہوا
خوشی سے لگی کٹنے پھر ہم دگر — گذرتی تھی عشرت مین شام و سحر
ہوئے منقضی اسطرح کتنے برس — ہوئی بعد ازین پھر یہہ دلکو ہوس
کہ اب آشناؤن سے جا کر ملون — کہون حال اپنا اور اُنکا سنون
کہا مین نے پھر اُسکے تئین ایکروز — کہ ای یار دلسوز و عالم فروز
خوش آتا نہین اب مجھے یہہ مکان — وطن دیکھنے کو ترستی ہی جان
اگر گھر کو رخصت کرے تو مجھے — تو گویا کہ اک سلطنت ہو مجھے
لگی کہنے سنکر کہ ای دلربا — اگر جی ترا گھر کو ہی چاہتا
تو مجھکو بھی تیری خوشی ہی قبول — نہ رہ اپنے دل مین تو ہرگز ملول
بھلا صبح رخصت کرونگی تجھے — اور اک کل کا گھوڑا بھی دونگی تجھے
کہ یکدم مین پہنچے کہین کا کہین — بھلا تو نہ ہرگز ہو اندوہگین
ہوئی جب سحر تب وہ گھوڑا بنا — سوار اُسپہ اکبار مجھکو کیا

قد اُسکا سراپا مثال شتر — ایال اُسکی جون ریچھ گردن اُپر
دہن شیر سا دانت مانند فیل — تن اُسکا سیہ مثل دریاے نیل
بہر شکل یکبار گی وہ اُڑا — کہون کیا مرا حال پھر کیا ہوا
سمجھتا نتھا مین کہ کسطرف ہون — کہون کسّے حال اور کسّے سنون
گھڑی چار کے بعد وہ دیوزاد — ہوا نازل اِک کوہ پر شکل باد
لگا دوڑنے پھر اِدھر اور اُدھر — گرجنے لگا صورت شیر نر
نکال اِسمین پھر کوہ سے اژدہا — وہ گھوڑیکے آ کر مقابل ہوا
اُسے دیکھ گھوڑا اُٹھا ہنہنا — بدن جھاڑنے اپنا پیہم لگا
گرا پیٹھ سے اُسکی مین اِیکبار — بدن ہو گیا چور بے اختیار
پھر اِکبار ہون اور کیا دیکھتا — وہ گھوڑا بنا صورت اژدہا
پھر اُسوقت دونو مین کشتی ہوئی — ولیکن عجب کچھ طرحکی ہوئی
کہ اُڑنے لگا ایک گرد و غبار — قیامت سی گویا ہوئی آشکار
اِس احوال کو دیکھ اِکبارگی — پھر اِکطرف مین راہ جنگل کی لی
چلا پیادہ پا جب مین دو دنکی راہ — توحالت ہوئی خستگی سے تباہ
پھر اِس مین نظر آیا اِک پیر مرد — کہ منہہ پر جمی ہوئی ہی سب اُسکے گرد
کیا اُسکو مین نے جھکنکر سلام — لگا پوچھنے ڈر کے پھر اُسکا نام
کہا مجھکو اِک بارگی شور کر — کہ جیدھر سے آیا چلا جا اُدھر
یہان دیو کے سب مکانات ہین — ہر اِک گام سو سو بلیات ہین

غرض کچھ تو بیزار ہی جان سے — کہ جاتا نہین اس بیابان سے

پھر سنکر گرا اُسکے مین پاؤن پر — کہ بھٹکا ہوا ہون مین جاؤن کدھر

اگر تم ہی کچھ ہو مرے رہنما — تو بچتا ہی ہر طرح سے جی مرا

وگرنہ خدا جانے کیا حال ہو — جدھر جاؤن اک مجھپہ جنجال ہو

کہا اُسنے تب چل مرے ساتھ آ — دون مقصود کی راہ تجھکو دکھا

پھر کچھ کر لیا ساتھ اپنے شتاب — اور آ کر دکھائی وہ جائے خراب

کہ بس سر سے جاتا رہا میرا ہوش — ہوا دو نہین حیرت کے مارے خموش

جو دیکھون تو ہی کچھ بشکل سرنگ — کہ منھہ پر ہی بھاری سا اک جسکے سنگ

وہ پتھر کو اک بار سرکا دیا — اور اُس مین مجھے بند جا کر کیا

جو دیکھون تو کوئی آدمی ہین وہان — اور اکطرف کو ڈھیر ہین استخوان

کہا دیکھ اُنہین سے اک نے مجھے — کہ قسمت تری لائی کیون یہان تجھے

وہ آیا جو تھا پیر تجکو نظر — سو وہ دیو ہی کچھ نہین ہی بشر

یہی کام رکھتا ہی وہ بےحیا — کہ روز ایک دو کے تئین ساتھ لا

ہی کرتا یہان لا کے ہم سب مین بند — ہمیشہ یہی اُسکے ہین چھند و فند

ہی پھر طعمہ کرتا ہر اک کے تئین — یہی کام رکھتا ہی نت وہ لعین

سوا اُسکے کتنے بز و گوسپند — کنارے ہین وہ بھی کسیطرف بند

اسیطرح اُنکے تئین بھی سدا — کرے ہی سدا مصرف ناشتا

کہا مین نے بارے وہ ہینگے کدھر — رکھا ہی کدھر اُنکے تئین بند کر

کہا اُسکا شاگرد ہی اِک لعین — چراتا ہی جنگل مین اُنکے تئین
گیا ہی چرانے کو لے صبح سے — کہ تا شام پھر اُنکو گھر لے پھرے
غرض دن گذر کر ہوئی رات جب — وہ شاگرد داخل ہوا آکے تب
بز و گوسپند اِکطرف باندھ کر — لگا پھرنے وحشی سا اِیدھر اُدھر
پھر اِتنے مین کئی آدمیکو شتاب — کیا سیخ پر رکھ کے اُسنے کباب
بخوبی مزا لیکے کھانے لگا — ہر اِک اُستخوان کو چبانے لگا
ہوا سیر جب کھا کے سبکو تمام — پیا اِیک اُوپر سے پانی کا جام
پھر اِکطرف کو جا ہوا مست خواب — یہہ سب دیکھ مجکو ہوا اِضطراب
قضارا پھر اُس رات کو دیوزاد — کہا تا تھا اُسکا جو وہ اُوستاد
پھر اتفاقا نہ گھر کے تئین — یہہ احوال معلوم کر مین وہین
جہان اُسکا شاگرد تھا مست خواب — گیا دیکھنے اُسکو با اِضطراب
جو دیکھا تو ہی نیند مین بے خبر — نہایت ہی بے ہوش و بے پاو سر
اُسی کے تئین مین غنیمت سمجھ — غنیمت سمجھ عین فرصت سمجھ
اُٹھا اُسکی وہ دونون سیخ کباب — دیا آگ پر خوب سا اُنکو تاب
ہوئین آگمین خوب جسوقت لال — چبھودین وہین آنکھونمین حال حال
اُٹھا شور کر کے وہ اِکبار کی — مجھے دلمین سخت اُسکی دہشت ہولی
وہین اپنے گوشے مین آکر پڑا — وہ سر کو زمین پر پٹکنے لگا
ولیکن ہوا اُسکی آنکھونکا کام — رہا نور کا اُن مین مطلق نہ نام

کٹی رات جون تون ہوئی جب سحر — تو بیٹھا پھر آکے وہ دروازے پر
ہر اک بھیڑ بکری کتین اپنی کھول — لگا کرنے باہر بخوبی ٹٹول
کہ تا آدمی کوئی جانے نپائے — جو اُستاد کی اعتراضی نہ آئے
بس اِس حال کو دیکھ مین نے وہین — لپیٹ اپنے بکری کی اِک پوستین
چلا شاماں اُنکے اُسی حال سے — نہایت ہی زحمت سے جنجال سے
ہر اِکطور اُس در سے باہر ہوا — ہوا باہر اور کرکے شکر خدا
کسیطرف کی راہ لی پھر شتاب — لگا چلنے ہر سو بحال خراب
پڑا آن کر پھر بیابان مین — عجب طرح کی دشت سنسان مین
کئی دن ہوئے یونہین جب منقضی — تو سیدا انکی صورت نظر اِک پڑی
نمایان ہوا طرفہ اِک مرغزار — کہ تھی ہر پرندے کی اُسجا قطار
ہر اِک طرف سبزہ لہکتا پڑا — ہر اِک طرف پانی جھلکتا پڑا
درختون مین ہر طرح کے جانور — ریاحین و گل ہر طرف جلوہ گر
نظر آئی اِک بار جو یہہ فضا — شعف سا طبیعت کو حاصل ہوا
لگا لینے اُس جا ہوا بیٹھ کے — کہ تفریح تک جس سے دل کو ملے
پھر اِکبار کیا مجکو آیا نظر — کہ ہی جانور کا بنا کوئی گھر
اور اُسگھر مین ہین سات انڈے دھرے — جو ہینگے بزرگی مین تربوز سے
پھر اُس سا لگا ہی جدا سات رنگ — ہوا قدرت حق کتین دیکھ دنگ
زبس کتنے دن کا تھا بھوکھا تمام — کیا مینے ناچار ہو پھر یہہ کام

کہ ہر صبح اُنہین سے اِک اُٹھا   کیا سات دن سب کتئین نا شتا

پس از ہفتہ جب آٹھوان دن ہوا   تو موند ھون پرا پنے ہون کیا دیکھتا

کہ ظاہر ہوے کچھ پروبال سے   تعجب ہوا مجکو اِس حال سے

پھر آخر کئی روز مین سر بسر   بدن پر نمایان ہوے بال و پر

بنا آدمی سے مین شکل پرند   ہوئی میری حالت عجب ورد مند

چمکتی تھی جب آنکر مجھہ پہ دھوپ   تو تھا اُس پروبال کا زور روپ

کہ پیہم جھمکتے تھے طاؤس وار   تھی ہر جزؤ تن پر مرے اِک بہار

پھر اِکبار مجھہ مین یہہ ندرت ہوئی   کہ ہر طرف اُڑنیکی قدرت ہوئی

ہوا یکبیک پھر تو مین پرفشان   زمین سے اُڑا جانب آسمان

جہان کے تئین سب نظارا کیا   ہر اِک شہر مین جا گذارا کیا

اِسی مین کئی دن کے بعد ایکبار   گیا شہر مین اپنے آکر گذار

جدھر کو محلے مین تھا میرا گھر   گیا ڈھونڈھتا اُس لب بام پر

لگی دیکھنے وہان کی خلقت مجھے   لگے کرنے سب دیکھہ حیرت مجھے

ہر اِک کے تئین یہہ تیقن ہوا   کہ شاید یہہ ہی آسمانی بلا

ہوے فکر مین تا کہ مارین تفنگ   سمجھہ کر مین اُسکے تئین بید رنگ

کوئی آشنا تھا لیا اُسکا نام   لگا کہنے روداد اپنی تمام

وہ سنتے ہی لوگون کو مانع ہوا   کہا یہہ فلانا ہی وہ آشنا

نہین ہی بلا کچھہ نہ وحشت کرو   اُتر نے دو دیوار سے آنے دو

تب اُس وقت اُترا میں دیوار سے | ملا پھر گلے لگ کے اُس یار سے

کہی سرگذشت اپنی بیتی ہوئی | جو سنتا تھا حیرت عجیب اُسکو تھی

لیا گھر میں پھر اپنے ہو شادکام | لگے بھاگنے لڑکے بالے تمام

تحیر ہوا گھر کی بی بی کے تئیں | سنا کرتی تھی میرا حال غمین

کئی سال اُس پر گئے جب گذر | تو جھڑنے لگے پھر مرے بال و پر

جھڑا کرتے تھے کتنے دن تک سدا | رہا جب نہ اُنکا اثر کچھ ذرا

تو اِک بارگی میں بنا آدمی | بدستور وہ میں ہوا آدمی

تھی روداد یہہ میری بیتی ہوئی | جو مینے بہ ترتیب یہہ نقل کی

* داستان جوان دوم *

مجھے دوستو یوں ہوا اتفاق | گیا تھا سفر کو میں شہر عراق

در و بام تعمیر حیرت فزا | ہر اِک صبح تھا نو بنو دیکھتا

تماشے عجب طرح کے کو بکو | نظر مجھکو آتے رہے سو بسو

مگر ایک دن کا کروں کیا بیان | کہ آئی نظر کوئی رنگین دوکان

پھر اُسمیں جوان ایکصاحب جمال | دکھائی دیا زور اہل کمال

کہ ہم تھی وجاہت جبین پر عیان | ہم اخلاق کے تھے ہویدا نشان

کھچا دل مرا اُس طرف جو تمام | کیا پاس جا اُسکے جھک کر سلام

کی اُسنے پھر اخلاق کی گفت گو | ہوا اور مرہون میں مو بمو

محبت کا ربط ایک پیدا ہوا | ہر اِک صبح جا اُس سے ملنے لگا

نہ میرے بغیر اُسکو آرام تھا	نہ مجھکو سوا اُسکے کچھ کام تھا
ہوا اتفاق ایکدن پھر عجیب	کہ ہی نقل جسکی عجیب و غریب
حویلی کوئی مجھکو آئی نظر	کھڑا ہو لگا دیکھنے مین اُدھر
جھلک ایک مہرو کی اُسمین پڑی	وہین آنکھہ میری اُدھر جا لڑی
لگا دیکھنے اُسکو دیوانہ وار	کہا پھر یہہ اُسکے تئین ایکبار
کہ پیاسا ہون اِک جام پانی پلا	ذرا تشنگی میرے دلکی بجھا
وہ فی الفور شربت کا بھر لائی جام	گلاب اور قند اُس مین دیکر تمام
برغبت پیا مین نے اُسکے تئین	کہا پھر یہہ شوخی سے اُسکے تئین
مگر قند لب تھا کچھ اِس مین دیا	کہ جسنے دیا مجھکو اِتنا مزا
لگی کہنے ہی آپ کا یہہ گمان	وگرنہ یہان قند لب ہی کہان
یہہ رمزونکی باتین جو باہم ہوئین	اشارونکی گھاتین جو باہم ہوئین
میسر ہوا پھر تو پورا وصال	ہوئی صحبت عیش باہم کمال
لگی کہنے اِکبار اِسمین کنیز	کہ ہشیار ہو اور کرو کچھ تمیز
ہہین وہ صاحب خانہ در پر کھڑے	کوئی دم مین اندر ہہین آتے چلے
یہہ سنتے ہی مجھکو ہوا اِضطراب	کہا پھر یہہ اُس ماہرو سے شتاب
کہ لو مجھکو جلدی چھپاؤ کہین	جگہہ کوئی ایسی بتاؤ کہین
کہا ماہرو نے بصد فکر و خوض	کہ جاگہہ نہین کوئی اب غیر حوض
اِسی مین کسیطرح جا بیٹھئے	اور اپنے کو جون تون چھپا بیٹھئے

گیا حوض میں میں غنیمت سمجھ — ہر اِکطرح سے وقت فرصت سمجھ

پھر اِک اُسمیں چھلکا تھا تربوز کا — سر اپنا اُسی سے لیا میں چھپا

گیا صاحب خانہ گھر کی طرف — اُسی اپنی رشک قمر کی طرف

ہوا جاکے مصروف بوس و کنار — نکل گھر سے پھر دفعۃً ایک بار

گیا بیٹھ آ اُس لب حوض پر — لگا کہنے مہ رو سے ای سیم بر

اُٹھا لاوہ گھر سے شراب و کباب — پئینگے یہیں حوض پر بے حجاب

لگا پھر تو چلنے بہم جام مے — لگے مرتبے عیش کے ہونے طے

اِسمیں نظر جو ہیں اُس مرد کی — جو چھلکے پہ تربوز کے پڑ گئی

لگا کہنے مہ رو سے یک بارگی — کہ دیکھو تو تک حالت اِس پوست کی

نہیں دیر سے جنبش اِسکے تئیں — کھڑا ہی یہہ پانی میں کب سے یونہیں

یہہ کہکر لگا مارنے کنکری — پھر اِسمیں وہ مہ رو یہہ کہنے لگی

کہ کیدھر گیا ہی تمھارا خیال — عجب تم بھی طفلانہ رکھتے ہو حال

بس اب دو کہیں مجھکو جام شراب — اِدھر کو ہو مصروف حرف و خطاب

یہہ کہکر کے بہلا لیا اُسکے تئیں — نشے پیچ پھندلا دیا اُسکے تئیں

خیال اُسکا اودھر سے جاتا رہا — وہی اپنے پیتا پلاتا رہا

ہوا آن کر خوب جس دم نشا — لب حوض سے اُٹھ کے گھر میں گیا

یہی مجھکو اِکدم کی فرصت ملی — بس اتنی ہی مہلت غنیمت ملی

کہ اِکبار میں گھر سے باہر ہوا — جدھر سے تھا آیا اُدھر کو چلا

دوگانہ کیا شکر حق کا ادا | کہ فضل اُسنے اِسطرح مجھ پر کیا
کٹی رات جوں توں ہوئی صبح جب | گیا پھر میں اُس آشنا پاس تب
بیان اُس سے کی اپنی سب واردات | کہ کل اِسطرح کی ہوئی مجھ پہ بات
وہ سنتے ہی اِکبار حیران ہوا | پھر اُتنے میں مجھکو یہہ کہنے لگا
کہ کس جا ہوئی تم پہ یہہ واردات | دکھاؤ تو اُس گھر کو ہو میرے سات
یہہ کہکر دکان سے اُٹھا ایکبار | لیئے آیا میں اُسکو بے اختیار
اُسی گھر میں جس جا ہوئی تھی وہ بات | جہاں مجھ پہ گذری تھی وہ واردات
ولے پھر تو تحقیق آکر ہوا | کہ وہ تو حویلی اُسیکی ہی جا
وہ مہرو ہی عورت اُسی شخص کی | ہی ناموس و حرمت اُسی شخص کی
بس اِکبار اُس حوض کے پاس جا | بہت وہ مجھسے یہہ کہنے لگا
کہ ہاں کل اِسی حوض اندر تمھیں | ہوا تھا وہ معلوم یکسر تمھیں
بیان اب کرو ہمسے سارا بیان | عیان کو نہیں خوب کرنا نہان
ہوئی تب تو وحشت مجھے پھر تمام | کہ یہہ کیسا مرنے کا آیا مقام
نہایت ہی دل میں ہراسان ہوا | اُس اپنے کیئے کا پشیمان ہوا
بہت غور کر دلمیں تب اُسگھڑی | یہی جلد حرفت کی تمہید کی
کہ جو کچھ کہا تھا وہی پھر کہا | مگر اور اِتنا کہا اُس سوا
کہ تھی خوابمیں یہہ تو صحبت مری | جو آنکھ اِسمیں اِکبار گی کھل گئی
نہ پھر حوض آیا نظر نہ وہ گھر | نہ وہ ماہ پارہ نہ رشک قمر

اگر پا سکو تم تو دو کچھ بتا	خدا جانے تعبیر اسکی ہی کیا
تماشا یہہ تم پر عیان سر بسر	جوان نے کہا خواب ہین تھا مگر
یہہ گذرا ہی سب خواب ہین ماجرا	کہا مینے اور آپ سمجھے ہین کیا
بحال آے میرے بھی پھر عقل و ہوش	وہ سنکر ہوا بارے اسکو خموش
دوگانہ ادا مین کیا دوسرا	پھر اُسنے مجھے ہنسکے رخصت کیا
نئے سر سے عالم دکھایا مجھے	خدا نے بلا سے بچایا مجھے
جو خدمت مین احباب کے نقل ہی	کہانی یہہ تھی میری بیتی ہوئی

* نقل جوان سوم *

اُسے اپنے کہنے مین حیرت ہوئی	جوان سوم کی جو نوبت ہوئی
نہ بیتی ہی کچھ بات مجھہ پر کہین	لگا کہنے کچھ یاد مجھکو نہین
مجھے اسمین معذور رکھئے یہان	کرون نقل بے اصل کیونکر بیان
کہ خیر اب گنہ گاری کیجے ادا	لگے کہنے تب دونون وہ آشنا
شتابی سے پہنچادو اُس شہر کو	سوار اپنے کاندھے پہ ہم کو کرو
کچھ اتنی بھی یہان سے نہین دور تر	وہ ہی روبرو منزل آتی نظر
لگا کہنے اچھا کیا مین قبول	ہوا تب وہ لاچار او رکچھ ملول
گیا لیکے تھا روبرو جو نگر	بٹھا دونون یارون کتئین دوش پر
کہ تھا جسکے فرمان مین وہ دیار	قصار او ہان دختر شہریار
نظر دور سے کر کے اُسنکے تئین	جھروکھے پہ بیٹھی ہوئی تھی کہین

تعجب میں اک بارگی آ گئی ۔ بلا کر پھر اُن سب سے کہنے لگی
کہ ہان کسطرح کا ہی یہہ ماجرا ۔ کہو مجھسے بھی بھید اِس بات کا
کیا تب وہ دونون نے یکسر بیان ۔ کہ یہہ کچھ ہی ہم تینونکی داستان
ہنسی تب تو سنکر وہ اِکبارگی ۔ اور اُس تیسرے سے یہہ کہنے لگی
کہ حیف اِس ترے مرد ہونے کتیں ۔ جو کچھ آج تک تجھہ پہ بیتی نہیں
نہیں سرگذشت اپنی کچھ تجکو یاد ۔ جو کہتا اُسے کچھ نہ کچھ کم زیاد
مین ہون ذات عورتکی لیکن تمام ۔ ہی یاد اپنی روداد مالا کلام
جوان سوم نے دیا تب جواب ۔ کہ ای دختر شاہ والا جناب
مرے بدلے تم ہی کہو کوئی بات ۔ جو یاد اپنی کچھ تمکو ہو واردات
بھلا میں تمھارے ہی اشفاق سے ۔ بچون آج اِس محنت شاق سے
سماجت یہہ کی اُسنے جب ہو کے زار ۔ لگی کہنے تب دختر شہریار
کہ اچھا ترے بدلے میں ہی کوئی ۔ بیان کرتی ہون اپنی بیتی ہوئی

* حکایت دختر پادشاہ *

سنو ای عزیزو مری واردات ۔ جوانی میں گذری عجب مجھہ پہ بات
کہ اِک روز تھی بام پرمیں چڑھی ۔ تماشا خلایق کا تھا دیکھتی
نظر مجھکو آیا کوئی نو جوان ۔ نہایت طرحدار و سرو روان
گیا جی مرا اُسپہ بے اختیار ۔ دوانی ہوئی دیکھہ کر ایک بار
نکلنے لگی سینے سے آہ سرد ۔ لگا ہونے دل میں تعشق کا درد

ہوئی ایکدو دن مین ایسی نزار ۔ کہ چہرے پہ غم ہو گیا آشکار

مری دائی مجھہ سے یہہ کہنے لگی ۔ کہ واری مین تیرے تصدق ہوئی

بتا کس لئے ہی تو اِتنی ملول ۔ جو کب سے ہی مرجھا رہی جیسے پھول

کیا درد لگا مین اُس سے بیان ۔ کہ یون کچھہ مرے غم کی ہی داستان

اگر اُسکو لا کر ملادے مجھے ۔ تو گویا سر نو جلادے مجھے

وگرنہ خدا جانے کیا حال ہو ۔ کوئی دن کو مردے کا سا حال ہو

کہا سنکے دائی نے ای نازنین ۔ نہو دلہین بس اپنے اندوہگین

سنبھال اپنے کو ہو نہ اتنی اُداس ۔ مین لے آتی ہون اُسکو تیرے پاس

یہہ کہکر گئی فکر و تدبیر مین ۔ کہ وہ فیل مست آوے زنجیر مین

کئی دن مین پھر کام کر ایک بار ۔ یہہ لادی خوشی کی خبر ایک بار

کہ لے مین لگا لائی مطلوب کو ۔ تری جان اور دل کے مرغوب کو

وہین پھر محل بیچ لائی بلا ۔ مرے پاس مسند کے بٹھلا دیا

لگے ہونے پھر چرچے اور اختلاط ۔ ہوا گرم بازار عیش و نشاط

ہوا جام گلگو لگا پھر اِس مین دور ۔ بنا آکے مجلس کا کچھہ اور طور

کہ اہل طرب کا بھی جلسہ بندھا ۔ دف و چنگ و مردنگ بجنے لگا

پھر اِسمین ہی یکبار پہنچی خبر ۔ کہ آئے شہنشاہ دروازے پر

ہوئی سنکے فی الفور مین بے حواس ۔ کہا اُس جوانکو جو تھا میرے پاس

کہ حجرے مین جاکر چھپو تم شتاب ۔ مگر دلہین کرنا نہ کچھہ اضطراب

شہنشاہ ہیں یہہ مرے قبلہ گاہ ۔۔۔ یونہیں دیکھنے آتے ہیں گاہ گاہ

ابھی دیکھکر دم میں اُٹھ جاینگے ۔۔۔ زیادہ نہ تشریف فرمائینگے

کوئی دم میں لونگی میں تمکو بلا ۔۔۔ خبردار جی میں نہو نا خفا

چھپا جاکے حجرے میں وہ نوجوان ۔۔۔ لگا قفل در پر پھر آ کے وہان

میں آبیٹھی مسند پر اپنی شتاب ۔۔۔ پھر آئے شہنشاہ عالی جناب

کیا میں نے اُٹھکر ادب سے سلام ۔۔۔ لگے کرنے شفقت کے کلمہ کلام

نظر کرکے مجلس کے سامان کو ۔۔۔ لگے پوچھنے مجھ سے حیران ہو

کہ بابا یہہ چرچا ہی کسطرح کا ۔۔۔ یہہ گانا بجانا ہی کسطرح کا

کہا میں نے چاہا تھا کچھ جی نے یون ۔۔۔ کہ میں بھی ذرا آج گانا سنون

لگے کہنے اچھا سنو میری جان ۔۔۔ کسیطرح سے خوش رہے تیری جان

بھلا ہم بھی جی اپنا بہلائینگے ۔۔۔ کہ شب کا بھی خاصہ یہین کھائینگے

یہہ کہکر جو بیٹھے وہ عالی صفات ۔۔۔ تو بیٹھے رہے سات دن سات رات

کسی کو نہ فرصت ملی اسقدر ۔۔۔ جو لے اکل و شرب جوان کی خبر

گئے آٹھوین دن شہنشاہ جب ۔۔۔ تو اُٹھکر میں گئی اُس جوان پاس تب

جو دیکھون تو ہی وہ جوان مر گیا ۔۔۔ تاسف کا ہی داغ دیکر گیا

لگا اُسکو چھاتی سے میں دیر تک ۔۔۔ رہی روتی کہہ کہہ کے آہ ای فلک

عوض تیرے مجھکو نہ کیون موت آئی ۔۔۔ جو دی لاش تیری مجھے یون دکھائی

میں کیا جانتی تھی یہہ ہوگا سبب ۔۔۔ ہوئی باعث اِس مرنیکی میں ہی سب

پھر آخر ہوا دفن کرنا ضرور   کہ تا ہون نہ آگاہ اہل شعور
مگر تھی یہہ حیرت کہ کیونکر اُٹھاؤن   اور اِس باتکو کسطرحسے چھپاؤن
پس اُسوقت دائی کو مین نے بلا   یہہ درد نہان اپنا اُس سے کہا
کہا اُسنے کون ایسا ہی رازدار   جو یہہ بات ہونے نہ دے آشکار
اور اُسکو بھی کردے کہین دفن جا   کہ جس مین نہ یہہ بات ہو برملا
مگر وہی حبشی ترے باپ کا   جو ہی گاہ گاہ آتا لاؤن بلا
گر اُسکو تو فرمائیگی اپنا کام   قدیمی ہی دیگا وہی انصرام
لگی کہنے اچھا اُسیکو لے آ   وہ گئی اور جلدی سے لائی بلا
لگی کہنے مین اُس سے ہو ملتجی   کہ تجھسے ہی آج ایک حاجت مری
کسیطرح اِس لاش کو دفن کر   پہ ظاہر نہو یار و اغیار پر
وہ بدبخت سنتے ہی بولا یہہ بات   کہ اچھا لگی آج تو میری گھات
نکالتی ہی کب سے مری تم پہ جان   کہ مجھپر کسی طرح ہو مہربان
ولے اپنی صورت سے سنزور تھا   کہ محروم تھا اور مجبور تھا
نہ منھہ اپنا پاتا تھا مین اِسقدر   جو کچھہ حال دل کا کہون عرض کر
خدا نے دعا بارے میری سنی   کہ اِسطرح مجھسے غرض آ بنی
بس اب آرزو ہوے میری قبول   تو مطلب یہہ ہو آپکا بھی حصول
وگرنہ چھپاؤن گا کب ایسی بات   کہونگا شہنشاہ سے یہہ واردات
کہ آتے ہین یون نت محل مین جوان   یہہ کچھہ حال ہوتا ہی اُنکا ندان

میں رہ گئی وہیں سنکے یہہ بات دنگ ‏ ‏ کہ حبشی نے کیسا نکالا یہہ رنگ

نہ معلوم تھا مجھکو یہہ ماجرا ‏ ‏ کہ یہہ کچھ ہی کفر اسکے دلمیں بھرا

لگے آگ اِس شکل منحوس کو ‏ ‏ جو عاشق مرا یہہ بھی بدبخت ہو

پھر آخر یہی مینے دل مین کہا ‏ ‏ کہ سچ سر ہی آپہنچا برے بول کا

مقدر تھا قسمت مین میری یہی ‏ ‏ دکھاوے جو تقدیر وہی سہی

کیا جان پر اُسکے پھر مین نے صبر ‏ ‏ سہا جو کے سہنا تھا قسمت مین جبر

پلنگ کا ہوا فرش لوہو لہان ‏ ‏ رہی غش مین تا دیر مین ناتوان

کیا اپنا منہہ کالا حبشی نے جب ‏ ‏ جوان کی اُٹھالے گیا لاش تب

کیا دفن جاکر کہیں اُسکے تئیں ‏ ‏ مین غم مین رہی اُسکے چندے غمیں

پھر اکثر وہ حبشی مجھے دیکھکر ‏ ‏ اشارے کیا کرتا شام و سحر

مجھے صورت اُسکی لگا کرتی زہر ‏ ‏ ہوا کرتی دل مین سدا زہر و قہر

کہی اپنی دائی سے پھر مین یہہ بات ‏ ‏ کہ مشکل ہوئی ہی مجھے اب حیات

کہاں ہاتھ سے جاؤن اِسکے نکل ‏ ‏ لگا جان کو میری کیسا خلل

کہا سنکے دائی نے مت ہو خفا ‏ ‏ ہون کرتی مین فکر اُس موئے دیو کا

ہوئی گھات مین پھر وہ اِسکے مدام ‏ ‏ لگی رہنے قابو مین ہر صبح و شام

پھر اِک دن وہ موذی جو چھت پر چڑھا ‏ ‏ سر بام جاکر ہوا تک کھڑا

کہا مجھسے دائی نے قابو ہی آج ‏ ‏ کر اب تجھسے جو ہو سکے کچھ علاج

دبے پاؤن وہیں مین چھت پر گئی ‏ ‏ اور آہستہ پیچھے سے یکبار گئی

ڈھکیلا زمین کو وہین دفعتن ہوا پاش پاش اُسکا سارا بدن
نکل گئی اُسی چوٹ مین اُسکی جان فراغت ہوئی مجھکو اُسّے ندان
پھر اِسمین اُٹھی میری شادیکی بات بدخشان کے شاہزادیکے سات
مجھے فکر سنکر پھر اِسکا ہوا کہ اب پر وہ کیونکر رہے گا مرا
امانت مین ہی جو خیانت ہوئی سو آفت ہوئی ہی قیامت ہوئی
وہ معلوم کر کیا کہے گا مجھے کہے گا خدا جانئے کیا مجھے
اِسی غم مین بھرتی تھی شام و سحر نتھی حال سے اپنے مجھکو خبر
پھر آخر کو آئی جو شادی کی رات تو گذری میری عقل مین یہی بات
کہ چن کر خواصون مین اِک نازنین نہایت طرحدار اور مہ جبین
پنھا اپنا جوڑا اُسے بیاہ کا جو تھا عطر اور ارگجون مین بسا
بہ حکمت سلایا اُسے اُسکے سات رہی بیٹھی آپ اِکطرف کرکے گھات
وہ دولھہ نے ازبسکہ پی تھی شراب نشے مین پڑا تھا بحال خراب
ہوئی کچھ نہ اُسوقت اُسکو تمیز کہ دلہن پلنگ پر ہی یا وہ کنیز
اُسی اپنی مے کے نشے مین وہ کام کیا اُسنے کرنا تھا جو کچھ تمام
اور ازبسکہ ناسفتہ تھی وہ خواص لہو کا بھی ظاہر ہوا اختصاص
یہہ سب کچھ کہ طی ہو چکا جسگھڑی اور اِکبار دولھہ کو نیند آ گئی
تو اُٹھ گئی پھر آہستہ سے وہ کنیز نہ دولھہ کو غفلت مین ہوئی کچھ تمیز
تب آہستہ سے مین پلنگ پر گئی مچل کر رہی مارے اِک منڈکری

کٹی رات اور پھر ہوئی صبح جب ... کھلی آنکھ اُس شاہزادی کی تب
گلے سے پھر اپنے وہ مجھکو لگا ... وہی اختلاط اپنے کرتا رہا
یہ لونڈی وہ جھال مجھسے کھانے لگی ... انا ے کنا ے سنانے لگی
جو پاوے چھری کو تو مجھکو نپاے ... کہوں کیا کہ جس جسطرح رشک کھاے
ہوئی ہاتھ سے اُسکے لاچار میں ... لگی رونے شام و سحر زار میں
اُٹھایا سر اُسنے نہایت ہی جب ... کیا پھر میں لاچار یہہ فکر تب
کہ اِکدن کوئے پر کہیں تھی کھڑی ... میں آہستہ سے اُسکے پیچھے گئی
دھکیلا اُسے بھی اُسیطرح سے ... موئی وہ بھی حبشی ہی کی طرح سے
کوئے میں وہ اِسطرح جب گر پڑی ... تو اِکبار کی شور میں کر اُٹھی
کہ ہی ہی گری میری خاص خواص ... جسے میری خدمت میں تھا اختصاص
بہر حال سر سے گیا وہ بھی شر ... رہا پھر نہ باقی مجھے کچھ خطر
گذرنے لگی عیش میں صبح و شام ... ہوا شور عصمت کا میری تمام
ہی تب سے مرا اُنلک وہ سہاگ ... کہ آپسمیں دونوں ولونکی ہی لاگ
یہہ تھی سرگذشت اور مری واردات ... کہ ہی جسکی یکبیک مجھے یاد بات
مگر حیف ہی تجھکو ای نوجوان ... جو گذری نہیں تجھپہ کچھ داستان
و لیکن ترا بھی نہیں کچھ قصور ... کہ ہر ایک کا مختلف ہی شعور
نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد ... خدا پنج انگشت یکسان نکرد

* داستان کامگار شاہزادہ *

کوئی شاہزادہ تھا عالی وقار — کہ نام اُسکا مشہور تھا کامگار

شجاعت میں ایسا کہ اِسفندیار — سخاوت میں ایسا جو ابر بہار

ریاست کا جوہر تھا اُسپر تمام — رشادت کے عالم میں مالا کلام

ولی عہد تھا اپنے جائے پدر — تھا فرمان روائی میں شام و سحر

پہنچتا تھا یکسر قوانین کو — سمجھتا تھا ملکوں کے آئین کو

وزیر اُسکے آگے معطل رہا — چراغ اُسکا ہرگز نہ روشن ہوا

لگا کھانے دن رات اُس سے حسد — ہوئی اُسکو منظور یہہ جد وکد

کہ شہزادے پر باندھ کچھ افترا — کرے باپ کے پاس سے وہ جدا

بس اِک روز جا کر کہا شاہ سے — نہایت ہی اِک نالہ و آہ سے

کہ شہزادہ غالب پڑا آپ پر — مسلط ہوا ملک میں سر بسر

عجب کچھ نہیں قوت بخت سے — اُٹھا دیوے اب آپکو تخت سے

سپاہ و رعیت ہیں پر دیہیں سب — دل و جان سے متحد اُسکے اب

برے طور آتے ہیں مجھکو نظر — خدا جانئے کیا ہو شام و سحر

اگر آپ سے کیجے اُسکو جدا — تو رہیے ہو کشور پہ فرمان روا

نہیں آج کی بات کیجے گا یاد — کہ ہوونگے کیا کیا عجایب فساد

شہنشاہ سنکر یہہ اُسکا کلام — ہوا شاہزادے سے بد ظن تمام

غرض گو کہ سمجھا نہ کنہ سخن — کیا اُسکو فورا جلائے وطن

نکل کر چلا شہر سے کامگار — کیا دشت غربت کتیں اختیار

وزیر اپنی تدبیر سے خوش ہوا — کہ بارے عدو کو مین خارج کیا
مگر تھا خائف اُسکا جو نوجوان — تھی شہزادیسے اُسکو الفت نہان
زبانون پہ نام اُسکا تھا ہوشمند — کہ تھی عقل اور ہوش اُسکے بلند
وہ سنکر یہہ رو داد یکبار گی — کہ شہزادے پر آئی آوارگی
رفاقت کو آکر کیا اختیار — تجا اپنا فی الفور یار و دیار
یہہ دونون چلے ہوکے جسدم بہم — بیابان غم مین قدم با قدم
پھر اک تیسرا بھی کوئی آملا — جو سوداگری بیچ مشہور تھا
اور اُسکا بھی زرگر کوئی یار غار — قدیمی جو مدت کا تھا دوستدار
ہوا آن کر وہ بھی اُن مین رفیق — غرض چارون ملکر ہوئے ہم طریق
لگے پھرنے ہر سو نگر در نگر — سفر مین لگے رہنے شام و سحر
یونہین پھرتے پھرتے جو اکبارگی — ہو لی آگے تکلیف گذران کی
کیا بیزری نے نہایت غمین — ہوا دلمین شہزادہ اندوہگین
ملول اُسکے تئین دیکھکر وہ وزیر — جو ہر مصلحت مین تھا رہنما شیر
لگا کہنے حضرت نہو جیے اُداس — نہ خاطر مین کچھ لاؤ یاس و ہراس
خدا پر نظر اپنی رکھئے سدا — ہی کرتا وہی سب کی حاجت روا
مرے پاس ہیںن چار لعل اسقدر — کہ جو اُنکے تئین دیکھے صاحب نظر
تو مول ایکدانے کا اتنا وہ دے — کہ کچھ جسمین حاجت نہ باقی رہے
اِسی دمکی خاطر وہ تھے کبکے پاس — جو تکلیف سے ہم نہون بے حواس

مگر اب کوئی شہر ایسا ملے   کہ جسمین خریدار انھون کا ملے

کرین دانہ اسمین سے تا کوئی حدا   جو اسباب پہنچے بہم قوت کا

سو نزدیک سنتے ہین شہر عظیم   وہین جاکے پہنچینگے تک ہو مقیم

ہو اسنکے خوش اسکے تئین کامگار   کیا دیر تک شکر پروردگار

گیا دن گذر اور ہوئی جبکہ رات   تو اکبار ہوتی ہی کیا واردات

کہ چارونکی چوکی مقرر ہوئی   ہر اک نے وہ اک اک پہر چوکی دی

پہ زرگرکی نوبت ہوئی جسگھڑی   تو اسنے خیانت وہ لعلونکی کی

چرائے وہ چار ونکے چارون تمام   اور اسپر کیا پھر یہہ اک اور کام

کہ لعلونکی جا سنگ ریزے رکھے   کہ تا انکی جاگہہ نہ خالی رہے

گئی رات اور صبح جسدم ہوئی   تو پھر چارون نے راہ منزلکی لی

قریب آن کر پہنچے جب شہر کے   تو پھر بیٹھہ آپس مین کہنے لگے

کہ اب فکر و تدبیر کچھہ کیجئے   سراغ خریدا کو لیجئے

اسی مین پھر اکبارگی جو وزیر   لگا ڈھونڈھنے گوہر بے نظیر

تو لعلون کی جا کنکر آئے نظر   اچنبھا سا کچھہ ہو گیا سر بسر

تب اس شاہزادے سے کہنے لگا   کہ حضرت یہہ کیسا ہوا ماجرا

جہان لعل تھے سنگریزے ہین وہان   اور انکا رہا کچھہ نہ باقی نشان

ہمین چار تھے رات کو چوکیدار   یہہ کیدھر سے چور آپڑا یکبار

خیانت کا پھر کس پہ کیجے گمان   کسے سمجھئے چور آپس مین یہان

عدالت مری کیجیے اس گھڑی — کہ مجھ پر یہ غیبی ہی آفت پڑی

ہوا سنکے شہزادہ حیران سا — ولے پھر مروت سے کہنے لگا

کہ جانے دے اب اسکے تئین ای وزیر — نہین ہوگا کچھ یہ فواید پذیر

ہوا سو ہوا بس فراموش کر — تو ہی ہوشمند عقال اور ہوشکر

کہ کچھ دوستی مین نہ آوے خلال — نہین خوب یارون مین جنگ و جدل

وزیر اسکو سنکر یہ کہنے لگا — کہ خیر آپ ایسا بھی کہتے ہین کیا

مرا مال اسطرحسے مفت جاے — اور اسپر سزا بھی نہ چور اسکی پاے

یہ زنہار زنہار ہوگا نہین — نہ جبتک کہ پکڑو نہین خاین کتئین

یہ کہہ کر وزیر اور ہو بے حواس — گیا شہر مین وہانکے حاکم کے پاس

اور اپنا وہ سارا کہا ماجرا — کہ یون سانحہ ہم پہ وارد ہوا

لگا کہنے حاکم یہ سنکر بیان — کہ شاہد گواہ اسکے ہینگے کہان

نہین بن گواہی کے کچھ لگتی بات — ہی آئین انصاف کی یہی بات

وزیر اسکو سنکر فسردہ ہوا — بہ تشویش و اندوہ گھر کو پھرا

ملا راہ مین اسکو اک پیر مرد — تھی ذات اسکی علم فراست مین فرد

لگا دیکھہ کر کہنے اسکے تئین — کہ کسواسطے ہی تو اندوہ گین

وزیر اس سے کہنے لگا ماجرا — کہ یون واقعہ مجھہ پہ طاری ہوا

کہا اسنے عورت ہی یان اک ذہین — تفرس مین کوئی اسکا ثانی نہین

خردمندی مین ہی وہ روشن تمام — ہی مشہور گوہر پھر اس زنکا نام

تو اُسسے کہ اپنا کہہ ماجرا — تو وہ ہی کرے گی یہہ حاجت روا

پکڑ دے گی دم میں ترے چور کو — کہ کی جسنے چوری حقیقت میں ہو

وزیر اسکو سنکر گیا اُسکے پاس — نہایت ہی مغموم اور بدحواس

کیا ماجرا اپنا سارا بیان — نہان کو کیا اُسپہ یکسر عیان

کہا اُسنے تم چارون مل وقت شام — مرے پاس آنا میں کردونگی کام

کرونگی میں دریافت اسکے تئیں — جو ہو ویگا خاین چھپے گا نہیں

ولے چار دن یکبیک پہر میرے پاس — رہیں تاہون سبکی حقیقت شناس

گیا سب کتئیں شام کو لے وزیر — تھی رہتی جہان وہ زن بے نظیر

لگی شاہزادیسے کہنے وہ زن — کہ پہلے ہی تم سے ہی میرا سخن

سنو اک کہانی ہون کرتی بیان — ترے روبرو میں ای شاہ جہان

* حکایت زن عاقلہ و برآمدن ہر چہار لعل *

تھے رہتے کسی شہر میں دو رفیق — رفاقت میں باہم سدا اک طریق

محبت کے عالم میں وہ طاق تھے — وفا میں وہ مشہور آفاق تھے

یہہ تھی رسم اُس شہر کی ظاہرا — کہ ہوتا تھا جب روز نوروز کا

تو دریا پہ اک خلق کا اژدحام — رہا کرتا کئی دن تلک صبح و شام

تماشے کو آتے صغیر و کبیر — وضیع و شریف اور برنا و پیر

قضارا وہ دونون جوان بھی کہیں — گئے ہاںکے وہان سیر کرنے کے تئیں

جو دیکھیں تو اک خلق کا ہی ہجوم — تماشونکی ہر طرف ہی ایک دھوم

ہزارون پری زاد اور نازنین   ہزارون طرحدار اور مہجبین
ستارونسے ہین ہر طرف جلوہ گر   اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر
نہین ہی خبر ایک کو ایک کی   یہہ کثرت ہی کچھ خالق کی ہو رہی
اِسی دھوم مین دونون وہ آشنا   ہوئے یکدگر سے ذرا وہان جدا
نہ اُسکو رہی مطلق اِسکی خبر   نہ اِسنے یہہ جانا گیا وہ کدھر
اِسیہین پھر اُندونو نہین سے جو وہان   ہوا وارد اِک جا کہین نا گہان
تو آیا میانہ اِک اُسکو نظر   کہ تھی جسمین محبوب رشک قمر
ہوا سے جو پردہ اُٹھا ایک بار   تو قدرت خدا کی ہوئی آشکار
گرا پردہ پھر آن کی آن مین   جو ان کے ہوئی بیکلی جان مین
لگا تھاما سے وہین متصل   لگا تھامنے ہاتھہ رکھہ رکھہ کے دل
ہوا خلق کا آکے سر پر ہجوم   تماشائیونکی ہوئی ایک دھوم
اِسی مین وہ بچھڑا ہوا آشنا   کہین آن پہنچا اُسے ڈھونڈھتا
جو دیکھے تو یہہ کچھ ہی حال رفیق   ہوئی دیکھہ کر حالت اُسکی رقیق
لیا وونہین سر اپنے زانو پہ دھر   لگا پونچھنے اُسکی مژگان تر
لگا کہنے ائی دوست کیا حال ہی   یہہ کسو اسطے تیرا احوال ہی
ہوا دم کے دم مین تو کسکا شکار   گیا کون تیرے تئین تیر مار
ہوا کسکا زخمی بتا تو مجھے   کچھ اندوہ دل کا سنا تو مجھے
بتا کچھ بھی اُسکا تو نام و نشان   کہ تا جا کے لے آؤن مین اُسکو یہان

جوان نے یہہ سنکر دلا سے تمام ۔ کہا یار بتلاؤں کیا اُسکا نام
خدا جانے کیسا طلسمات تھا ۔ جو یک دم پچھلاوا سا جاتا رہا
نہ نام اُسکا پایا نہ اُسکا نشان ۔ نہ معلوم کچھہ کرنے پایا مکان
مگر اُسکے چہرے کے سب خط و خال ۔ جنھوں نے وہ رکھتا تھا زینت جمال
منقش وہ سب دل پہ ہیں ہو رہے ۔ اگر اُنکو پوچھے تو کہدون تجھے
رفیق اُنکتئین پوچھکر سر بسر ۔ لگا کھینچنے ایک کاغذ اُپر
ہوئی جب وہ تیار تصویر سی ۔ تو یکبارگی ہاتھہ مین اُسکے دی
وہ کرتے ہی اُسپر نظر ایکبار ۔ لگا کہنے ہان سب یہہ نقش و نگار
بعینہ اُسی شکل کے ہین کھچے ۔ اِسی شکل نے بیکلی دی مجھے
بس اِکبار کاغذ کو وہ آشنا ۔ لئے ہاتھہ مین اُٹھے رخصت ہوا
لگا ڈھونڈھنے ہر طرف اُسکتئین ۔ کہ پیدا کرے جاکر اُسکو کہین
پھرا ملک در ملک لیل و نہار ۔ و لیکن نپائی کہین زینہار
ہوا تب تو حیران وہ آشنا ۔ بناچار اِسی شہر کو پھر پھرا
ولے دلمین سنحت اپنے محجوب تھا ۔ کہ منہہ آشنا کو دکھاؤنگا کیا
اِسی سوچ مین اپنے گھر کے تئین ۔ گیا حیرت آگین و اندوہ گین
و لیکن مغموم تھا ہو رہا ۔ نہ گھر بیچ اپنے وہ ہرگز گیا
پڑا جا کسی گھر مین ہمسایے کے ۔ غم و درد و اندوہ اپنا لئے
سنی زن نے اُسکی یہہ جو ہین خبر ۔ بلاکر کہا دائی کو زود تر

کہ دائی یہہ دے جا کے اُنکو پیام — کہ کیسا یہہ سنگین دلی کا ہی کام
گئے بیاہ کر مجھکو جس روز سے — ہون مرتی مین اندوہ جانسوز سے
نظر بھر کے بھی تم کو دیکھا نہین — مرا کوئی ارمان نکلا نہین
پھر اسپر جو مدت مین آئے بھی ہو — تو اسطرح باہر سے ہو گئے سو
بھلا یہہ بھی ہی کوئی محبت کی چال — ذرا تو اسے دل مین کیجے خیال
گئی لیکے دائی یہہ زن کا پیام — سنایا بخوبی اُسے جا تمام
جوان سنکے اسکے تئین چپ رہا — جواب اسکا مطلق نہ اسکو دیا
پھری دائی حسرت زدہ اور اُداس — لگی آن کر کہنے بی بی کے پاس
کہ مینے تو پہنچا دیا سب پیام — پہ کرتے نہین کچھ وہ کلمہ کلام
خدا جانئے اسکا باعث ہی کیا — سمجھتی نہین ہون مین اسکو ذرا
ہوئی سنکے بی بی کتئین بیکلی — نہایت ہی بیتاب و مضطر ہوئی
لیا منہہ پہ لاچار اپنے نقاب — چلی گھر سے کھاتی ہوئی پیچ و تاب
کیا جا کے شوہر کتئین پھر سلام — لگی کہنے بیتابی اپنی تمام
کہ بتلاؤ تو اسکا باعث مجھے — ہو کیون آن کر گھر کے باہر سے
ہوئی مجھسے تقصیر ایسی وہ کیا — کہ دیتے ہو مجھکو یہہ جسکی سزا
مین کبتلک تڑپھتی رہون صبح و شام — رہون کب تلک جیتی لے لیکے نام
بھلا ہی اگر مار ڈالو مجھے — جدائی کا پرداغ مت دو مجھے
ہی اس جینے سے مجکو مرنا بھلا — کہ اسطرح تم سے رہون نت جدا

وہ شوہر بس غم مین بیہوش تھا — سنی زن کی آواز جو ہین ذرا
وہین کھول کر آنکھہ دیکھا اُسے — نظر جون پڑا اُسکا نقشا اُسے
موافق نظر آیا کاغذ کے سب — لگا دلہین کہنے یہہ خوش ہوکے تب
کہ بارے وہ مقصود حاصل ہوا — تجسس مین تھا جسکی مین جا بجا
پھرا واسطے جسکے مین سربسر — سو اپنے ہی گھر مین وہ آیا نظر
گیا اُٹھہ کے گھر مین شتابی وہین — لگا کہنے زن سے سن ای نازنین
حقیقت مین یون ہی میری واردات — بنی ہی اب اِسطرحسے آکے بات
وہ ہی آشنا جان و دل سے مرا — سراپا مجسم بصدق و صفا
مجھے اُس سے ہی یاری و دوستی — جدائی نہین ہی کسی بات کی
سو ہی جان پر اُسکے اب آبنی — مصیبت سے ہی روز و شب آبنی
نہین دیکھہ سکتا مین اِس حال کو — یہہ زحمت کو اور اُسکے جنجال کو
خوشی میری گر تجھکو منظور ہی — نشے مین مرے گر تو مخمور ہی
تو کہتا ہون جو مین تجھے اُسکو مان — چل اب اُس سے مل تا بچے اُسکی جان
بر احال آتا ہی اُسکا نظر — خدا جانئے کیا ہو شام و سحر
مرا دوست اور یار جانی ہی وہ — مرا باعث زندگانی ہی وہ
بس اِک عمر مین وہ ہی اِک آشنا — زمانے نے میرے تئین ہی ملا
کہان دوست ملتا ہی ایسا کہین — کہ دنیا مین بو دوستی کی نہین
اگر اُسکی خاطر نہ ہرگز رکھون — تو کب آشناؤن مین محسوب ہون

سنا زن نے شوہر کا جون یہہ کلام — ہوئی اُسکو اِکبار حیرت تمام
لگی کہنے کیا خوب یہہ تو کوئی — عجب طرح کی بات تمنے کہی
مگر کچھ دوانے ہوئے ہو گے تم — کدھر کو تمھاری ہوئی عقل گم
لگے آگ اِیسی آشنائی کتیئین — اور اِس طرح کی باوفائی کتیئین
کدھر ننگ و غیرت تمھاری گئی — یہہ کسطرح کی عقل ماری گئی
جو ناموس کو اپنے غیرونکے پاس — حوالے لگے کرنے ہو بے ہراس
کہانا تمھین مرد ہی کیا ضرور — ہوئے اِسقدر جو حمیت سے دور
بس اب چوڑیان پہنیے آپ سے — بس اب اُوڑھنی اُوڑھیئے آپ سے
یہہ ہرگز ہوا ہی نہ ہوگا کبھی — کہین جا کے منہہ دیکھون اُسکا کبھی
وہ ہی کون اور ہی کدھر کی بلا — مجھے اُسکے ملنے سے ہی کام کیا
سنین باتین زنکی یہہ شوہر نے جب — لگا کہنے بس دیر مت کیجیے اب
اگر زندگی ہو مری چاہتی — وگر کچھ خوشی ہو مری چاہتی
تو بس کر لو جلدی سے اپنا سنگار — جہان تک کہ ہوتا ہی نقش و نگار
اور اُٹھہ کر شتابی چلو میرے ساتھہ — کہ پکڑا دون جا ہاتھہ مین اُسکے ہاتھہ
محبت کے عالم مین ہون سرخرو — کہاؤن نہ خام اُلفتون مین کبھو
سنا زن نے اصرار شوہر یہہ جب — تو لاچار دلہین ہوئی اپنے تب
نہایت ہی مجبور و معذور ہو — گئی اُٹھہ کے گوشے مین اِکطرفکو
کیا سارا انکھہ سکھہ سے اپنا سنگار — بنی آن کی آن مین نو بہار

ہوئی پاس شوہر کے آکر کھڑی   کہا رو کے چار جیسی مرضی تری

کہ ہر طرح فرمان مین ہون ترے   تو مختار ہی جسکے تئین چاہے دے

چلے گھر سے پھر ہو کے دونون بہم   رضا جوئی مین سن کے ثابت قدم

پھر اتنے مین کیا اُنکو آیا نظر   کہ ہین چور بیٹھے ہوئے راہ پر

ہوئے خوش اُنھین دیکھکر ایکبار   کہ کیا مفت کا ہاتھ آیا شکار

وہین سب طرف سے لیا آکے گھیر   لگے کہنے بس کیجئے اب نہ دیر

اُتار و زر و زیور اپنا تمام   نہین دم مین دونو نکا کرتے ہین کام

کہی زن نے تب اُنکے تئین اتنی بات   کہ ڈالو ابھی تم نہ کچھ مجھپہ ہات

سنو پہلے قصہ مرا گوش کر   کہ ہی ماجرا میرا کیا سر بسر

پھر اُنسے وہ اپنی حکایت تمام   حکایت تمام اور حقیقت تمام

مفصل کہی کرکے اک اک ادا   اور آخر کتئین پھر یہہ وعدہ کیا

کہ جسدم پھرونگی مین اودھر سے ہو   بجا لاکے شوہر کے احکام کو

تو زیور یہہ سب دونگی تمکو اُتار   یہی مجھ مین تم مین ہی قول و قرار

ہوئے چور خوش سنکے زنکا کلام   لگے آفرین کہنے مل کر تمام

کہ رحمت خدا کی ہی اس زن کتئین   نہو ویگا کوئی ثانی اسکا کہین

جو شوہر کی ہو ایسی فرمان پذیر   اطاعت مین سچ مچ ہی کوئی بے نظیر

ہی شوہر کو بھی اسکے پھر آفرین   نہ اس سا بھی کوئی آشنا ہو کہین

کیا جسنے یون دوستی کا نباہ   اسے کہتے ہین دوستی واہ واہ

لگے کہنے پھر زن کے تئیں ملک سب ۔۔۔ کہ جا بس تعرض نہیں تجھے اب
زن و شوہر اکبار ہو شادمان ۔۔۔ ہوئے منزل دوست کے تئیں روان
مع الخیر پھر جا کے دروازے پر ۔۔۔ کی دوستک سے آنے کی اپنے خبر
پھر اک جا کسی گھر میں زنکو بٹھا ۔۔۔ خبر کے لئے آپ اندر گیا
جو دیکھے تو وہ دوست بیہوش ہی ۔۔۔ بدستور ویسا ہی خاموش ہی
زمین پر پڑا ہی بحال حزین ۔۔۔ بد و نیک کی کچھ اُسے سدھ نہیں
رمق سی ہی اک جان باقی رہی ۔۔۔ سو وہ بھی ہی کوئی آن باقی رہی
کر افسوس حالت پر اُسکی تمام ۔۔۔ خبر اپنی کرنے لگا لیکے نام
پڑی کان میں جو نہیں اُسکی صدا ۔۔۔ وہیں کھول کر آنکھ دیکھا ذرا
کہا اُسنے لے ہو بس اب ہوشیار ۔۔۔ میں لایا اُسے جسکا تھا انتظار
چل اُٹھ اور شتابی سنبھال آپکو ۔۔۔ زیادہ بس اِس سے نہ مغموم ہو
یہہ سنتے ہی مردہ سا وہ جی اُٹھا ۔۔۔ لگا کرنے جان اور دل سے دعا
بلا لایا جا پھر یہہ زن کے تئیں ۔۔۔ اُسی اپنی سرو وسمن کے تئیں
بٹھا کر مقابل بس اُسکے شتاب ۔۔۔ الگ ہو گیا تا ہو رفع حجاب
وہ مدہوش دیکھ اُسکو اکبار گی ۔۔۔ لگا دل میں کہنے وہی ہی وہی
پھر اُسکے تئیں اپنا سب ماجرا ۔۔۔ جو گذرا تھا رو رو سنانے لگا
کہ یوں میں جھلک کو تری دیکھکر ۔۔۔ ہوا آن کی آن میں بے خبر
تماشائی یوں مجھ پہ رکھتے تھے دھوم ۔۔۔ تھا اِسطرح خلقت کا سر پر ہجوم

سلامت رہے یہہ مرا آشنا ۔ جو اُسوقت مین پہنچا مجھہ پاس آ
اُس احوال مین لی خبر آن کر ۔ گیا ڈھونڈھنے پھر یہہ جیدھر تدھر
بہت سعی کرکر بہت جستجو ۔ کیا پیدا بارے تجھے ماہ رو
خدا اُسکو تئین خیر کی دے جزا ۔ جو لی اسطرح جان میری بچا
بس اب تو مصیبت مری دیکھہ تو ۔ شتابی کہین مجھسے ہو خندہ رو
پلا شربت عناب لب کا مجھے ۔ کہ دلکی حرارت مری تک بجھے
کہین ہاتھہ رکھہ میرے دلپر شتاب ۔ کہ ٹھہر تک تھمے اور تھمے اضطراب
غرض اپنے دکھہ درد کی گفتگو ۔ یونہین زن کے تھا کہہ رہا روبرو
ولے زن نہ زنہار گویا ہوئی ۔ نہ مطلق کسیطرح سے وا ہوئی
بھوین تان کر اور بدل تیوری ۔ کن انکھیونسے تہدید کرنے لگی
اور اکبار غصے سے منہہ کر کے لال ۔ لگی دیکھنے ہو کے آشفتہ حال
اُس آثار کو دیکھہ کر وہ حزین ۔ لگا پوچھنے وجہ خفگی کے تئین
کہ کیون کساے اتنی ہو بے مزا ۔ سبب کیا کہو مجھسے کچھہ تو ذرا
کی وجہ اُسکی پھر زنمے رہ رہ بیان ۔ مگر کی اشارون ہی سے سب عیان
بجز چشمک و جنبش سر سوا ۔ زبان سے نہ حرف اپنا کوئی کہا
ہوا دوست حیران سمجھہ کر یہہ حال ۔ اُٹھایا عجب طرح کا انفعال
رہا دیر تک اک ندامت زدہ ۔ ندامت زدہ اور خجلت زدہ
پھر آخر کے تئین آشنا کو بلا ۔ بس اکبار گی اُون پر گر پڑا

کہ بخش اب دل و جانسے میری خطا　　میں کیا جانتا تھا یہ کچھ ہوئیگا
خجالت رہی زندگی تک مجھے　　کہ پھر آنکھ دیکھو نگا کیونکر تجھے
غلاموں کا تیرے ہوا میں غلام　　میں کیا لے سکوں آشنائیکا نام
ادا جسقدر تو نے کی دوستی　　جہاں میں رہے یہ حکایت تری
بہرحال اب میں نے میرا سخن　　یہی دین و دنیا کی میری بہن
میں اسکی بھی عصمت کا ممنون ہوں　　میں اسکی بھی غیرتکا مفتون ہوں
حقیقت میں کہیئے انھیں کی بیان　　انھیں سے ہی قایم زمین آسمان
کہ ہم حکم شوہر کا لاوے بجا　　ہم اپنے تئیں یوں اچھو تار کھا
بس اب گھر کو دونوں سدھار و شتاب　　ہی تاخیر میرے لئے اک عذاب
یہ کہہ سنکے دونوکو رخصت کیا　　بہت اپنا عذر خجالت کیا
پھر سے گھر کو وانسے زن و شو بہم　　خوشیکے وہ بھرتے ہوئے اپنے دم
اسی میں ہوا آکے اسنجا گذار　　تھی جسجا وہ چوروںکی بیٹھی قطار
وہیں زنے درخواست سے پیشتر　　اُتارا اپنے زیور کتئیں سر بسر
کیا ڈھیر جاکر اُنھوں کے حضور　　بعین رضامندی و صد سرور
رئیس اُنکا آپس میں کہنے لگا　　کہ زن اسطرح جب ہو وعدہ وفا
تو پھر ہمسے مردوں کو ہی انفعال　　جو مال اُسکا آگے ہو ہم پر حلال
یہ کہہ اور اپنے بھی کچھ پاس سے　　ملا اُس میں زیور حوالے کئے
زن و شو گئے گھر کو مسرور و شاد　　ملی جیسے نیت تھی اُنکی مراد

کہ عصمت نے بھی کچھ نپایا خلل — اور اخلاص میں بھی نہ آیا خلل

وہ گوہر کہانی یہہ جب کہہ چکی — تو پھر شاہزادے سے کہنے لگی

کہ فرمائیے بارے شاہ جہان — ہوا لطف کیا اسکا تم پر عیان

کہا شاہ نے رحمت اُس دوست پر — فدا دوست پر جو ہوا اسقدر

وہ عورت نے سن شاہ سے اتنی بات — کہا بس تم اب جاؤ عالی صفات

وزیر اپنے کو بھیج دو میرے پاس — کہ تا اُسکی بھی ہون حقیقت شناس

پھر آیا وزیر اور سننے لگا — اسیطرح جب وہ بھی سب سن چکا

تو اُسنے بھی عورتنے پوچھا یو نہین — لگا کہنے سنکے وزیر اسکے تئین

کہ کیا نیک طینت تھا وہ آشنا — جو زنکو بہن کہہ کے رخصت کیا

پھر آیا وہ سوداگر اس مین وہان — سنا اُسنے بھی سربسر داستان

لگا کہنے خوش ہوکے وہ بھی یو نہین — کہ رحمت ہی عورتکو اور آفرین

جو شوہر کے احوال پر کر نظر — ہوئی تابع حکم وہ اسقدر

پھر اُسکو بھی گوہر نے رخصت کیا — سزاوار تحسین و مدحت کیا

بلایا وہ زرگر کے تئین جسگھڑی — اور اُسکے بھی آگے کہانی کہی

تو اکبار سنکر وہ کہتا ہی کیا — کہ ہی سخت یہہ تو تعجب کی

جو چوروننے یون چھوڑا اُنکے تئین — فقط سنکے اُسکے سخن کے تئین

اور اُسپر نہ زیور بھی اُسسے لیا — علاوہ برین آپ بھی کچھ دیا

سنی جوہین عورتنے بس اتنی بات — تو اکبارگی اپنا پھیلا کے ہات

لگی کہنے بس لعل جلدی نکال   نہیں تو برا ہوئیگا دم مین حال
کوئی جلد اِتنا بھی کہتا ہی بھید   نتھی اتنی جلدی کی تجھسے امید
بہت کام مین اپنے تو خام ہی   یہہ خامی کا سارا ترا کام ہی
سنا جب یہہ زرگر نے سارا کلام   لگا کانپنے اور لرزنے تمام
کہا جی مین اِنکار کیا فایدہ   جو معلوم ہونا تھا سو ہو چکا
نکالا کر مین سے چارون کتین   رنکھار و برو ہوگے بس شرگین
اور آہستہ پھر اُس سے رخصت ہوا   گیا اُس جگہہ تھی جہان آسکی جا
گئی رات روشن ہوئی صبح جب   بلا چارونکو پاس گوہر نے تب
کہا مینے ہر چند تفتیش کی   ہر اِکطرف کی بات سب سے کہی
ملا پر نہ لعلون کا ہرگز نشان   خجالت ہوئی مجھکو تم سے ندان
پس اپنے خزینے سے مین ویسے لعل   تمھارے ہین کھوئے گئے جیسے لعل
ہون دیتی تمھین لو بس اب گھر کو جاؤ   اور آگے نہ یہہ بات کچھ منہہ پہ لاؤ
وزیر اپنے لعلون کو پا خوش ہوا   دعا دیکے گوہر کو بس گھر گیا
اُسیوقت پھر شہ سے ماذون ہو   گیا بیچنے اُن کو بازار کو
کھڑا تھا کہین راہ مین کوتوال   سمجھکر وہ بدبخت چوریکا مال
کیا دفعتہ آن کر دستگیر   پڑا قید خانے مین جاکر وزیر
سحر کے تئین لے گیا شاہ پاس   کر تھا محکمہ وہ عدالت اساس
ہوا جا کھڑا اِکطرف کو وزیر   تھے حاضر جہان سارے برنا و پیر

کہا شاہ سے عرض کر ماجرا — ترے ہاتھ یہہ مال کیون کر لگا
وزیر اپنی روداد کو سر بسر — لگا کہنے دست ادب باندھکر
سنا شہ نے جب شاہزادیکا نام — کہ ہی کا مگار معلی مقام
کہا جا بلا لا اُسے میرے پاس — کہ تا سب حقیقت کرون مین قیاس
گیا لیکے شہزادے کو پھر وزیر — جو رخشندہ تھا شکل ماہ منیر
نظر کرتے ہی شہ نے شہزادے پر — کہا بارے کہئیے تم آئے کدھر
کہی شاہزادے نے پھر سرگذشت — جو بیتی تھی اُسپر بشہر اور بدشت
سنہ اُسکے تئین سنکے حیران ہوا — پھر الطاف وشفقت سے خندان ہوا
حوالے کئیے چار ون لعل اُسکے تئین — کہا مال دزدی یہہ ہرگز نہین
سنو آگے اِس سے تماشے کی بات — کہ ہوتی ہی اور آگے کیا واردات
گیا تھا وہ شہ پاس جب کامگار — جھروکے مین تھی دختر شہریار
نظر اُسکی جو ہین تک اُسپر پڑی — وہ عاشق ہوئی اِسکی اِکبار گی
لگا عشق کا یکبیک دل مین تیر — ہوئی قید اُلفت مین فورا اسیر
تڑپھنے لگی تلملانے لگی — ودا دائیون کو رلانے لگی
لگی سوکھنے دن بدن اِس طرح — کہ شاخ خزان دیدہ ہو جسطرح
ہوئی رفتہ رفتہ خبر باپ کو — پڑی پھر چے مین آن کر گفتگو
کہ یہہ کچھ ہی اب شاہزادیکا حال — خدا جانئیے ہووے کیسا مآل
کہا شہ نے شہزادیکو تب پیام — کہ اِسطرح منظور ہی تمسے کام

ہوا کامگار اسکے تئین سنکے شاد   کہ الطاف غیبی نے بخشی مراد
کیا ہوکے خوش جان و دلسے قبول   غرض دون کہانتک اب آگے ہین طول
ہوئی شاہ کو سن نہایت خوشی   تیاری کی وصلت کے انجام کی
معین پھر اک کرکے وقت سعید   کہ تھا میمنت مین جو مانند عید
کیا بیاہ با حشمت و عز و شان   کہ تفصیل ہی جسکی فوق البیان
لکھے شرح گر اُسکی یکسر تمام   تو دفتر کے دفتر ہون ہووین رقم
غرض جب ملا اسطرح مدعا   تو پھر رات دن اور صباح و مسا
لگا رہنے خوش وہ شہ کامگار   بصد عیش کٹنے لگا روزگار
کیا سب رفیقون کتئین پھر نہال   تھے تکلیف مین اُسکے جو خستہ حال
نئے سر سے سبکو فراغت ہوئی   وہی تازہ پھر شان و شوکت ہوئی
گئے بھول سب اپنا رنج و محن   بجائے خزان ہوئی بہار چمن
ہوئے شاد سب دلسے اور باغباغ   مٹے جتنے سینون پہ تھے غمکے داغ
اُٹھائی تھی آوارگی جسقدر   مبدل وہ عشرت سے ہوئی سربسر
پھرے جسطرح یکبیک اُنکے دن   ہمارے تمھارے پھرین ویسے دن

* اعادۂ داستان جہاندار شاہ *

غرض جب وہ طوطی یہہ قصے کئی   جہاندار سے باغ مین کہہ چکی
توقی الجملہ خاطر جہاندار کی   تسلی و تسکین پاتی چلی
لگا دل مین کہنے یہہ امید لا   کہ جیسے ہوا اُن سبھون کا بھلا

عجب کیا مرے دن بھی یونہین پھرین — یہہ راتین الم کی نہ یکسان رہین
خدا سے مین کیون اپنی توڑون امید — وہی سب کرے ہی سیاہ و سفید
یہہ کہہ کر اُٹھا اِکطرف سوے باغ — بجان حزین و دل داغ داغ
کہ اِکبار ہی اِس مین کیا دیکھتا — کہ کچھ شور و غل سا چمن مین اُٹھا
ہر یکطرف ہی آب پاشیکی دھوم — روش اور خیابان پہ ہی کچھ ہجوم
پڑے دوڑتے پھرتے ہیبن باغبان — یہان سے وہان اور وہانسے یہان
لگاتے ہیبن فوارے حوضون مین لا — تکلف مین ہیبن سو بسو جابجا
بناتے ہیبن کچھ باغ کی ڈالیان — لگاتے ہیبن دونون مین کچھ سبزیان
کہیبن جھاڑتے ہیبن چمن کے تئین — بناتے ہیبن سرو و سمن کے تئین
جہاندار حیرت کے عالم مین آ — کسی سے لگا پوچھنے جو ذرا
کہ بتلاؤ کیسی ہی یہہ کھلبلی — یہہ ہی کسلئے دھوم اتنی مچی
تو بولا جواب اُنہین سے یون کوئی — کہ آمد ہی یہہ بہرہ ور بانو کی
کہاتا ہی جسکا یہہ مشہور باغ — یہہ ہی جس سے سرسبز و معمور باغ
جسے کہتے ہیبن دختر شہریار — ہی فرمان مین جسکے سارا دیار
سو وہ آج گلگشت کو آئیگی — کوئی دم مین تشریف فرمائیگی
ہم اُسکے لئے کرتے ہیبن دھوم دھام — کہ تا سب رکھین اپنا تیار کام
ملے سیم و زر ہم کو انعام مین — وگرنہ ہون مغضوب الزام مین
جہاندار سنتے ہی یہہ خوش خبر — خوشی سے دوانا ہوا سر بسر

کہ بارے یہان تک تو پہنچے نصیب — پھر آگے بھی جو کچھ دکھاوے نصیب
یہہ کرتا ہی تھا اپنے دلسے کلام — کہ آئے سوارکے بس خاص و عام
دکھائی دیا سب جلوس و تزک — پھر اُسنے ہی کیا دیکھے ہی یکبیک
کہ پیدا ہوئی محافیون کی قطار — ہوئی اہتمام کی ہر سو پکار
خواص اور خواجہ سرا ہر طرف — پس و پیش ترتیب سے صف بصف
لئے نالکی بیچ مین زر نگار — کئے آتے ہین مور چھل باوقار
جہاندار دیکھ اُس تجمل کتئین — لگا تھامنے اپنے دل کو وہین
غریب اور بیکس سا اِکطرف کو — کھڑا رہ گیا نقش دیوار ہو
کہ اتنے مین اِک دایۂ پیرزن — نہایت شناسا و آگاہ فن
نظر کرکے سرتا بپا اُسکے تئین — لگی پوچھنے پاس آکر وہین
کہ کہہ تو مسافر ہی کس ملک کا — یہان کسطرح تیرا آنا ہوا
پھرا تا تو مغموم و محزون ہی کیون — سراپا ترا اِتنا مفتون ہی کیون
تجھے کیا مرض اور کیا درد ہی — یہہ کیون رنگ رو سب ترا زرد ہی
کھڑا ہی تو ششدر سا کسواسطے — سبب کیا تو وحشی ہی جسواسطے
جہاندار نے تب دیا یہہ جواب — کہ بتلاؤن کیا اپنا حال خراب
کہان دل ہی مجھکو کہان ہی دماغ — کہ یکدل پہ میرے ہزارون ہین داغ
مجھے عشق کے سانپ نے ہی ڈسا — ہون مدتسے اسدام مین مین پھنسا
نہ گھر کی خبر نہ وطن کی مجھے — نہ گل کی خبر نہ چمن کی مجھے

ہوں اِس باغمیں کبھی دیوانہ وار — نجانوں یہہ صحرا ہی یا لالہ زار

بس اُس پیر زننے یہہ سن گفتگو — کہا وہ وہاں جا بہرہ ور بانو کو

کہ صدقے گئی اِک عجب نوجوان — دکھائی دیا باغ میں ہی یہان

کہ ہو مہر تابان بھی جسّے خجل — پر اُسکا بھی جسپر نکل جاے دل

ہر یک بات کرتا ہی وہ دردناک — کہ ہوتا ہی سنکر جگر چاک چاک

خدا جانے آیا ہی کسطرف سے — نہیں خوب معلوم ہوتا مجھے

یہہ سن بہرہ ور بانو دائی کی بات — وہیں جھانکنے کی لگی کرنے گھات

پھر آخر کو پردے کتئیں چھید کر — نظر کی جہاندار پر سربسر

ہوئی دیکھ کر وہ وہیں بے اختیار — بہانے لگی اشک خون زار زار

پھر اُتنے میں گھبرا کے یکبار گی — وہ تصویر جو پاس ہر وقت تھی

شتاب اُسکو صندوقچے سے نکال — مقابل لگی کرنے سب خط و خال

موافق پڑی سب طرح جب کہ وو — تو یکبار گی پھر دوانی سی ہو

لگی کہنے دائی کو سنتی ہی دائی — اِسی نے مری ہی یہہ حالت بنائی

اِسی کے لئے ہی مرا سب یہہ حال — اِسی کے الم کی ہوں میں پایمال

اِسی موذی نے دی ہی ایذا مجھے — اِسی نے دیا ہی یہہ سودا مجھے

بس اب میرے دکھ کا ملا مجھکو چور — ولے چور ہی با عجب زور و شور

کہ ہاتھ اُسکا آنا ہی خیلے کٹھن — وصال اُسکا پانا ہی خیلے کٹھن

ہوئی پھر جو بیتابی آشفتگی — تو کچھ باغ کی بھی نہ گلگشت کی

پھری دفعتہ گھر کو وہ پرین شتاب ۔ گری جا پلنگ پر بحال خراب
سرشک مصیبت بہانے لگی ۔ تڑپھنے لگی تلملانے لگی
خوشی اور چہلاپن گئی ساری بھول ۔ لگی رات دن رہنے پیہم ملول
جو دن ہی تو یاد جہان دار ہی ۔ جو شب ہی تو پھر یہی اذکار ہی
نہ کھانا نہ پینا نہ سونا کبھی ۔ نہ باتون مین مشغول ہونا کبھی
وہی دیکھنا بیٹھے تصویر کو ۔ وہی کرنا پھر پھر کے تقریر کو
نظر کر کے دائی اس احوال کو ۔ مصیبت کو اور اسکے جنجال کو
پشیمان کہنے سے اپنے ہوئی ۔ کہ کیون مینے ایسی خبر آکے دی
مین کیا جانتی تھی یہہ ہوویگا حال ۔ نہ تھا میرا ہرگز یہہ وہم و خیال
مین بدبخت نے کس لئے اتنی بات ۔ کہی یکبیک آہ حماقت کے سات
جو یہہ پھول کیطرح مرجھا گئی ۔ قلق مین بیک بارگی آگئی
پھر اتنے مین لاچار ہو باپ پاس ۔ گئی ہو کے غمین اور بے حواس
لگی کہنے گر جی کی پاؤن امان ۔ تو کچھ بات دل کی کرون اب بیان
کئی دن سے مین شاہزادی کا حال ۔ برا دیکھتی ہون بحزن و ملال
غم و فکر سے ہی گئی اتنی سوکھ ۔ کہ جیسے خزان دیدہ ہو کوئی روکھ
گھلی جاتی ہی شمع سان دم بدم ۔ کبھی خشک لب ہی کبھی چشم نم
عمون جب نہ تب بھرتی ہی آہ سرد ۔ ہوا جاتا ہی دن بدن رنگ زرد
نہ پالا تھا مینے اسے اس لئے ۔ کہ پی پی کے یون خون دل وہ جیئے

ابھی اُسنے دنیا کا دیکھا ہی کیا — ہو ننھی سی جان اُسکی یون مبتلا
نہین تمکو زنہار کچھہ اُسکی فکر — کبھی کچھہ نہ شادی کا کرتے ہو ذکر
کرون اور کیا آگے اِس سے بیان — کہ سب وجہ غم کی ہی تم پر عیان
سنا شہ نے دائی کا جب یہہ کلام — وہین پا گیا اپنے دل مین تمام
کہ تصویر کی بھی خبر تھی اُسے — یہی چرچے آگے بھی تھے ہورسے
بس اُس وقت اِکبار ہو بے حواس — ہوا زندگانی سے اپنی نراس
مشوش ہوا اور گھبرا گیا — بلا کر وزیرون سے کہنے لگا
کہ یون شاہزادی کا احوال ہی — یہہ کچھہ اُسکے جی کا بنا حال ہی
بتاؤ کرون اِسکی تدبیر کیا — خدا جانے ہی اُسکی تقدیر کیا
وزیرون نے سنکر کیا التماس — کہ ای شاہ دانا ارسطو قیاس
ادب سے نہین عرض کر سکتے ہم — جو کچھہ اُسکا سنتے ہین درد و الم
یہہ حضرت نے گویا کرامات کی — کہ جاگہہ ملی ہم کو اُس بات کی
سوا لاچار کرنا گذارش ہوا — کہ ہوتا چلا اب سخن بر ملا
مناسب ہی وصلت کی تدبیر ہو — ولے جلد ہووے نہ تاخیر ہو
جو شادی بھی ہو تو جہاندار سات — کہ ہی غم مین اُسکے ہی ساری یہہ بات
اُسیکی ہی تصویر پر ہی یہہ حال — اُسیکا ہمیشہ ہی رہتا خیال
اور اُسکے بھی یکسر حسب اور نسب — محقق ہین ہم خانہ زادون پہ سب
کہ بیشک ہی وہ زادۂ شہریار — پدر بر پدر شاہ عالی وقار

وہی ایلچی جس کا تھا پھر گیا　　وہی شہر سے جسکو باہر کیا

پس اُس سے یہہ گوہر ہو پیوند اگر　　تو سرور ہو مملکت سر بسر

تامل کا ہرگز نہیں کچھ مقام　　شتابی سے کر بیٹھئے اب یہہ کام

شہنشہ نے سنکر یہہ اُنکے جواب　　کہا واقعی ہی یہہ رائے صواب

ولے پہلے اِک شخص روشن قیاس　　مناسب ہی جاوے جہاندار پاس

کرے پھر بھی اوضاع سب اُسکے غور　　لیاقت اور آدابکے سارے طور

فراست کرے اور آکر کہے　　جو ہووے تسلی مجھ و مجھے

گیا پھر وزیر اِک جہاندار پاس　　ذہین و ذکی و قیافہ شناس

ہر یک علم و آداب کی گفتگو　　فضیلت ہر اِک طور کی مو بمو

حکایت روایت میں دریافت کی　　یہی بات آخر محقق ہوئی

کہ ہی سب کمالات میں بے بدل　　حسب اور نسب میں بھی ہی بے خلل

کیا عرض آ بادشہ سے تمام　　ہوا سنکے خوش شاہ والا مقام

کہا خیر بہتر ہی شادی کرو　　ولیکن شتابی سے انجام دو

گیا اُٹھ کے دولت سرا میں وہیں　　کہا بہرہ ور بانو کی ماں کے تئیں

کہ لو شاہزادی کی شادی کرو　　سر انجام وصل مرادی کرو

مبارک سلامت ہوئی ہم دگر　　نشاط و طرب ہو گئے سر بسر

لگے پھرنے سب اہلے گہلے بہم　　فراموش ہو گئے سب اندوہ و غم

محل میں ہوئی چہل بس ایکبار　　لگے قہقہے پڑنے بے اختیار

سنی بہرہ ور بانو نے پھر خبر   شگفتہ ہوئی شکل گل سر بسر
بلائین لگی لینے دائی کی جا   کہ جسکی زبان سے یہہ سب کچھ کہا
سنو آگے اب داستان بیاہ کا   عروس اور داماد دلخواہ کا

* منعقد شدن مجلس عروسی و دامادی *

* جہاندار شاہ و بہرہ ور بانو *

پلا ساقیا بادۂ لعل گون   سمان جسّے شادیکا موزون کرون
اسی دنکی مدت سے تھی آرزو   اسی کے لئے اِتنی تھی گفتگو
وزیرونے سامان شادیکا جب   کیا کتنے اِکدن مین تیار سب
تو آکر کیا شاہ سے التماس   ہوی شاہ کو فرحت بے قیاس
منگا زایچہ بہرہ ور بانو کا   پھر اِک روز شادی معین کیا
محل مین بھی احکام پہنچے شتاب   کہ شہزادی ماہونمین بیٹھے شتاب
معین ہوئے اہل خدمت تمام   کہ جاکر اُسی باغ مین صبح وشام
جہاندار کے پاس حاضر رہین   تیاری وہانکی بھی سب کچھ کرین
کرین فکر پوشاک و اسبابکی   زری کی تمامی کی کمخواب کی
لیجاوین یہین سے تزک اور جلوس   کہ ہون جسمین نوبتکے کرناو کوس
یہہ سب کچھ جب اُسطرف کو جاچکا   تو آیا معین وہ دن بیاہ کا
چراغان کا ٹھاٹھ باندھا گیا   لب نہر پر صحن مین جا بجا
ہولے خیمے استاد پر عظم وشان   تمامی کے کھنچے گئے سائبان

بچھا فرش مخمل کا ایوان مین ۔ زری بند ھے پردے والا نمین
لگی ایک مسند جواہر نگار ۔ کہ شرمندہ ہو جس سے گلکی بہار
دھرے شمعدان بلوری تمام ۔ کہ ہر ایک پر تھا مرصع کا کام
مرتب ہوئی بزم عیش و طرب ۔ مغنی و مطرب ہوئے جمع سب
پھر اِنکاموں ہی مین پڑی جبکہ شام ۔ تو ہوئی روشنی ایک باری تمام
امیران اعظم کی آمد ہوئی ۔ کہ محفل کرین گرم تا عیش کی
طوایف نے آکر دکھائی چمک ۔ لگی تھاپ طبلونکی پھر یکبیک
بندھا راگ اور ناچ کا جو سمان ۔ سو اُس لطف کا کب ہی ممکن بیان
اِسیمین ہوئی منقضی آدھی رات ۔ اُٹھا پھر بیکبار شور برات
چلے آگے لینے امیر و وزیر ۔ ہوا اِک ہجوم صغیر و کبیر
بصد تمکنت اور بصد عز و جاہ ۔ ہوا آکے داخل جہاندار شاہ
رکھا مسند ناز پر آ قدم ۔ باقبال و دولت بجاہ و حشم
لگی چھٹنے گلریز اور ماہتاب ۔ ہوا از سر نو طلوع آفتاب
عجب کوئی عالم تھا اُس رات کا ۔ کہ عالم تھا گویا طلسمات کا
پڑھا جبکہ قاضی نے خطبے کئیں ۔ لگے ہار اور پان بٹنے وہین
وہ شربت جو دولہ کے منہہ سے بچا ۔ پلایا دلہن کو شتابی سے جا
بجھی پیاس دونونکی بارے وہین ۔ کہ تھی تشنگی کب سے اُنکے تئین
بدھاوُنکی پھر تو ہوئی دھوم دھام ۔ مبارک مبارک کا تھا شور عام

محان مین گیا پھر جہاندار شاہ — کئے سہرے مین نیچی نیچی نگاہ
بٹھایا دلہن کے تئین لا کے پاس — نچھاور لگے ہونے بھر بے قیاس
وہ مایون کا نکھرا ہوا رنگ رو — وہ بٹنون کی آتی ہوئی تن سے بو
وہ مہندیکی بو باس رغبت فزا — وہ عطرون مین جوڑا مہکتا ہوا
کہون کیا وہ پہلو جہاندار کا — ہوا دفعۃً رشک گلزار کا
ہوا آرسی مصحف اسمین عیان — عیان ہوگیا تھا جو تب تک نہان
جہاندار جون اُسکا نگران ہوا — تو اُس آرسی پر وہ حیران ہوا
یونہین تھی دلہن کو بھی حیرت تمام — کہ حاصل ہوا کسطرح دلکا کام
وہ تکتا تھا اُسکو وہ تکتی اُسے — حیا سے پہ کچھ کہہ نسکتی اُسے
نظر سے نظر جون ملی ایکبار — خوشی نے کیا دلکو بے اختیار
ہوئی دھوم جلوے کی اکبارگی — لگے گانے توہنے ساوے سبھی
چنی پھر تو نوبات اس ٹھاٹ سے — کہ لذت ملے جسکی ہر بات سے
کھلائے گئے پان تونے کے جب — رہی دو گھڑی باقی جب اسمین شب
تو گودی مین لے بہرہ ور بانو کو — جہاندار اُٹھا تخت سے خندہ رو
محافے مین جلدی کیا لا سوار — ہوا پھر تو رخصت کا شور ایکبار
دہیزون کے اسباب آئے تمام — عماری و حوضے دکھائے تمام
کئی نالکی پالکی زرنگار — کئی فیل اور اُشترون کی قطار
جواہر کے صندوقچے بے بہا — اور اقسام خلعت بھی حیرت فزا

ہزاران غلام و ہزاران کنیز ‏ ہزاران گرانمایہ ہر ایک چیز

یہہ سامان حشمت لیئے سر بسر ‏ چلا باغ کو اپنے وقت سحر

وہ ماہی مراتب وہ بان و نشان ‏ وہ نوبت کے بجنے کا صد عظم و شان

مفصل کہان تک بیان ہو سکے ‏ اگر فی المثل سو زبان ہو سکے

سخن مختصر اس تکلف کے سات ‏ جہاندار و شہ اور سب اہل برات

ہوئے باغ کے داخل اُسی باغمین ‏ کہ تھے جسکے گل ہجر کے داغمین

گئے پھر وہ خلوت مین دولہہ دلہن ‏ ہوئے ایک جا عندلیب و چمن

ہوا دست خواہش پھر اسمین دراز ‏ ہوا گرم بازار ناز و نیاز

لگی چلنے لات اور لگی ہونے بات ‏ گئی کشمکش کی ہوئی داؤ گھات

پھر آخر کتنین صورت نیشتر ‏ لگی چونچ بلبل کی کا برگ گل پر

رگ گل سے اکبار نکلا لہو ‏ محبت مین باہم ہوئے سرخرو

وہ چادر پلنگ کی سب افشان ہوئی ‏ نمایان بشکل گلستان ہوئی

اُٹھا بیچ سے جبکہ شرم و حجاب ‏ بہم پھر لگے ہونے حرف و خطاب

کہی نقل طوطی جہاندار نے ‏ طلبگار تھے اُس گرفتار نے

کہ الفت کی ہی اسطرح ابتدا ‏ مجھے اسطرح سے تعشق ہوا

کہا بہرہ ور بانو نے بھی تمام ‏ کہ تصویر نے یون کیا میرا کام

جو دکھلا گیا وہ ترا مرد پیر ‏ بتاتا تھا نام اپنا جو بے نظیر

تبھی سے مرا حال ایسا ہوا ‏ کہون تجھسے کیا مین کہ کیسا ہوا

غرض کہکے دکھ سکھ یہ دونون بہم | بیان کر کے سب داستان الم
اُٹھے خواب گہ سے بلطف و خوشی | کہ خواہش ہر یک کی حاصل ہوئی
ہوئی رسم چوتھی کی بھی جب تمام | فراغت سے کٹنے لگے پھر مدام
کسیطرح کا کچھ نتھا فکر و غم | جدائی نہ آپس مین تھی کوئی دم
کئی سال یونہین ہوئے منقضی | وطن کی پھر آکر تمنا ہوئی
دلہن سے جہاندار شہ نے کہا | کہ ای بہرہ ور بانوئے جان فزا
ہوئی مجھکو ماباپ کی آرزو | چل اب ساتھ میرے تو اُس شہر کو
کہا اُسنے جو کچھ ہو مرضی تری | مین تابع ہون اور ہونگی لونڈی تری
بلاکر کنیکو دیا پھر پیام | بعجز و بآداب و حسن کلام
کہ حضرت سے جاکر کرو التماس | کہ ای شاہ جم جاہ والا اساس
بس اب مجھکو خدمت سے رخصت کرو | بلاکر کے شہزادی کو بھی کہو
کہ ہمراہ میرے رفاقت کرے | اُسی گھر مین چلکر سکونت کرے
سنا باپ نے شاہزادی کے جب | کہ ہنگام رخصت ہی درپیش اب
مشوش ہوا سنکے اِک بارگی | کہا لیک آخر بلاچارگی
کہ جسطرح ہووے تمھاری خوشی | تمھاری خوشی ہی ہماری خوشی
کیا پھر مرخص جہاندار کو | اور اپنے بھی لخت دل زار کو
ولے وقت رخصت یہ رقت ہوئی | کہ بار انکو بھی جس سے حجلت ہوئی
عروس اور داماد عالی نژاد | چلے چھوڑ کر شہر مینو سواد

پھرا اپنے مقصد کی منزل کنتئین — لگے کرنے طی دشت و جنگل کنتئین
ہوا پہلی منزل مین جب آ مقام — تو اکبارگی طوطی نے کر سلام
کیا عرض شاہ جہاندار سے — بصد لطف و آداب گفتار سے
کہ لے ای جہاندار مقصد ترا — خدا نے تجھے اب عنایت کیا
کیا دلمین تھا مینے اپنے یہہ عہد — کہ مشکور جب ہو مری جد و جہد
تو خدمت سے تیری مین آزاد ہون — جدھر جی مرا چاہے اُڑتی پھرون
بس اب آج سے مجھکو آزاد کر — یہی مجھکو انعام امداد کر
جہاندار اُسکا یہہ سن التماس — فسردہ ہوا اور نہایت اُداس
ہوئی بہرہ ور بانو بھی کچھ ملول — پہ لاچار درخواست کی وہ قبول
جواہر کی دو پنہچیان بے بہا — پنہا کر بخوبی مرخص کیا
اُڑی جھنجھناتی ہوئی بس وہین — دعائین گئی دیتی شہ کے تئین
کیا کوچ پھر شاہ نے صبح گاہ — باسباب حشمت بسامان جاہ
لگا کرنے طی منزلون کے تئین — بیابان کے مرحلون کے تئین
مہینونکی جب راہ طی کر چکا — تو پھر یاد کر اُس طرف کو مڑا
تھے ورثے پہ دو بھائی لڑتے جہان — جنھونکی وہ تھین چارون چیزین لیان
محقق کر اُن دونونکی بود و باش — کیا اُنکو پیدا بسعی و تلاش
بہت معذرت اُنسے کر کر ادا — اُنھین چارون چیزین وہ دینے لگا
کیا دونون بھائیونے تب التماس — کہ ای شاہ فرخندہ و حق شناس

نہین پھیرنا اب کچھ اِنکا ضرور   خوشی ہے یہہ کہین ہم نے نذر حضور
یہہ لایق سلاطین ہی کے ہین سب   ضرورت ہی چند ان ہمین اُنکی کب
بھلا یہہ ہماری نشانی رہے   ترے پاس تا زندگانی رہے
کیا عہد کے تئین جو تونے وفا   سو لطف اُسکا ہم کو نہایت ملا
بس اسواسطے اور رکھی ایک چیز   ہہین دیتے تجھے ہی جو خیلے عزیز
کہ پر گھت کا فن ہین سکھاتے تجھے   جتن اُسکے سب ہین بتاتے تجھے
تو قالب مین جسکے اِرادہ کرے   نکال اپنے قالب سے اُسمین رہے
یہہ کہہ کر سکھائے شہنشہ کو تب   جو کچھ بھید پر گھت کے تھے یاد سب
اُنھین سیکھکر شاہ رخصت ہوا   بدستور اپنے وطن کو پھرا
گیا وہانسے پھر اسطرف کے تئین   جدھر تھا وہ درویش عزلت گزین
کرامت سے جسکی ہوا تھا یہہ پار   وہ آنکھون کتئین بند کر ایکبار
کیا جاکے خدمت مین اُسکی سلام   کہی سرگذشت اپنی اُس سے تمام
توقف کیا پھر کئی دن وہان   کیا باپ کے پاس قاصد روان
جو کچھ شوق کے مرتبے تھے لکھے   کہ ہون اب قدم دیکھتا آپکے
بس اب کیجے موقوف سب اضطرار   ملاقات کے رہئیے امیدوار

* مراجعت کردن جہاندار شاہ بدیار خود *

ہی اِسداستانکا پھر اب یون بیان   کہ مقصد کتئین جب ہوا شہ روان
وہ ہر مرز کہ جسکا ہوا آگے ذکر   یہہ سنکر ہوئی اُسکو تشویش و فکر

کہ مطلوب پایا جہاندار نے   کیا کام حرفت کا عیار نے
کہ مجھسے تو اخفا سے مطلب کیا   اور آپ بہرہ ور بانو کو لے چلا
پس ایسا کرون جسّے ہو کامیاب   اور اُسکو پھراؤن بحال خراب
غضب ہی جو یونہین رہون بے نصیب   اور اِسطرح یاری دین اُسکے نصیب
یہہ دلمین حسد کے خیالات کر   لگا ڈھونڈھنے شہ کو شام و سحر
پھر آخر بصد سعی او رجست جو   تباہی اُٹھا کر بہت سو بسو
ملا آکے جون تون جہاندار سے   بصد حالت خستہ و زار سے
قدم پر گرا اور بہ مکر و نفاق   لگا کہنے مدت سے تھا اشتیاق
کہ پھر یہہ رفاقت مجھے ہو نصیب   قدیمی سعادت مجھے ہو نصیب
ہون اِس آستانہ کا نمک خوردہ مین   پھرون تا بکی خوار و افسردہ مین
جہاندار نے سن یہہ طرز کلام   کی اُسپر نگاہ عنایت تمام
کہا خوب رہ آجسے میرے پاس   ہی ذی مرتبہ تو عقیدت اساس
یہہ مکر اور تذویر کر سربسر   لگا پاس رہنے وہ شام و سحر

* رفتن جہاندار شاہ بقالب آہو *

ہوا ناگہان پھر یہہ کیا ایکبار   کہ نکلا جہاندار بہر شکار
کیا صید آہو کتئین ایک جا   وہین شہ سے ہرمز یہہ کہنے لگا
کہ اے شاہ ہی مجھکو یاد ایک فن   جو ہر اک کو آتا نہین وہ جتن
اور اُس فن مشکل کا پرگھٹ ہی نام   تکلف یہی ہیگا اُس مین تمام

که قالب مین جسکے اراده کرو — نکل اپنے گھٹ مین سے پھر اُسمین هو
جهاندار نے سنکے اُسکو کها — که هرمز یهه مشکل هی فن کونسا
مرے تئین بھی هی یاد اُسکا جتن — هی معلوم مجھکو بھی پرگھٹ کا فن
تکلف سے کیا تو هی کهتا اُسے — کهه اُس سے که آتا نهووے جسے
لگا کهنے هرمز یهه سب هی خلاف — غلط کهتے هین آپ کیجے معاف
یهه فن اسقدر سهل و آسان نهین — جو حاصل هوا هو گا حضرت کتئین
جهاندار سمجھا نه اُس پیچ کو — لگا کهنے اک بارگی غصے هو
اگر روبرو تیرے پرگھٹ کرون — تو پھر مین گنه گاری کیا تجھسے لون
کها خون میرا هی تم کو حلال — اگر مجھکو دکھلاؤ ایسا کمال
کها شه نے اچھا دکھاؤن تجھے — لے آ اپنی آنکھون سے سب دیکھ لے
کیا تھا اُس آهو کتئین جو شکار — اُسی گھٹ مین جا تارها ایک بار
هوا جبکه قالب پھر اُسکا تهی — تو هرمز کو بس یهی فرصت ملی
اور اُسنے بھی سیکھا تھا از بس یهه فن — وهین کرکے اُس فن کے سارے جتن
دیا چھوڑ بس اپنے گھٹ کے تئین — سما یا شهنشه کے گھٹ مین وهین
جهاندار اُدھر گھٹ مین آهو کے جا — لگا چگنے سبزه بیابان کا
اِدھر یهه جهاندار کے گھٹ مین جا — بشکل جهاندار شه بن گیا
چلا آیا خیمے کے تئین ایک بار — جهان بهره ور بانو تھی انتظار
بخوبی وهان جاکے داخل هوا — کها دل مین مقصود حاصل هوا

ولے بہرہ ور بانو کچھ دیکھ کر — گئی شبہ و تشکیک مین سر بسر
لگی جی مین کہنے کر اُسپر نگاہ — کہ یہہ تو نہین وہ جہاندار شاہ
بصورت تو سب کچھ ہی اُسکے مثال — پہ باتو نہین ویسا نہین قیل و قال
خدا جانئے کیا مصیبت پڑی — جہاندار پر کیسی آفت پڑی
سمجھ کر یہی جی مین اپنے تمام — لگی رہنے اُس سے جدا صبح و شام
کیا کرتا ہر چند یہہ عاجزی — و لے پاس اُسکے وہ آتی نتھی
غرض بعد چندین صباح و مسا — جہاندار کے باپ سے آ ملا
جہاندار کو بسکہ مدت تمام — ہوئی تھی وہ چھوڑے دیار و مقام
خلایق کو چندان نتھا کچھ خیال — کہ اتنا کرین اسکا تفتیش حال
کسی نے بھی ہرگز نہ کی غور یہہ — کہ یہہ وہ ہی یا ہی کوئی اور یہہ
غرض پھر کیا بعد کئی ماہ و سال — جہاندار کے باپ نے انتقال
یہہ بدبخت اُسکا ہوا جانشین — ہوا مالک ملک و تاج و نگین
اُدھر اب جہاندار کا سنئے حال — کہ پھرنے لگا جب وہ آہو مثال
سگ و شیر کا تب اُسے ڈر ہوا — سمجھکر یہی دل مین مضطر ہوا
کہ ایسا نہووے کسی دن کہین — کرے آکے طعمہ کوئی میرے تئین
اُسی وہم مین تھا اُسے اضطرار — کہ ناگہہ ملا اُسکو اک سبزہ زار
نظر اکطرف گھاس پر جو گئی — تو اک طوطی مردہ دیکھی پڑی
لگا دل مین تب اپنے کہنے یہہ لا — کہ آہو سے طوطی ہی ہونا بھلا

پس آہو کے گھات سے بلاچار گی　　گیا گھات مین طوطی کے اکبار گی

لگا پھرنے صحرا بصحرا تمام　　کہین صبح کاتی کہین کاتی شام

قضارا چمن مین ہوا اک گذار　　کسی شاخ پر بیٹھا جا ایک بار

کیا پھر یہہ تقدیر نے اور کام　　کہ ناگہہ ہوا وہان گرفتار دام

پھنسا دام صیاد مین دفعتن　　نپایا ذرا دیکھنے بھی چمن

وہ صیاد اسے لیکے گھر کو چلا　　پھر اک راہ مین بینوا کو دیا

ہوا خوش وہ درویش پاکر اسے　　لگا رکھنے چھاتی لگاکر اسے

کیا کرتا طوطی کی ہر دم صدا　　ادا کرتا رہ رہ کے شکر خدا

یہہ سنکر وہ درویش حیران ہو　　بہت خوش ہوا اور شادان ہو

لگا کہنے اے طائر نیک خو　　نہایت ہے تو تو کوئی نکتہ گو

پہ حیرت ہے مجھکو ترے شکر پر　　کہ شاکر ہے کیون اتنا شام و سحر

کہ نعمت پہ ہے شکر کرنا روا　　تجھے کونسا خوان نعمت ملا

ہے جسپر تجھے اتنا شکر و سپاس　　ذرا مجھسے بھی کہہ تو اے حق شناس

دیا تب یہہ طوطی نے اسکو جواب　　نہ کیونکر کرون شکر حق بے حساب

کہ صحبت ملی تجھسے درویش کی　　فراغت ہوئی سب کم و بیش کی

فقیر اسکو سنکر ہوا اور خوش　　لگا رکھنے اسکو بہر طور خوش

پھر یکروز اس سے یہہ کہنے لگا　　کہ اے طائر نکتہ گو خوش نوا

نہایت تو کوئی خردمند ہے　　کہ جو بات ہے تیری اک پند ہے

کچھ اس وقت ایسی حکایات کر — کہ جس مین سراپا افادات کر

کہا تب یہہ طوطی نے ای بینوا — مجھے ایک شارک کہین تھا ملا

کئے مینے اُس سے یہہ کتنے سوال — کہ بتلا تو ای طائر خوش مقال

ہی صبح کو روشنی کس لئے — سبب کیا دیا نور اسے جس لئے

کہا اسلئے اُسکو بخشا ہی نور — کہ خلقت اسیکے بیمن ظہور

کرے ہی سدا رزق اپنا تلاش — اسی سے ہی چلتی سبھونکی معاش

کیا اور مینے پھر اُس سے سوال — کہ بتلا تو ای طائر خوش خصال

ہوا تنگدل غنچہ کس واسطے — وہ کیا ہی یہہ غمگین ہی جسواسطے

کہا جمع رکھتا ہی جو سیم و زر — ہی تنگیٔ دل اُسے اس قدر

کہا مینے پھر گل ہی کیون ارجمند — ہوا اسلئے اُس کا درجہ بلند

کہا وہ جو ہراک سے ہی خندہ رو — عزیز اسلئے ہو گیا سو بسو

کہا مینے پھر خالق کو کیا شعار — ہی بہتر ہو خوش جسّے پروردگار

لگا کہنے ترک بدی ہی بھلا — کہ ہوتا ہی راضی اسی مین خدا

سنی جبکہ باتین یہہ درویش نے — خردمند نے معنی اندیش نے

لگا کرنے طوطی کتئین آفرین — لگا جی سے رکھنے عزیز اُسکے تئین

نہ اک لحظہ اک آن کرتا جدا — تھا مالوف و مرغوب اُسکا سدا

گیا شہر مین ایک دن سیر کو — لئے ساتھ وہ طائر نکتہ گو

پھرا سیر کرتا تھا ادھر اُدھر — کہ اک جا ہجوم اُسکو آیا نظر

کھڑے ہیں ہزاروں صغیر و کبیر ۔ اور اِک شخص ہی اُنہیں کوئی اسیر
کیا بینوا نے کسی سے سوال ۔ کہ بتلاؤ کیسا ہی یہہ قیل و قال
جواب اُنہیں سے ایک نے یوں دیا ۔ کہ صادر ہوئی ہی کچھہ اِس سے خطا
خطا یہہ ہی زیر محل شاہ کے ۔ کھڑا تھا یہہ تھا یہہ آئینہ لے
جھروکے میں تھی دختر شاہ وہان ۔ ہوا جلوہ اُسکا عیان ناگہان
جب آئینہ میں عکس اُسکا پڑا ۔ تو آئینہ کا اِسنے بوسہ لیا
اِسی جرم پر ہی یہہ رنج و تعب ۔ لئے جاتے ہیں پاس قاضی کے سب
کہ فتوے میں جو اِسکے قاضی کہے ۔ سزا اُس گنہ کی وہی پھر ملے
سنا طوطیٔ بینوا نے یہہ جب ۔ لگی کہنے حیران ہیں کیوں اِتنے سب
ہیں محتاج قاضی کے فتوے کے کیوں ۔ ہیں سب منتظر اُسکے کہنے کے کیوں
سزا تو نہایت ہی اِسکی عیان ۔ تامل ہی درکار کیا اِس میں یہان
کھڑا دھوپ میں اِک جگہہ اِسکو کر ۔ جڑو قمچیان اِسکی پرچھائیں پر
کہ ایسے گنہ کی یہی ہی سزا ۔ زیادہ اِس سے ہی آگے ظلم و جفا
یہہ سنتے ہی طوطی کا خالقت کلام ۔ تعجب تحیر میں آ گئی تمام
کہ دیکھو تو طوطی نے کسطرح کی ۔ سزائے پسندیدہ اُسکی کہی
عجب کوئی عاقل ہی یہہ مشت پر ۔ نہیں ایسا دیکھا کوئی جانور
غرض شہر میں ہوئی زیادہ یہہ بات ۔ کہ یوں کہتی ہی طوطیٔ خوش صفات
یونہیں چرچے پاتی ہوئی پھر خبر ۔ گئی بہرہ ور بانو کو سر بسر

وہ سنتے ہی اکبار گی یہہ کلام — سمجھ گئی حکایت کا مضمون تمام
لگی کہنے دل میں کہ یہہ ہو نہو — وہی ہی جہاندار سنجیدہ گو
دئے مول میں کتنے لعل و نگین — لیا بینوا سے وہ طوطی کتئین
گیا جب محل میں جہاندار شاہ — وہ قالب میں طوطی کے با اشک و آہ
تو سب درد و غم اُسپہ بیتے تھے جو — سنانے لگا بہرہ ور بانو کو
کہ یوں پہلے آہو کے گھٹ میں گیا — یوں اسطرح سبزونکو چرتا پھرا
پھر آہو سے طوطی ہو اسطرح — نہ دام پھر آ گیا اسطرح
پھر اسطرح سے بیوا تے لیا — پھر اسطرح آ تیرا ہمدم ہوا
یہہ سنکر مصیبت کے اُسکے کلام — لگی بہرہ ور بانو رونے تمام
کہا تب جہاندار نے بس نہ رو — نہ رو رو کے اتنا گھلا آپ کو
خدا کے تئین یاد کر ہر محل — وہی مشکلیں ساری کرتا ہی حل
مگر ایک تدبیر کہتا ہوں اب — کہ ہر مزوہ آوے ترے پاس جب
تو کہہ اُس سے ای شاہ والا گہر — نہیں حال سے اپنے مجھکو خبر
رہا کرتی اکثر ہوں بیمار میں — نہیں کوئی رکھتی ہوں غمخوار میں
کہ بہلاوے کت میرے دل کے تئین — مجھے رہنے دیوے نہ اندوہ گین
نہ کچھ کھیل ہی اور نہ کوئی مشغلا — کہ جس میں ذرا بھی لگے دل مرا
کسی طرح بہلا تو میرے تئین — ذرا ہو یہہ مشغول جان حزین
میں سنتی ہوں پر گھٹ ہی آتا تجھے — تماشا ذرا اُس کا دکھلا مجھے

کس طرح تا غم غلط ہو مرا ۔ کہانتک رہون مین اُداس اور خفا
وہ جب اپنے گھر سے نکال ایکبار ۔ کرے اور گھر بیچ جاکر قرار
مین طوطی کے گھر سے نکال اُسکے گھر تی ۔ سماجاؤنگا اپنے گھر مین سبھی
سنا شاہزادی نے جب یہہ کلام ۔ ہوئی وہ وہین مشعوف اور شادکام
غرض آیا ہر مز محل بیچ جب ۔ کہی اُسنے یکسر یہہ تقریر تب
وہ سنتے ہی خوش ہو کے کہنے لگا ۔ کہ دشوار یہہ کام ہی کون سا
اسی مین ترے دلکی گرہی خوشی ۔ تو ہون یہہ تماشا دکھاتا ابھی
ترا جسمین جی بہلے وہ ہی ہی خوب ۔ وہی بازیون بیچ بازی ہی خوب
یہہ کہکر منگا ایک آہو کتئین ۔ گیا مارکر اُسکے گھر مین وہین
جہاندار کو بس یہہ فرصت ملی ۔ ملا اُسکو قالب جب اپنا تہی
گیا اپنے گھر مین شتابی سما ۔ وہ آہو کا آہو ہی بس رہ گیا
سزا اُسکو اپنے کئے کی ملی ۔ کہ دنیا ہی جاگہہ مکافات کی
جہاندار اور بہرہ ور بانو تب ۔ بدستور رہنے لگے روز و شب
گذرنے لگی عیش مین صبح و شام ۔ لگی کٹنے جشن و خوشی مین مدام
وہی ملک و مال وہ ہی سلطنت ۔ وہی تاج و تخت اور وہی تمکنت
طپش جیسی دی حق نے اُنکی مراد ۔ بر آوے ہماری تمھاری مراد
ہوا جس گھڑی ترجمہ یہہ تمام ۔ بطرز لطیف و بحسن کلام
طپش نے وہین فکر کر ایک بار ۔ کہی اسکی تاریخ باغ و بہار

* فهرست قصه های بهار دانش هندی *

تفصیل — صفحه

****

* صحیح نامۂ بہار دانش اُردو *

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۵	آشکارا	آشکار
۴	۱۳	سنبل	سُنبل
۷	۱۰	تدبیر	وتدریس
۱۵	۱۶	کے	کی
۲۸	۴	ہو	ہوا
۴۱	۹	دیکھ ن	دیکھ لون
۶۱	۱۴	پھر وہ تو	وہ تو پھر
۸۶	۳	کی عورت	کہ عورت
۱۰۹	۱۱	ای	کہ ای
۱۱۱	۸	اُسکو	ہی اُسکو
۱۲۹	۱۱	تجھکو	مجھکو
۱۳۰	۶	کہان	کہا
۱۵۲	۱۸	شاہ زاۂ	شاہ زادۂ
۱۵۷	۹	بیان	بیابان
۱۶۵	۱۰	بیان	عیان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۶	۷	ہیں اِساسئے	ہیں اِسواسطے
۱۷۰	۱	گرنہ	وگرنہ
ایضا	ایضا	تجھسے	تجھسی
۱۷۷	۱۱	ہو	ہوا
۱۷۸	۱۸	ملا	ملتی
۱۹۱	۳	لیا	گیا
۱۹۳	۸	اسمیں	اسی میں
۲۱۲	۴	اِی	اِس
۲۱۷	۱۵	کی	کی جا
۲۳۴	۳	ہو	ہون
۲۴۰	۷	ہو	ہوا

خاتمة الطبع

حمد بے پایان و ثنائے بے کران اُس کارساز کو سزوار ہی کہ جسکی عنایت بے نہایت سے مشت گل انسانی میں شجرۂ دانش وعقل سے سرتاپا زینت و بہار آئی* اور اُس بندہ نواز بے نیاز کے جود وعطا سے اِس وجود ضعیف البنیان نے خلعت فاخرۂ شرافت و کرامت سے سربلندی پائی* امابعد دانش مندونکی راے مبارک پر مخفی نرہے کہ جب احقرالعباد محمد موسی علي نے اِس قصۂ رنگین و دلچسپ کو نایاب دیکھا اور اُسکے شایقین کو بیحد و حساب تب اُسکے اہتمام طبع میں کمرہمت چست باندھی اور جناب مولوی غلام نبي خانصاحب کی تصحیح سے اور حسن اہتمام سے منشی بشارت الله صاحب کے مطبع نبوی میں حلیۂ طبع سے محلی و مزین کیا*

قطعہ تاریخ آغاز طبع کتاب بہار دانش از مصحح موصوف

جبکہ آغاز طبع اِس کا ہوا جس میں اِک جوبہار دانش ہی
منہہ سے ماہر کے نکلی یہہ تاریخ جا نکي راحت بہار دانش هي
۱۲۷۱ہجریہ